فصل پنجم - معاملات ملک اودہ

فصل ششم

۵

...کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات سنہ ۱۸۰۰ سے سنہ ۱۸۰۵ تک

فصل ہفتم - لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۰۴ سے

فصل ہشتم ـ لارڈ کورنوالس اور سر جارج بارلو کا عہد حکومت ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء تک

فصل نہم - لارڈ منٹو کا عہد سلطنت

فصل یازدہم ہندوستانی ریاستونکے ساتہہ معاملات ۱۸۱۴ء سے ۱۸۱۷ء تک پنڈارون اور مرہٹون کے ساتہہ لڑائی ۱۸۱۷ء

فصل دوازدہم ـ پنڈاروں اور مرہٹوں کی لڑائیاں مختلف واقعات ۱۸۱۷ء سے ۱۸۲۳ء تک

فصل سیزدہم - ایڈم صاحب اور لارڈ ایمہرسٹ کا عہد ١٨٢٣ سے ١٨٢٨ تک

فصل چہاردہم

لارڈ ولیم بن ٹنک کا عہد سلطنت ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

تنخواہ وقت پر پایا کرے سفید سپاہ اوسکی ملک کی حفاظت کے واسطے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو
گورنر جنرل کے ایجنٹ فقط اسلیے رہتے تھے کہ نواب اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہنچا دیں
موقوف کر دیا۔ اس ایجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰
روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب لکھنؤ میں آئے تھے اونکا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا
سیندھیا کے ساتھ ہیسٹنگز صاحب نے صلح کر لی تھی اور اوسکے توسل سے دربار پونہ سے بھی مصالحت
ہو گئی تھی۔ مگر اسکا انسداد کچھ نہیں کیا گیا تھا کہ مہاراجہ سیندھیا بادشاہ دہلی اور اوسکے
ملک میں دست اندازی نہ کریگا جب نجف خان نے ۱۷۸۲ء میں اس دنیا سے انتقال فرمایا تو شاہ عالم
شطرنج کا بادشاہ بن گیا۔ اور اوسکو جسنے اختیار پایا بے رخ ہو کر شہ میں دیکر گھر سے باہر نکالنا چاہا۔ ہیسٹنگز
صاحب نے کوئی شرط اس بادشاہ کے معاملہ میں سیندھیا سے نہ ٹھہرائی تھی۔ یہ تمام سازشیں اور فساد جو ہم نے
شاہ عالم کے حال میں تاریخ ہند حصہ دوم میں لکھی ہیں وہ کمزوری تو میکفرسن صاحب نے فائنانس کے
کاموں نظم و نسق کی طرف کمال توجہ کی۔ اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی تخفیف کر دی اس کفایت
کے صلہ میں کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اوسکا شکریہ ادا کیا اور بادشاہ نے بیرونٹ کا خطاب عطا کیا۔ مگر آخر کو
یہ معلوم ہوا کہ یہ کفایت درحقیقت خزانہ کے کاموں میں فقط میکفرسن کی ذہانت و فطرت
کی گھات تھی اور اصل میں کچھ نہ تھی۔

(۳۳) پلاسی کی لڑائی سے آج تک تمام سرکار کمپنی کے علاقوں کا حاکم اعلیٰ اونکے ملازموں میں سے
ہوتا تھا۔ اگرچہ یہ حاکم ملک کے حال کا عالم اور تجربہ کار اور آزمودہ کار ہوتا تھا۔ مگر اس ملک کی صحبت سے اوسکی
حسن اخلاق اور عادات میں فرق آجاتا تھا اور اوسکو مشکل ہوتا تھا کہ اون افسروں پر جنکا وہ کل برابر کا
دوست تھا آج حکمرانی اور فرمان روائی کرے اسواسطے وزرا نے یہ تجویز کی کہ ہندوستان کے گورنر جنرل کے
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف و نجیب ہو اور اعلیٰ درجہ کا اخلاق رکھتا ہو اور ہندوستان
کے افسروں سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکھتا ہو۔ ان وجوہات پر خیال کر کے لارڈ میکارٹنی
گورنر مدراس اس عہدہ کے لیے تجویز ہوا مگر اونسے دانائی سے یہ جواب دیا کہ اس عہدہ میں اسقدر

وہ مال مردم چشم و دل ست زبان کو کوتاہ نہین رکہتے تہے۔ مگر اتنا فرق تہا کہ وہ جو دولت و ثروت
اس ناجائز وسیلہ سے حاصل کرتے تہے اوسکو اسی ملک مین صرف کرتے تہے۔ مگر اب انگریز اس دولت کو
لے لوا کر حقیقت نہین پہنچی اور پہر نظر نہین آتے تہے مگر جسقدر دولت وہ یہہ خائن لیجاتے تہے اوسکی حقیقت کچہہ
اب اس دولت کے سامنے نہین ہے جو انگلستان کو ریل و اسباب مصنوعی کی تجارت کے ذریعہ سے جاتی
ہے۔ غرض اس قوم عالی دماغ اور روشن ضمیر فرزانہ نے تمام انہی ملازمون کے لئے بددیانتی کی راہین
بند کر دئی۔ اور اونکو ایسا دیانت مند اور عدالت پسند بنا دیا ہے کہ دنیا مین کہین اسکی نظیر نہین ملتی
اور دولت کمانیکے اور ابواب اپنی قوم پر کہولدئے۔ پہلے زمانہ مین کوئی چالیس لاکہہ روپیہ کما کر لیجاتا
تو انگلستان مین اوسکی دولت کی دہوم پڑجاتی تہی اور اندیشہ ہوتا تہا کہ یہہ مشرق سے معلوم نہین
کیا آفت لائی۔ مگر یہہ برٹش گورنمنٹ کی حسن انتظام کی خوبی ہے کہ اب ایسی دولت ہندی دولتمندی
مین شمار ہی نہین ہوتی۔ کروڑ پتی کی اب وہ قدر نہین جو لکہپتی کی تہی۔ لارڈ کورنوالس نے
کوئی کارخانہ نہین چہوڑا جسمین اوسنے غبن اور خیانت کو نہ پکڑا ہو۔ اور اونہی تمام وہ کام جنمین کچہہ
ہو سکتی چہوڑ لینے مین کوشش کی ہو تمام ٹہیکہ موقوف کرادئے وہ سارے عہدے جنمین کچہہ کام نکرنا
پڑتا تہا برخاست کرادئے۔ بڑی دشواری اسمین انگریزی کہ کورٹ ڈائرکٹرز یہان کیا تو اپنے بہائی
بہیجتے تہے یا اون دوستون کو بہیجتے تہے جنکا سارا روپیہ قمار خانہ مین جیت لیتے تہے اور بہوکا ننگا
کر کے یہان روپیہ کمانیکے لئے روانہ کرتے تہے۔ اس عادت کا چہٹنا نہایت دشوار تہا۔ مگر لارڈ صاحب
کی بہی وہ قدرت اور قوت بلا کی تہی کہ اونسے اس علت کو بہی دور کیا اور تنخواہ عہدہ دارون
کی بڑہوادی۔ لارڈ کورنوالس آئے تہے کہ نواب آصف الدولہ نے وزیر حیدر بیگ
کو کلکتہ بہیجا مطلب یہہ تہا کہ سپاہ انگریزی کے خرچ کا بوجہہ اپنی گردن سے اتارے۔ فتحگڈہ کے بریگیڈ
کو جنکے بلا لینے کا وعدہ ہیسٹنگز صاحب کر گئے تہے اونہون نے طلب کیا۔ حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ
نواب نو برس سے چوراسی لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کا دیتا تہا۔ شستاء کے عہدنامہ کے مطابق
اوسکو ۳۱۲۱۰۰ روپیہ سالانہ ریاست اصلی کے موافق ۳۴۳۰۰۰ روپیہ دینا چاہئے تہا

سلطنت کا تو اودہ کی پیچھے ایسا لگا ہوا تھا کہ گورنر جنرل نے سپاہ کا جدا کرنا مصلحت نہ جانا۔ روپیہ کو گھٹا کر پچاس
لاکھہ روپیہ سالانہ کا خرچ نواب کے ذمہ رکھا۔ اور لکھا کہ ہم تمہارے ملک کی حفاظت کرتے ہین اور اوسکے
عوض مین سپاہ کا خرچ ہوتا ہے وہ ہم لیتے ہین۔ اور اوسکی خانگی امور مین کچھہ دخل نہین دیتے ہین
غرض عوض معوض گلہ ندارد۔ نواب مین نہ خود لیاقت تھی نہ اوسکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام
کر سکتی۔ اگر پوچھو تو یہہ سودا مفت تھا کہ ملک کی حفاظت غیر دن کے سپاہ سے اوسکی چوتھائی آمدنی پر
ہوتی تھی۔ اسے زیادہ کیا سستا سودا ہو سکتا تھا۔ انتظام سے بہی سرکار کمپنی کا کچھہ نزاع تھا وہ بہی
آسانی سے فیصل ہو گیا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ سنہ ۱۷۶۸ع کے عہد نامہ کے موافق نظام سے یہہ عہد و پیمان ہوا
کہ بسالت جنگ کے بعد سرکار گنتور سرکار کمپنی کو حوالہ کیجائیگی۔ مگر بسالت جنگ سنہ ۱۷۸۲ع
مین مر گیا اور نظام نے یہہ سرکار انگریزونکو نہ دی انگریزون نے پیشکش ان سرکارون کی بابت نظام کو
نہ دی۔ لارڈ کارنوالس جب آئی تو اونہون نے دیکھا کہ نظام اور سلطان ٹیپو کی آپسمین لڑائی ہو رہی ہے
جب سے ٹیپو سلطان اور انگریزون کے درمیان صلح منگلور مین ہو گئی تھی تو سلطان ٹیپو کے دماغ مین
کوئی کبر نہ تھا جو پیدا نہ ہو گیا ہو۔ کیا غرور و دماغ تھا کہ ابھی صلحنامہ کی سیاہی بہی نہ خشک ہوئی
تھی کہ فرانسیسونکو پانڈیچری مین لکھہ بھیجا کہ اوسکا ارادہ ہے کہ نظام اور مرہٹون کو پامال کرے اور
انگریزون کو ہندوستان سے نکالدے بیس ہزار عیسائیون کو ساحل ملیبار سے پکڑ کر ختنہ کرا دیا۔ اور
کرناٹک کے ہندوؤن کے ساتھہ بہی یہی سلوک کیا گیا تھا دو ہزار برہمنون نے اس خوف سے اپنے تئین
ہلاک کیا۔ کورگ کے باشندونکو جنمین عورتین بچے سب ہی تھے سری رنگ پٹن مین بھیجدیا۔ اب
کچھہ بہانہ بنا کر نظام سے کہا کہ بیجاپور عنایت کیجئے۔ اور نرگوند مین مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور کسی حکمت
دغا سے اوسپر قبضہ کر لیا۔ نانا فرنویس یہہ دیکھکر کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کا بہی باوا ہے اوسکی
ہمسائگی نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے اوسنے اس پہلو کو دور کرنیکے واسطے نظام سے سنہ ۱۷۸۶ع اسے پہلے
سلسلہ اتحاد مستحکم کیا۔ اور یہہ آپسمین ٹہرا کہ اوسکا ملک فتح کرکے آپسمین برابر تقسیم کر لین۔ اب ان دونون
کی سپاہ متفق نے اول مئی سنہ ۱۷۸۷ع کو بادامی جاکر گھیر لیا اور آخر مہینے مین فتح کر لیا۔

نو مہینے تک یہہ لڑائی ہنڈولا بنی رہی کبہی نظام بلند ہوجاتا کبہی پست - اوسی حال سلطان ٹیپو کا تہا ٹیپو نے
دفعتہً صلح کی درخواست کی اور اپریل ۱۷۸۴ء مین ان نبرد آزمائیون مین صلح ہوگئی بموجب شرائط صلح یہہ ٹہیرا
کہ سلطان سینتالیس لاکہہ روپیہ خراج کے دے اور سب مقامات جو اوسنے فتح کئے ہین پہر حوالے کرے - اس
صلح کا یہہ سبب تہا کہ اوسکو اندیشہ تہا کہ انگریز اس لڑائی مین کہین دشمنون کے ساتہہ شریک ہوجائین
وہ پہلے ہی مخالفون سے بری بن رہی تہی پہلا اور زبردست شریک ہو جائیگا تو پہر کیا ٹہکانا باقی رہیگا غرض
ان دو سالون مین توکور نواب نے گنٹور کا لگانا مناسب جانا ۱۷۸۶ء مین فرانس سے برابر
صلح رہنی کی امید ہوئی جس سے لڑائیون مین فرنگستانی شراکت کا خوف رفع ہوا - اور ملکی حالتین کچہہ
کی ایسی ہوگئین کہ جنکے سبب سے گنٹور حوالہ کرنے کی درخواست نظام کو کی گئی حزم و احتیاط کی خاطر
سپاہ بہی زیر حکم کپتان کینا وے ڈہ صاحب کے حیدرآباد کو بہیجی گئی کہ صلحنامہ ۱۷۶۸ء کی پوری تکمیل نظام سے کرائے
اور اوسی اطلاع دی کہ دو ہفتہ کے اندر سپاہ انگریزی گنٹور مین داخل ہوجائیگی - اور اسکی اطلاع مشیران
کے دربار اور سعید میا اور راجہ برار ان سب کو کر دی تہی - اور کپتان صاحب کو ہدایت تہی کہ
جہانتک ہو سکے مصالحت مین سعی کرین - اب نظام کا یہہ خیال تہا کہ وہ انگریزون کے اتحاد سے
اپنی فلاح اور بہبود کی امید بہ نسبت کسی خوف کے زیادہ رکہتا تہا مرہٹون اور ٹیپو کے ساتہہ اتفاق میل
پیدا کرنے سے انگریزون کے ساتہہ مصالحت کو زیادہ اپنے حق مین فائدہ مند سمجہتا تہا - اوسکے ملک کے
گرد جو صاحب سلطنت تہے اون سے اوسکو خوف تہا کہ مبادا کہین وہ اوسکو نگل نہ جائین - سوا اوسکے
گنٹور ایک بے حقیقت ملک تہا اوس سے کچہہ آمدنی بہی نہ تہی اسلئے اوسنے فی الفور انگریزون کی درخواست
کو قبول کرکے ستمبر ۱۷۸۸ء مین سرکار گنٹور کو حوالہ کردیا اور گذشتہ کے حساب کتاب کا جو معاملہ تہا
وہ اوسکے مختار نے جاکر کلکتہ مین اوسکا فیصلہ کیا - مگر اوسکے ساتہہ یہہ درخواست بہی پیش کی کہ
صلحنامہ کے موافق اس شرط کا پورا ہونا بہی چاہئے کہ دو پلٹن سپاہیون کی وہ جب طلب کرے بہیجی جائین افسر
فرنگستانی بہی اوسکی مرضی کے موافق جہان وہ ملک کو بہیجنا چاہتے نہ منع کرتا تہا جس مین
بالا گہاٹ جو حیدر علی نے چہین لیا تہا وہ دلایا جاوے سوا اسکے اوسنے اور بہی چاہا کہ ٹیپو سے

ان دونوں گورنمنٹوں میں تحکم ہو جاتا مگر گورنر جنرل کو اوسمین دو سبب سے تامل ہوا اول تو یہہ کہ
پارلیمنٹ کے ایکٹ کے موافق منع تہا کہ بغیر منظوری ولایت کے ہندوستانی ریاست سے جنگ یا آشتی
کیجائے۔ دوسرے مرہٹوں میں دشمنی اور ناخوشی پیدا ہوتی تہی اور منظور یہہ تہا کہ اونسے اتحاد
پیدا ہو۔ سوا اوسکے ان دو صلحناموں کے موافق یہہ انگریزی گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تہا کہ بالا گہاٹ
کرناٹک کا مالک حیدر علی اور ٹیپو سلطان ہے۔ غرض اس وقت کورنوالس کو بڑی دشواریاں
پیش آئیں کیا کیجئے۔ نظام کے صلحنامہ کی شرائط کا بہی پورا کرنا ضرور تہا۔ اسلئے اوسنے اوس
فقرہ کے معنی جو صلحنامہ میں دربارہ بالا گہاٹ کرناٹک کے تہی یہہ بیان کیا کہ زمانے نے
حالات کو ایسا بدل دیا ہے کہ جس بنا پر یہہ شرط صلحنامہ میں داخل ہوئی تہی وہ اپنی جگہ پر
بالفعل قائم نہیں رہ سکتی لیکن آئندہ امید کیجا سکتی ہے کہ سرکار کمپنی اس ملک کو اوسکے مستحقان
اکو دلا دے۔ اور سپاہ کی امداد کے بیان میں جو فقرہ تہا اور اوسمیں یہہ بہی لکہا تہا کہ جہاں
کمپنی کی ضرورت اس مدد کی اجازت دیگی اوسکے معنی یہہ بیان ہوگئے کہ نظام اس کمک سپاہ کو
اپنی مرضی کے موافق کام میں لا سکتا ہے مگر یہہ انگریزی فوج اوس والی ملک سے کہیں نہ لڑیگی
جسکے کہ سرکار انگریزی کا اتحاد ہے اور ان والیان ملک کی تفصیل میں تمام مرہٹوں کے سرداروں کے
نام اور نواب ارکاٹ اور نواب اودہ اور تراونکور اور تنجور کے راجاؤں کے نام لکھے تہے
مگر ٹیپو سلطان کا نام اوس میں نہ تہا غرض بالا گہاٹ کے دلا دینے کا وعدہ سپاہ کمک کی
قرار۔ فہرست احباب انگریزی اور اوسکے نام کا اخراج یہہ تینوں باتیں ایسی جمع ہوئیں کہ سر جان
ملکم صاحب کی یہہ رائے ہے کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں سے لڑنیکے لئے ارادہ کیا۔ اسی لئے
کورنوالس کے ذمہ الزام لگتا ہے کہ اوسنے پارلیمنٹ کے ایکٹ کے مخالف کام کیا جسسے ٹیپو سلطان
کی ساری توجہ انگریزوں سے لڑنے کی طرف ہوگئی۔ اور چہہ مہینہ بعد لڑائی شروع ہوگئی۔

(۵) پہلی بسم اللہ آغاز جنگ کے لئے یہہ ہوئی کہ ایک چہوٹا سا راجہ ساحل ملیبار پر حیدر علی
کا باجگزار تہا اور اوسکے علاقہ میں انگریزوں کی کوٹہی تلی چیری واقع تہی سنت سے

یہہ بنیتیان معلوم ہوئین تو اوسنے گورنمنٹ مدراس کو اطلاع دی۔ اوسوقت مسٹر کیمبل صاحب
گورنر تہے اونہون نے راجہ کی درخواست سے زیادہ امداد کی۔ اور کئی پلٹنونکو حکم دیا کہ وہ فصیل ترا ونکوڑ
کے باہر مقامات مستحکم پر حفاظت کے واسطے مقیم ہون اور سوا اسکے ٹیپو سلطان کو لکہا کہ تم راجہ
ترا ونکوڑ سے لڑوگے تو عہدنامہ ۱۷۸۴ء شکست ہوجائیگا اور وہ گویا تمہاری طرف سے ایک اشتہار
جنگ گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ ہوجائیگا۔ اسپر ٹیپو سلطان نے کہا کہ مین انگریزی گورنمنٹ سے اپنا اتحاد
رکہنا چاہتا ہون۔ مگر کہا کچہہ کیا کچہہ۔ چند مہینے کے بعد ۳۵ ہزار سپاہ لیکر ترا ونکوڑ کی طرف
چلا۔ ترا ونکوڑ کی فصیل کے نہایت پاس سمندر پر دو قلعے کرنگانور اور آیاکوٹہ قوم ڈچ کے
تہے جب سلطان ٹیپو اونکے قریب آیا تو موافق عہدنامہ قدیمی کے ڈچ نے راجہ ترا ونکوڑ سے امداد
چاہی۔ اسپر راجہ مستعد تہا مگر ہولنڈ صاحب جو گورنر مدراس کے اوسوقت کیمبل صاحب کی جگہ
مقرر ہوگئے تہے اونکا مزاج صلح جو تہا۔ اونہون نے راجہ ترا ونکوڑ کو لکہا کہ سپاہ انگریزی غیر علاقہ
مین امداد نہین کریگی بلکہ وہ اوسی ملک کی حفاظت کریگی جو اصل حقیقت مین راجہ کا ہے۔ گورنر
کی حجت تمام کرنیکے لئے راجہ نے ڈچ سے کہا کہ یہہ قلعے میرے ہاتہہ بیچڈالو۔ ڈچ نے کہا اچہا۔ جب یہہ
سودا ٹہہر گیا تو سلطان ٹیپو نے یہہ شاخسانہ وہین نکالا کہ ڈچ کو اسکے فروخت کرنیکا اختیار اس
سبب سے نہین ہے کہ وہ راجہ کوچین کے باجگزار ہین اور راجہ میرا باجگزار ہے اسلئے اونکا بیچنا گویا
میسور کی سلطنت کا ایک حصہ بیچنا ہے۔ اسپر ہولنڈ صاحب سلطان ٹیپو کے طرفدار ہوگئے۔ اور
ایسی جہوٹی بات کا یقین کرلیا کہ ڈچ راجہ کوچین کے باجگزار ہین۔ ڈچ نے تو یہہ دونو قلعے
پرتگیزون سے اکثر فتح کئے تہے۔ اسلئے وہ حق اونکے بیچنے کا رکہتے تہے۔ اسکو ٹیپو سلطان نے خود مان لیا
اور خود خریدار اونکا اسلئے ہوا کہ راجہ ترا ونکوڑ کی جان خوب ضیق مین کرے۔ ٹیپو سلطان نے
اور بہت سی قضئے کی باتین گہڑی کہین جسپر ایک مباحثہ طول طویل ہوا۔ آخر کو انگریزی گورنمنٹ نے
کمشنران قضیون کے چکانیکے واسطے مقرر کئے۔ مگر سلطان ٹیپو نے ان جہگڑونکو اور ہی طرح
فیصل کرنا چاہا۔ وہ فصیل ترا ونکوڑ کی طرف مدت سے بڑہا چلا آتا تہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کی رات کو

اوسنے اوس فصیل پر حملہ کرنیکے لئے کوچ کیا فصیل کے بڑے حصہ پر قابض ہوگیا ترا ونکوڈ کا لشکر اوسکے
آگے سے پرے ہٹ آیا مگر ٹیپو سلطان کے تعداد لشکر کا بہت نقصان ہوا تہا اوسکے واسطے کمک ایک اور دستہ
سپاہ آتا تہا - وہ نہ آنے پایا تہا کہ بیس آدمیون نے جو ایک کمین گاہ مین بیٹھے ہوئے تہے آگ دینی جس سے سپاہی
اوسکا افسر مارا گیا - اسی تمام سپاہ پراگندہ اور پریشان ہوگئی - اور وہ اوس سپاہ پر جا پڑے جو اوسکی
کمک کو آتی تہی - اس سبب سے بڑی گڑبڑ ہوگئی - اور لشکر تتر بتر ہوگیا اور خندق پر ایسی چقلش
ہوئی کہ بہت سے زندہ کہائی مین آگرے اور بہر گئے مردون سے زندہ دبکے نیچے ایک تہرک بن گئی غرض دو ہزار
آدمی ضائع ہوئے سلطان ٹیپو بہی خود موجود تہے - اور اونکی بہانگو بعض نمک شناس ملازم بچا کر لیگئے
مگر پہر بہی اوسکو ایسا صدمہ پہنچا کہ جسکے درد سے تا دم مرگ تکلیف رہی - سات مہینے تک وہ اپنی وقت
اس فصیل کے پیچھے ضائع کرتا رہا - اور سری رنگ پٹن سے بہاری بہاری توپخانہ بلایا ۱۰ مارچ
کو راجہ اور سلطان کی فوج مین پہر جہگڑا ہوئی - ۲۰ کو پہر فصیل ترا ونکوڈ پر آتش فشانی سلطان نے
شروع کی اور پانچ سو گز اوسکو جاکر اور بہت سی کو اس فصیل کو توڑ تاڑ کر برابر کیا اور کرنگانور کو لے لیا
اور ترا ونکوڈ کی شمالی حصہ پر قابض ہوگیا - اور اوسکو خوب لوٹا مگر اپنی دار السلطنت کو ۲۴ مئی کو ضرور کر
جانا پڑا اسلئے یہ شکایت باقی رہی چہوڑنا پڑا جب ٹیپو سلطان ۲۹ دسمبر کو ترا ونکوڈ کو بہر گیا تو انگریزون
کو بہی دم دیتا کہ میرا ارادہ نہین ہے کہ راجہ کی اصلی ملک پر حملہ کرون - یہ لڑائی تو فقط راجہ کے آدمیون کی
زیادتی سے ہوگئی تہی - لارڈ کورنوالس نے یہہ سمجہہ کر کہ غالباً سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونیوالی ہے
بار بار گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ ساختگی اسباب اور آمادگی سپاہ مین وہ ہمت نہ صرف ہو لیکن وہ اپنی غلطی
سے ٹیپو سلطان کو اپنا دوست ہی سمجہا کی اور لارڈ کے احکام پر خیال کیا مولنڈ صاحب گورنر کو یقین
تہا کہ کمشنر جو قصیون کے جہگڑے چکانیکے واسطے مقرر ہوئے ہین وہ صلح کرا دینگے - اسلئے جو سپاہ کہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوئی
تہی اوسکے واسطے سامان باربرداری نہ تیار کیا - مگر یہ غنیمت ہوا جب انہون نے یہہ سنا کہ جنرل میڈوز
سپہ سالار بمبئی اونکی جگہ مقرر ہوئے تو وہ یہہ بات کہ اگر ٹیپو سلطان کا ارادہ سرکار کمپنی سے لڑنیکا
نہین ہے بہت جلد ولایت کو بہاگ گئے کمانڈر انچیف اگر پہلا نہ آیا ہوتا تو لارڈ کارنوالس خود ارادہ تہا کہ

اس مہم کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیں - مگر اس جنرل کی لیاقت اور قابلیت پر اونکو خود اتنا اعتماد تھا کہ
اب انپر انکی وہ ضرورت نہ سمجھے - گورنر جنرل نے گورنمنٹ مدراس کو لکھا کہ ہماری عزت اسی مین ہے
کہ ہم ٹیپو سلطان سے جو ہماری قوم کا جانی دشمن ہے خوب لڑین اور اوسکی قوت کو ضعیف کرین جب تک یہ
نہوگا ہمارا ہندوستان مین کچھ اعتبار نہوگا -

(۶) لارڈ کورنوالس کو تین برس ہوئے تھے اونکی کفایت شعاری کا نتیجہ یہہ تھا کہ صوبہ بہار
بنگال کی آمدنی خرچ سے زیادہ دو کروڑ روپیہ ہو گئے تھے - اور اوس تمام اور پریسیڈنسیون کا خرچ چلتا
تھا اور سوا اوسکے ایک کروڑ روپیہ سالانہ ولایت کو بھی جاتا تھا - مگر اب یہہ سب جمع کی کرائی پونجی
ٹیپو سلطان کی لڑائی مین اڑنے والی تھی - اب یہہ وقت نہ تھا کہ پارلیمنٹ کے قانون کی تعمیل کیجاتی
اور صلح و جنگ کا مشورہ ولایت مین کیا جاتا - اسلئے دکن مین نظام اور مرہٹون سے جو بڑے صاحب
قدرت تھے لارڈ کورنوالس نے عہد و پیمان کرکے نانا فرنویس انگریزون کے ساتھہ سرد مہری کرتا تھا
مگر ٹیپو سلطان کی عداوت مین بھی ایسا سرگرم تھا کہ پیغام کے ہوتے ہی بتامل وہ اسکے برباد کرنیکے لئے
انگریزون کے ساتھہ شریک ہوگیا - نظام کو ٹیپو سلطان کا خوف ایسا دلپر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ بھی انگریزون
کا ساتھی ہوگیا - ان تینون مین آپس مین اتفاق ہوگیا اور یہہ شرط ہوئی کہ برسات کے بعد تینون سلطان
ٹیپو کے ملک پر حملہ کرین اور وہ انگریزی سپاہ کے ساتھہ اگر ضرورت ہو تو دس ہزار سوار لیکر شامل ہون
اور انگریزی سپاہ بھی انکے ساتھہ ہوگی - اور جو ملک و قلعے فتح ہون وہ آپس مین برابر برابر تقسیم ہو جائین
نظام ان تینون مین ضعیف تھا - اور یہہ سمجھتا تھا کہ جسوقت ٹیپو سلطان کی طاقت ضعیف ہو جائیگی تو
دکن کا اقتدار بڑھ جائیگا - اور وہ مجھ جیسے شخص کے لئے جو مدت سے نہین دبی بہت دق کریگی اسلئے وہ
صلحنامہ پر دستخط کرتے ہوئے جھجکتا تھا - مگر یہہ خوف انگریزون نے اوسکے دل سے نکالدیا اور خود اسکے
ذمہ دار ہوگئے کہ مرہٹے اوسکو کچھ تعرض نہین کرینگے - گو اسے مرہٹے دل مین کچھہ ناراض ہوے مگر آخر کو ان
احباب ثلاثہ مین اتفاق ہوگیا - ان دونو دستون کے لارڈ صاحب نے اپنے یہہ چار اصلی مقاصد بیان
کردی اول جو کچھہ لڑائی مین خرچ سرکار کمپنی کا ہوگا وہ ٹیپو سلطان سے وصول کیا جائیگا - دوم

اوسنے اور حیدر علی نے جو ملک نظام و پیشوا کے مفتوح کر لئے ہیں وہ واپس کئے جاوینگے سیوم کرناٹک
کے پاس پاس کے جو ملک اوسکے قبضہ میں ہے وہ چھین لیا جائیگا۔ چہارم ملیبار کے ساحل پر
جو سلطان نے نائروں کے ہتہوں میں تیر و بر کئے ہیں اونکو اس عذاب سے نجات دلائی جائیگی۔ اور
پیشوانے بہی یہہ خیال کر کے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے ہاتہہ سے جو ہمارے نقصان ہوئے ہیں اونکا
عوض ملے گا۔ گئی ہوئی ملک پہر ہاتہہ آوینگے۔ آئندہ کو کہٹکا اس ظالم کا نہ رہیگا۔ اوسکی بربادی سے
اپنی آبادی لیستی ہوگی ــــ بہت جلد بطیب خاطر انگریزوں سے صلح کر لی۔

(۷) جب جنرل میڈوز جو سینٹ جارج کے گورنر اور کمنڈر انچیف مدراس میں آئے تو اس مہم کا اہتمام اونکے سپرد ہوا۔
ہولنڈ صاحب کی غفلت سے کچہہ سامان جنگ مہیا نہوا تہا۔ اس سبب سے کئی مہینے کا توقف کرنا پڑا۔ بعدہ
سپاہ ترچناپلی کے میدان میں جمع ہوئی اور جب بریگیڈ میں منقسم ہوئی۔ ۲۴ مئی کو وہ اس سپاہ کو لیکر
کرور کی طرف چلا۔ یہہ مقام دشمن کی سرحد پر سب سے زیادہ قریب تہا۔ کچہہ دنوں پہلے زمانہ کی رسم کے موافق ایک
خط ٹیپو سلطان کو اونکی گورنر اور کمنڈر انچیف ہونیکے باب میں لکہا تہا۔ اوسکا جواب جب آیا کہ جنرل صاحب
نے سفر کیا۔ اوسکے مضمون کی طرز یہی تہی جو ۱۷۹۰ء میں اوسنے ہولنڈ صاحب کو لکہے تہی کہ کمشنروں کے مقرر کرنیکی
راجہ تراونکور کے معاملہ میں کچہہ ضرورت نہیں ہے میں نے خود ہی اوسکا حال تحقیق کر لیا ہے۔ اگر ایسی ہی
کمشنروں کے بہیجنے کی ضرورت ہے تو بہیجدو۔ آپ ہی ایک خط ۲۲ مئی کو اس گورنر کو مسکی آبادی
منصب اور اضافہ کا لکہا اور پہر لکہا کہ میں انگریزوں کا دوست صادق ہوں مجہے افسوس ہے کہ غلط فہمی
اور معاملہ نا فہمی سے یہاں تک طول کہنچ گیا کہ سپاہیں جمع ہو گئیں۔ اس مطلب کے سمجہانیکے واسطے میں اپنا
ایک معتمد بہیجتا ہوں جو آپ کی تشفی دلی ہر ایک کدورت کا صیقل کر دیگا۔ اسکا جواب جنرل صاحب نے یہہ لکہا
کہ آپکا خط آیا اور میں اوسکا مطلب سمجہا۔ آپ شاہزادہ عظیم الشان ہیں اور جس وقت آپکی وہ سلوک
خیال کئے جاتے ہیں جو قیدیوں کے ساتہہ کئے جاتے ہیں تو آپکے اوصاف میں سنگدلی ضمیری کی صفت کا
اضافہ ہوتا ہے۔ آپکو یہہ معلوم رہے کہ ہماری قوم کی نہ یہہ عادت ہے کہ وہ اوروں کو جہڑکیں نہ یہہ دستور
ہے کہ وہ اوروں کی اطاعت کریں جب آپ نے ہمارے رفیق راجہ تراونکور پر چڑہائی کی ہے

جنرل میڈوز اور ٹیپو سلطان کی لڑائی کا بیان سنہ ۱۷۹۰ء

وقت ٹیپو سے لڑائی کا اشتہار دیکر ساتھ ہو گیا۔ خدا ہمیشہ دشمن کو فتح و نصرت نہیں دیتا کہ جو
زبردست ہوں ضرور ہیں کہ تیر ہی آگے نکل جایا کریں۔ اکثر دشمن کو فتحیابی اور کامیابی ہوتی ہے
جنکے کام انصاف و عدل پر مبنی ہوتے ہیں ہم خدا کی ذات گرامی پر بہروسا کرتے ہیں۔ جب جواب سلطان
پاس کو انشور میں پہونچا جب دیکہا کہ گورنر جنرل مسٹر اسن ہمارا استحقاق سلطنت چہین
سے جانا چاہتا ہی۔ وہ اپنی سپاہ عظیم لیکر دار السلطنت سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔ جسسے اوسکا
ضعیف العقل ہونا ظاہر ہوا اور ملک بہت سا از حفاظت ہو گیا۔ ٹیپو سلطان کی بڑی غلطی یہہ تہی
کہ جیسے اوسکو بڑی ہیبت اور شہانی بڑی کر اوسکو اپنی شجاعت پر بڑی نخوت تہی۔ اپنی قدرت اور
قوت کو بڑا جانتا تہا اور انگریزوں کی طاقت کو بہت کم۔ ان دو غلط فہمیوں نے اوسکا ستیاناس کیا
سوا اسکے وہ اپنے باپ کی طرح اپنی طبیعت کو قابو میں رکہنا نہ جانتا تہا طبیعت اوسکی ایسی نہ
تہی کہ جو چاہتی سو کرتی۔ غرض اب انگریزی سپاہ کمرور کی طرف چلی۔ مگر کمسریٹ کا کارخانہ
درست نہ تہا اسلئے وہ آہستہ آہستہ چلتی تہی۔ سوا اسکے آندہیاں ایسی چلتی ہیں کہ خاک کی تودہ
کے تودہ سر پر پڑتے تہے۔ آنکہیں پہوٹی جاتی تہیں۔ اس سبب بارہ سو سپاہی کمرور تک پہونچتے
پہونچتے بیماری کے سبب ڈولیوں میں سوار ہونے لگے۔ کمرور پر قبضہ کرکے ارادا کوچ پر
لشکر پہونچا۔ دو توپیں چہوڑ کر قلعہ دار سے کہا کہ آواز [illegible] حوالہ کر دو اوسنے کہا کہ دو تین توپیں
اور چہوڑ دیجئے کہ مجہے سلطان سے عذر کرنیکے لئے وجہ ہو۔ غرض یہہ ذلیل سا مقام یوں ہاتہہ لگ گیا۔
اور دار الورم بہی جو حقیقت میں سا مقام تہا وہ لے لیا۔ یہاں بیمار اور مریض چہوڑ دیئے گئے۔ اور ایک
رجمنٹ انکی حفاظت کے واسطے چہوڑ دیا۔ ۲۱ جولائی سنہ [illegible] کو لشکر کوانشور میں پہونچا۔ یہاں
[illegible] کرنل سٹورٹ کو ماتحت پالی گہاٹ کے فتح کرنیکے لئے بہیجا گیا تہا۔ مگر بارش کے سبب
راہ بند تہی اسلئے کرنل برم ولسن [illegible] اس افسر نے ڈنڈی گل پر بڑی جوانمردی اور
دلیری سے حملہ کیا۔ اور توپوں کی مار سے دیوار میں دراڑ ڈالدی۔ قلعہ دار نے سخت مقابلہ کیا
انگریزوں پاس صرف دو گنبد گولہ بارود باقی تہا کہ قلعہ دار نے علم سفید دکہایا۔ اور نقصان

شرائط پر حوالہ کیا کہ لوگون کے بچ کر مال اسباب لکھوا تہہ نہ لگایا جاے۔
کرنیل سٹورٹ پہر پالگہاٹ کی فتح کرنیکے لیے کوئمبتور سے بہیجی گئی۔ ۲۱ ستمبر ۱۷۹۰ع کو اونہون نے
اوسپر گولہ باری شروع کیے دوسرے روز قلعہ دار نے اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ ناسر جو انگریزون کے ساتہہ
ہو گئے ہین اونکو تکلیف نہ دین۔
ایروڈ کرنیل اولڈہم نے فتح کر لیا۔ اب یہہ متفرق سپاہ کرنیل فلوئڈ کے علم کے نیچے جمع ہو گئین وہ
دریا بہوانی کی جنوبی سمت مین فتوحات حاصل کرنیکے لیے مامور ہوئے تہے۔ اونہون نے ایک فوج بہیجکر
ستی منگل بے تکلف لے لیا تہا۔ یہہ مقام درہ گجلہٹی سے تہوڑی دور پر تہا۔ اس درہ سے ستمبر کے شروع
مین ٹیپو سلطان کی فوج اوتری تہی۔ ۱۳ ستمبر کو اوسکے لشکر نے انگریزی لشکر کے ایک پلٹن کو بہگا دیا۔ ایک
رجمنٹ سوارونکی حفاظت کے واسطے بہیجی گئی تہی وہ بہی گہر گئی اور کسی امداد مین اپنی کمک کے منتظر رہے
رہے۔ انگریزی سپاہ نے حملہ کیا اور کئی سو دشمن تہ تیغ کیے۔ اور میدان کو صاف کرتے ہوے اپنے لشکر سے
آن ملے۔ ابہی اس لشکر ذکر مین نہ کہولی تہیں کہ ٹیپو سلطان کا لشکر آ گیا۔ اور انگریزی لشکر مین کچہ
ایسی ہلچل پڑی کہ کونسل وار (جنگی کونسل) کا یہہ مشورہ ہوا کہ مراجعت کیجیے جب اس فوج انگریزی
نے مراجعت کی سوار لگر پیادہ پیچہے تہے کہ سلطان ٹیپو کے لشکر نے پیادون پر توپ زنی شروع کی سوار
پیدلون کی امداد کے واسطے پہر آئی۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی کہ جنرل میڈوز مارا گیا اور ایک
بڑی عزیز بہادر کر مرنے کی بہی خبر سلطان پاس آئی اسلیے اوسنے کرنیل فلوئڈ کا پیچہا چہوڑ دیا۔ وہ
۱۶ ستمبر کو جنرل میڈوز کے لشکر سے آن ملی اور کرنیل سٹورٹ کا لشکر بہی پالگہاٹ فتح کر کے آن ملا
جنرل میڈوز کا مطلب یہہ تہا کہ ایک جنگ عظیم ٹیپو سلطان سے کیجیے سلطان گولی بچاتا تہا اپنی ہفتہ تک
وہ جنرل میڈوز کے مقابلہ مین نہ آیا۔ اور اس عرصہ مین اوسنے ستی منگل اور ایروڈ اور دارالویم
پر پہر قبضہ کر لیا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ انگریزی لشکر بارہ محال پر اپنا ورود کہا رہا ہے تو اوسنے اپنے
بہت سی فوج کا حصہ وہان بہیجا اور باقی فوج کو یہان چہوڑا کہ وہ جنرل میڈوز کی خبر لیتے رہیں کہ کدہر
جاتے ہین۔ بارہ محال پر انگریزی لشکر پہلے کرنیل کیلی کے ماتحت کام کرتا تہا مگر اوسکے بیماری کے سبب سے

کرنیل میگزول کام کرتے تھے ساتھ ہزار سپاہ اون پاس تھی۔ یہہ لشکر بنگال سے کنارہ لارڈ
کورنوالس نے وارن ہیسٹنگز کی تقلید پہ بھیجا تھا۔ اسمین کچھہ سپاہ مدراس کی بھی شامل تھی
وہ ۲۴ اکتوبر کو بارہ محال مین داخل ہوئی تھی۔ اور شروع نوامبر مین اوسنے اپنا ہیڈ کوارٹر
کاویری پٹم مقرر کیا تھا۔ اب جرنیل میڈوز بھی اپنا لشکر لیکر اس سپاہ سے مل گئے تھے۔ مگر سلطان
ٹیپو کا لشکر تین روز پہلے آن پہونچا تھا۔ غرض مہمات مین سوار اسکے لشکر سفر ون کے گرنے سے درماندہ ہو
ادہر آیا اودہر گیا جولائی کا آنا جانا تھا۔ اور خاک کی تودی سیر اوڑا آیا پہر ا اودسے تھک گیا کچھہ نہ
حاصل ہوا صلح کی بھی قیل وقال سلطان سے ہوئی مگر بے فائدہ جب یہہ حال لارڈ کورنوالس نے
دیکھا کہ اونہون نے خود ارادہ کیا کہ خود چلئے اور محصل مہم ہو۔ جسے دوستون کو ظفر و فتح و نصرت کی
امید دشمنون پر ہوگی۔ حقیقت مین اس لڑائی کے اندر کچھہ ہنر او سلیقہ سپاہ گری کا جرنیل میڈوز
نے نہ دکھایا۔ اور نہ رفیقون کے کچھہ فائدہ کی صورت دکہائی جرنیل میڈوز ویلوٹ مین
۲۷ جنوری ۱۷۹۱ء کو ۱۸ میل پر مدراس سے پہونچا۔ اور لارڈ کورنوالس نے اہتمام جنگ ۲۹ کو
اپنے ذمے لیا۔ اور ویلوٹ سے ۵ فروری ۱۷۹۱ء کو سفر کیا۔ اور ۱۱ کو لشکر ویلو مین پہونچا سلطان
اسوقت پانڈیچری مین فرانسیسون سے جوڑ توڑ لگا رہا تھا اس انگریزی لشکر کی خبر سنکر وہ روانہ ہوا
کہ جاکر تمام درون کا انتظام کرے۔ اوسکی غلطی تھی کہ وہ یہہ سمجہا کہ انگریزی لشکر ان درون کے
رستہ جائیگا۔ اس سبب سے انگریزی لشکر کو منفعت یقینی میسور کے سامان رسد کے لئے خوب ہاتھ لگ گئے
اول مطلب انگریزی سپہ سالار کا یہہ تھا کہ بنگلور کو فتح کیجئے۔ وہ ایک بڑا شہر تھا اور قلعہ اوسمین
مستحکم تھا۔ غرض کرنیل مور ہوس نے اپنی توپون سے شہر کے دروازون کی تکڑی اوڑا دی اور گرانڈیلون
کے کندھون پر سوار ہوکر اول ایک لفٹنٹ انگریزی داخل ہوئے۔ پہر جرنیل میڈوز کی اعانت سے
وہ فتح ہوگیا۔ ٹیپو سلطان بھی کہین یہان آس پاس تھا اوسنے قلعہ دار کو سخت حکم دیا کہ جو کچھہ کہو ہاں
اوسے حاصل کرے۔ اوسنے حکم کی تعمیل کی اور چپہ چپہ زمین پر جان لڑادی شہر کی گلیون اور
کوچون مین دو ہزار آدمیون نے سرفروشی کی۔ انگریزی لشکر کا بھی نقصان ہوا۔ کرنیل مور ہوس توپ

ایک بڑی شریف فوج ماری گئی۔ غرض پہلے یعنی شہر تو فتح ہو گیا مگر اب قلعہ باقی تہا۔ قلعہ دار بہادر خان اسم بامسمیٰ تہی گو ستر برس کی تہی مگر دل گردہ جوانون کا سا تہا۔ وہ اپنے آدمیون کی ہمت و جرات بندہاتا مگر آخر کو انگریز قلعے کی فصیل پر چڑہ گئے اور اوسکو لے لیا۔ ہزار آدمی محصورین مارے گئے جنکو قبر کے گڑہے مین دشمنون کے ہاتہون نے ڈالا۔ ان مقتولین مین قلعہ دار بہی تہا۔ مرتے دم تک ہاتہ مین تلوار تہی اور سپاہیون کے جمع کرنے کی فکر تہی۔ کوئی پاس نہ آیا مگر موت آگئی۔ انگریزون نے سلطان سے کہا کہ تم چاہو تو اس اپنے جان سپار شجاعت شعار قلعہ دار کی لاش لیلو مگر سلطان نے اوسکی کچہہ پروا نہین کی۔ اور کہہ دیا کہ جہان وہ مرا ہے وہین دفن کر دو۔ انگریزون نے اوسکا جنازہ اپنے لشکر کے مسلمانون کے ہاتہ سے بہت عزت اور کے ساتہہ جو مردہ کا حق تہا دفن کرایا۔ اب لشکر انگریزی سلطان کے وسط ملک مین پہیل گیا۔

(۸) اب اور شگون کا بہی حال بنگلور کے فتح کرتے ہی بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جب جنرل میڈوز مدراس کی طرف چلے تو کرنیل ہارٹلی تہا کہ اس کے پاس ایک حصہ گورون کی اور دو پلٹنین ہندوستانیون کی اور ایک میدانی توپخانہ چہوڑ گئے تہے۔ اوس لشکر کے مقابلہ مین حسین علی کے زیر حکم چہہ ہزار کے قریب تہا۔ اس لشکر سلطانی نے اپنی کمین گاہ کالی کوٹ کے قریب ایک قلعہ کو بنایا تہا وہ نہایت مستحکم تہا۔ اوس پر کرنیل صاحب نے حملہ کیا اور دشمن کو شکست فاحش دی۔ ایک ہزار آدمی اور چیدہ افسر میدان جنگ مین مارے گئے اور باقی اسیر قید ہو گئے [illegible] ہتیار رکہوا لئے گئے۔ اس لڑائی کے چند روز بعد جنرل ایبر کرومبی صاحب بمبئی سے ایک فوج لیکر تلیچری مین آئے اور کنانور مین گئے اور اوسکو بغیر کسی مقابلہ کے لے لیا۔ اور تہوڑے عرصہ مین تمام ساحل ملیبار پر وہ قابض ہو گئے یہان کے آدمی سلطان کی جان کے دشمن تہے اور اوسکے ظلم سے تنگ تہے۔ نظام کا لشکر حیدرآباد کے قریب جو تہا مین اسوقت جمع ہونا شروع ہوا جب جنرل میڈوز میدان جنگ مین تہے۔ اوس مین انگریزی لشکر بہی جسمین ایک کمپنی گورون کی اور توپخانہ گورون کا اور سپاہی ہندوستانی تہے شامل ہوا بہت توقف کر کے وہ روانہ ہوا اور کوپول کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مستحکم پہاڑ پر واقع تہا۔ ایک ہی ہفتہ مین توپین اور سر گولے مارتے مارتے [illegible]

ہیا لو توپخانہ منگایا گیا۔ مگر اس سے بھی کچھ نہ ہوا جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے کئی مہینہ مقابلہ
کرکے آپ ہی تین حوالہ کیا۔ بھندر سندر کولواس تین میل شمال جانب تھا وہ بھی اسی طرح فتح ہوا۔
نظام کی خوش نصیبی تھی کہ یہ دو قلعے فتح ہو گئے۔

مرہٹوں کا لشکر کہ ساتھ تھی انگریزی لشکر دو پلٹنیں کالوں اور تین کمپنیاں گوروں کی اور دو ہندوستانی
توپخانے اور ایک گوروں کا توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ یہ انگریزی لشکر بمبئی سے روانہ ہوا تھا اور کشتیوں
میں دریا کے کنارے تک پہنچا تھا۔ یہ وقت بھی دریائی سفر کا نہ تھا پھر وہاں گھاٹوں پر چڑھنا پڑا بغرض
اس راہ دشوار کے سبب لشکر کو بڑی دقت اور دشواری سے طے کیا۔ کومٹا میں یہ سپاہ مرہٹوں کے
لشکر سے ملی جس میں پچیس ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے تھے اور پرسرام بھاؤ اسکا سپہ سالار تھا اول
حملہ مرہٹوں اور انگریزی سپاہ نے دھاروار پر کیا۔ اور اوسکا محاصرہ کر لیا۔ مگر مرہٹوں کی کل سپاہ اس
محاصرہ کے قابل نہ تھی۔ بمبئی سے ایک اور چھوٹا دستہ کالوں کی پلٹن اور بہت گورے توپچی کرنیل
فریڈرک کے ماتحت بھیجا گیا۔ بہت ہنگامہ ہوا اس سے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ اور اسی بیچ میں کرنیل
صاحب کو زخم بھی [illegible] ہوا۔ جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے ان شرائط پر حوالہ کیا کہ ہم
اپنے ہتھیار اور مال اسباب لیکے چلے جائینگے اور توپیں اور ذخیرہ غلہ وغیرہ کا چھوڑ جائینگے۔ غرض اہل قلعہ
چار ہزار تین تو خیریت سے نکل گئے لیکن پھر مرہٹوں نے انکو خوب لوٹا بدن کے کپڑے تک نہ چھوڑے مگر کہتے ہیں
محصورین کی فوج نے بھی یہ خلاف عہد کیا تھا کہ قلعہ میں بارود کو جا کر بم آلودہ کر دیا۔ اور جتنی پہلے
ملی اوس میں غلہ وغیرہ کو غارت کر گئے۔ دھاروار کے حوالہ ہونیکے بعد قلعہ خوش اگل بھی جو گیارہ میل
پر تھا اور تمام مقامات جو دریا تنگ بھدرا کے شمال میں تھے مرہٹوں کے قبضہ میں آ گئے۔

(۹) اب لارڈ کورنوالس نے بنگلور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کیا اور ناگاہ ٹیپو سلطان کی فوج سے
مقابلہ آن پڑا۔ ٹیپو سلطان کا مطلب تھا کہ میں اس مقام پر پہنچ جاؤں جہاں بھیڑ لڑنا پڑے اس
کام کا اوسنے مشکل سے حاصل کیا۔ مقصد اس سفر کے دو تھے ایک یہ کہ نظام کے دس ہزار سوار سے ملے سو
ان کا لشکر بھی مل گیا اور اس سبب تعداد میں زیادہ ہو گیا تھا۔ ان سواروں کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا

کہ ہر ایک بیس مارخان ہوگا۔ گہوڑے بہی انکو جیسا خوب آتا تہا ہتہیاروں میں گرز ہوتے تہے نیزہ دیکہیئے تو گز
لمبا تلوار کو دیکہیئے تو دو دہاری نہایت آبدار خود آہنی سرپر چڑہے ہوئے مگر یہ سب لشکر صعوبت حرام تہا
لڑائی کے کسی کام کا نہ تہا۔ وہ اپنی سامان رسد کا سرانجام نہیں کرسکتا تہا اوسکا افسر تیج ونت سنگہ
تہا اور اسد علیخان اوسکا نائب دونو مطلب تہا کہ الفنسٹن کرنیل اولڈہم صاحب چار پانچ ہزار
لشکر لیئے آئی تہی اونسے ملنے تو وہ بہی وہی ٹاٹا گہڑی میں مل گیا۔ اب لارڈ کورنوالس ۲۱ اپریل
کو پہر بنگلور میں آگئے۔ اگرچہ لشکر انگریزی کو یہہ کامیابیاں حاصل ہوئیں تہیں مگر پہر بہی اوسکا حال
ایسا نہ تہا کہ لارڈ گورنر جنرل ایک سخت جنگ عظیم کرسکتا رسد رسانی کا سامان نہایت ناقص تہا۔

باربرداری کا سامان نہایت ابتر تہا مگر گورنر جنرل نے اپنی ہمت دلیرانہ اور جرأت بہادرانہ سے
سرنگا پٹن کی طرف سفر اختیار کیا۔ لڑائی کے واسطے اسلئے جلدی مچی تہی تاکہ کہیں فرانسیسوں کو ٹیپو سلطان
اپنی حمایت کے لئی نہ کہڑا کرے۔ کہ جسسے اور کام میں دشواریاں پیدا ہوجائیں سامان ضروری سا تہلیا باقی
بنگلور میں چہوڑا۔ افسروں کو بہی حکم تہا کہ جہانتک ہوسکے وہ بوجہہ زیادہ نہ لیں غرض ۴ مئی ۱۷۹۱ کو
لشکر نے پہلی منزل طے کی۔ راہ میں جنگل دریا۔ کہار نالے گڈہے بہت تہے۔ اونمیں جب ای چار دن
چت ہوکر لیٹ گئے۔ اور مرگئے اور گہٹ گئے بہت سا ذخیرہ اور اسباب کو اسلئے تلف کرنا پڑا کہ
کوئی اونکا اوٹہانیوالا نہ تہا سلطان ٹیپو نے بہی دشمنوں کی راہ کو ایسا ویران کردیا تہا کہ سامان ضروری
کسی طرح بہم نہ پہونچے کہیں آگ لگادی کہیں اناج کو دبادیا۔ باشندوں کو کہسکا دیا کہ اگر دشمن راہ بہولے
تو کوئی بتلانیوالا نہ ملے غرض یہہ سفر ایسے ملک میں تہا جہاں قضا وقدر نے اپنے ہاتہہ سے حادثہ عظیم برپا
کرکے انسان کا نام نہ رکہا ہو اور کوئی چیز جس پر انسان کی زندگی کا مدار ہو باقی نہ رکہی ہو۔ آخرکار
تالاو میں جاکر کچہہ اناج ملا مگر اسے کیا ہوتی پڑتی تہی ہر شخص کو اپنی نصف خوراک کہانی پڑتی تہی
سواری ۱۳ مئی ۱۷۹۱ کو کواری کہیڑا میں خدا خدا کرکے لشکر پہونچا جب لشکر انگریزی ایسا پاس آیا تو
ٹیپو سلطان کے دل میں ہراس آیا جب سے بنگلور فتح ہوا تہا اوسکو اندیشہ تہا کہ اب کی دفعہ اس
دارالسلطنت کی بہی خیر نہیں اسلئے اوسنے اپنے اہل عیال و زر دولت و مال کو جنگل درگ میں

بہیجا چاہا مگر اوسکی ملنے سے منع کیا کہ اسی لشکر مین خود ہراس پیدا ہوگا پہر اوسکی بانی نظام کو خط لکہا کہ میری تحریر
سے جو گستاخی آپ کے خاندان کے ساتہہ عنفوان شباب مین کہ انسان کی طغیانی طبیعت اور غلیان قوت
غضبی کا موسم ہوتا ہے کی ہو معاف کرین- ایک وہ ڈرپوک پن کی بات یعنی اُن کے بازارون مین دیوارون پر انگریزون
کی تصویرین بیہودہ شکلون کی نقشہ اونکی تذلیل و تحقیر کیلئے بنائی گئی تہین- اونکو سلطان نے حکم دیا کہ وہ سب
مٹائی جائین جس سے سلطان کی انگریزون سے نفرت کا نشان بے نشان ہو جاوے- جن انگریزون کے اس دار السلطنت
مین تہے- اونکو ناچ ناچنا سلطان نے اپنے دل بہلانے کیلئے سکہلوایا تہا- سنہ ۱۷۸۴ کے عہد نامہ کے موافق سب قیدیون کا
چہوڑ دینا واجب تہا- اب اپنے عہد کے چہپانے کے واسطے ان بنگیا ہونکو اور بعض اور قیدیون کو مار ڈالا غرض کہ
بنگلور کی فتح نے اور سری رنگ پٹن پر حملہ ہونیکے خیال نے ٹیپو صاحب کو بولا دیا تہا جو حرکت تہی وہ ایسی
تہی کہ جب کہ انگریزی گورمنٹ اپنی دار السلطنت سے چند میل اری کہیر ابربکیا تو اپنے ہوش حواس درست
کرکے اپنا لشکر انگریزی لشکر سے چہ میل کے فاصلہ پر ڈالا ٹیپو سلطان نے آپ کو دیکہ چکا تہا کہ بات جم کر
ہنگامہ کارزار گرم کرنے سے کوئی فائدہ اوسکو نہین حاصل ہوتا تہا جیسا کہ متفرق دستہ بدستہ سپاہ کو لڑنے سے سکہے
وہ جہانتک ممکن تہا ایسی لڑائی سے بچتا تہا- اب دریا طغیانی پر چڑہا ہوا تہا لارڈ کورنوالس جو اسکو دیکہ
کے لگ گئے کہ کونسا مقام دریا پار جانیکے لئے اچہا ہوگا- اسمین یہہ خیال تہا کہ جنرل ایبر کرومبی سے جو بمبئی
سے لشکر لیکر پیری پٹم مین سری رنگ پٹن سے چالیس میل پر مغرب کی طرف پڑی ہین کیونکہ لشکر کے
شامل ہونے سے لشکر کا ملنا ایک امر اہم تہا- اب انگریزی سپہ سالار کو معلوم ہوا کہ ٹیپو سلطان کا سارا لشکر او
اقامت گاہ اور سری رنگ پٹن کے درمیان پڑا ہے- بائین طرف اوسکے دریا کاویری ہے اور داہنی
طرف پہاڑون کی قطار ہے- اور راستہ سارے کہار کہڈون سے بہری ہوئی ہے اور توپین جا بجا لگی ہوئی ہین کہین
سامنے جانیکے لئے رستہ نہین- دریا اور پہاڑون کے درمیان کہین فاصلہ ڈیڑہ میل سے زیادہ نہین غرض
یہہ مقام ایسا قلعہ تہا کہ اوسمین دشمن پر حملہ کرنا نہایت دشوار تہا اسلئے لارڈ کورنوالس نے چاہا کہ دشمن کے داہنے
طرف کی پہاڑون کی آڑ لیکر دشمن کے عقب مین جا اور دشمن کا رستہ سری رنگ پٹن جانیکا
بالکل بند کر دیجئے- مگر رات کو وہ دہوان دہار مینہہ برسا کہ جس نے لشکر کا قدم اوٹہانا مشکل کر دیا جب یہہ حکمت

انگریزی لشکر اور نظام اور مرہٹون کے لشکرونکی مراجعت اور اونکی فتوحات

اچانک ایک دستہ سوارونکا نظر آیا اور یہہ شبہہ ہوا کہ ٹیپو کے سوار آن پہونچے مگر پھر یہہ تحقیق ہوا کہ وہ مرہٹون کے
سوار ہین اور خوش خبری لائے ہین کہ ہری پنت کا لشکر اور پرسرام بہاؤ کا لشکر بھی چلا آتے
ہین اگر مرہٹے دیر کرکے آتے تو اس مہم مین انگریزون کو ناکامی نہوتی بلکہ کامیابی ہوتی۔ اس وقت
انگریزی سررشتہ خبر رسانی کا نہایت خراب تہا ٹیپو سلطان کے سررشتہ جاسوسی ایسی عمدہ طرح سے قائم
کیا تہا اور ... انگریزی نشان مین خبر کو جانے ہی نہین دیتے تہے۔ ڈیڑہ سو میل پر جب ہٹے تہے۔ اونہون نے متواتر
اپنے قریب ہی کی خبرین سو ناسمدون کے ہاتہہ بہیجی ہونگی مگر وہ سب ٹیپو سلطان کی فوج نے
روک لئے۔ اب اس انگریزی لشکر مین مرہٹون کے آجانے سے بیل و ر بہت سا غلہ آگیا اور سامان کی بافراط
ہو گئی۔ مرہٹون کا ... لگا رکہا تہا۔ ایک بینا بازار تہا۔ وہ کسی بڑے شہر کا نہایت عمدہ بازار معلوم ہوتا تہا۔ دنیا
کی چیزین جنسین سبہی موجود تہین ایک طرف الماس کے ڈہیر تو دوسری طرف کانچ کی چوڑیان۔ ایک جانب
اگر کشمیر کی شال ہے تو دوسری جانب گوڑ گودڑ اور بچہو کے پوشتر موجود ہین کسی ایک طرف تمام انگریزی
اسباب کی دوکانین لگی ہوئی ہین سب اسباب ولایتی موجود ہے۔ ایک طرف صرافون کی دوکانون پر
روپیون کے ڈہیر لگے ہین سارے ہندوستان کے سکونکی چہنا چہن ہو رہی ہے۔ ادہر شرقی اسباب کی چمک دمک لوٹ
غارت گرون کے غنیمت نے دکہا رکہی تہی اور ہر قسم صنعت کی بہار تاجرون کی منفعت نے۔ بہیڑ بکری گائے
بیل مرغی اور کانکن کی خشک مچہلیان بہی موجود تہین۔ انگریزون کے لشکر کو جو سامان رسد مرہٹے
پہونچاتے تو وہ بہت گران قیمت پر اونکے ہاتہہ فروخت کرتے۔ مگر اس قحط زدہ لشکر کو یہہ بہی غنیمت تہا

(۱۰) ۱۹ جون کو انگریزی لشکر ہولی ور ڈروگ سے تین میل پر پہونچا۔ یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر
واقع تہا۔ ان شرائط پر قلعہ دار نے قلعہ حوالہ کیا کہ لوگون کے جان و مال نہ لوٹا جاے اور مرہٹون کی دست اندازی
سے بچایا جائے۔ غرض ان باشندون نے مدور کی سمت سفر کیا۔ انگریزی لشکر اونکی حفاظت کے لیے ساتہہ
تہا اور وہ مدور تک اونکو بخیر و عافیت پہونچا دیا۔ مگر کہین مرہٹا لوٹنے والا نظر نہین آتا تہا۔ اسلئے
ان مسافرون کے افسر نے انگریزی افسر سے کہا کہ آپ کیون تکلیف کرتے ہین چلے جائیے ہم پہونچ جائینگے
مگر انگریزی افسر جس وقت اونکو چہوڑ کر چلا اور مرہٹون نے اون غریبون کے سارے کپڑے لتے اوتروا لیے

اس قلعہ مین رئیس قیدی تہی عجب مصیبت مین تہے کوئی ایسی جگہ بند تہا کہ سیدہا کہڑا نہین ہو سکتا تہا
کسی کی بازو ایسی پیچہے بندہی ہوئی تہے کہ وہ بازو کو ہلا نہین سکتا تہا غرض اس قید سے ہر قیدی کا کوئی نہ
کوئی عضو بیکار ہو گیا تہا۔ اس قلعہ کی فصیل ڈہا دی گئی اور سپاہ آگے چلی۔ اوسٹرا ڈروگ
ساونڈ بروگ کے قلعے راہ مین آئی قلعہ داروں سے کہا گیا کہ قلعے حوالہ کرو مگر اونہون نے انکار کیا اونکو سر ہونا
بہی انگریزی لشکر نے مصلحت نہ جانا۔ ۱۱ جون کو لشکر بنگلور مین پہونچا لشکر کے پہلے پہونچنے کی
تیاریان دوسری مہم کی شروع ہو گئین تہین۔

ہر شئے جب انگریزی لشکر کو ملگئے تہے تو انہون نے لارڈ کارنوالس سے کہا تہا کہ جب تک ہمارے روپیہ امداد
نہو گی ہم میدان جنگ مین نہین ٹہیر سکتے۔ اپر بارہ لاکہہ روپیہ قرض لارڈ صاحب نے دیئے اور اسطرح دیکر
اگر کوئی اور افسر دیتا تو معلوم نہین کیا ولایت والے اوسکو آدمی ہاتہون لیتے چین کو جہاز جاتے تہے۔
اونہین ڈوالر اوتار کر اونکا روپیہ مدراس مین ڈہالکر دیا گیا غرض انگریزون کا اس مہم مین بہہ زر خطیر
خرچ ہو رہا تہا۔ اور ہر شئے باوجودیکہ غنیمت کے مال سے مالامال ہوتے تہے۔ مگر پہر بہی انگریزون سے روپیہ
اونکے دشمن ہو اوٹہنیکے لئے مانگتے تہی اور لارڈ صاحب کو بغیر روپیہ دیئے کوئی اور چارہ نہ تہا۔ اب پرشرام بہاؤ
اپنی فوج اور انگریزی سپاہ بمبئی کی لیکر سیر کی طرف دوڑے تاکہ شمال مغرب مین معرکہ آرائی اور جنگ نمائی
کرین۔ اور نظام کی سپاہ اسد علی کے ماتحت شمال مشرق کیطرف ہنگامہ کارزار گرم کرنے گئی۔ لارڈ کورنوالس
کی سپاہ سرکار کمپنی کی املاک سرحدی مین رہی تاکہ اپنی ملک کی حفاظت کرے اور دوسری مہم کے واسطے
سامان بہم پہونچا۔ اور ایسے قلعے اور مقامات پر قبضہ کرکے جہان کہانا پینے اور سامان ضروری کا
ٹہکانے ہو رہے۔ مدراس سے سری رنگ پٹن تک سلسلہ امن بندہ جائے کہ جب سپاہ سری رنگ پٹن
کو آئی تو عسرت غلہ کی پہلی نسبت سر پہ نا آئے۔

اول لارڈ کورنوالس نے ادسور کی جانب جنوب مشرق کی طرف لشکر کی باگ دہائی جب کہ اس
مقام کے قریب ہوا تو اہل قلعہ نے اپنی تئین حوالہ کر دیا۔ قلعہ توڑ دیا گیا۔ مگر مین اہل قلعہ نے انگریزی تئین
پکڑ لئے تہے مگر پہلے کہ قتل مین آگ دی جائے اونکا حال معلوم ہو گیا تہا۔ انگریزی مصنف کہتا ہے کہ یہان قید کئے ہوئے تہے

اونہیں سے ہملٹن صاحب بہادر کی بہادری کی بیعدی افسوس ہوکر آبسری میں صبر و شکر کیے راضی برضاء الٰہی بیٹھے تھے
باقی دو جلیجانہ سے فنا خانہ کو چلے گئے تھے۔ مگر ان اونکی ہمدردوں کو غیرت اور غصہ دلاتی تھیں۔ اونکے سے لشکر پورلی لارڈ
اور ای کورنٹ کر دروں کی طرف چلا۔ اثناء راہ میں بہت سے قلعے بغیر زیز شہر ہاتھ آگئی۔ ای کورنٹ کی تسخیر میں
دشواری پیش آئی۔ البتہ سوادی اوس میں محصور تھے اور قلعہ دار کو اپنی حسن کی حصانت پر وہ ناز تھا کہ اوسنی حوالہ کرنے
سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ جو علم اس پیغام صلح کو لیکر گیا تھا اوسپر توپ ماری۔ اوسکو یہ خبر نہ تھی کہ دشمنوں
کے پاس توپیں ہیں جو اقبال سر انجام بنانی کرنے نقل شگرف اور دروازہ کشور ستانی کے واسطے کلید دل کشا ہیں
موجود ہیں۔ جب گولہ دمی ماری تو بیوں درواز توڑ پھوڑ دیا اور اہل قلعہ کو بجز حوالہ کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا
چھوٹے چھوٹے قلعوں کی فتح تو قابل ذکر بھی نہیں مگر قلعہ نندی دروگ کی فتح ایک کارنامہ ہے۔ یہ قلعہ ایک
کوہ بلند پر واقعہ تھا۔ کوئی صنعت اوسکی استحکام اور مستواری کے باقی نہ رکھی گئی تھی۔ جبکہ گولہ دمی جو
بہت قلعہ کشا تھی اون پاس ایسی حصین حصین فتح کرنیکا سامان نہ تھا۔ اسلئے کمک منگائی گئی اور وہ اور توپیں
آئیں۔ اکیس دن توپیں کہا کیا اور مار کر دو شگاف فصیل میں ڈال گئے۔ ایک اندر کی فصیل میں اور
دوسرا باہر کی فصیل میں۔ لورڈ کورنوالس بھی قریب آگئے تھے۔ اونہوں نے رات کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ غرض
۱۹ اکتوبر ۱۷۹۱ء کو حملہ ہوا۔ گو دشمن نے گولیاں خوب ساتھ ماری مگر ایسا نقصان انگریزی لشکر کا
نہیں ہوا جیسا کہ بڑی بڑی پتھر گرنے سے نقصان ہوا۔ [illegible] کا القصہ تھا جو لوگ چڑھتے تھے
اونپر یہ پتھر اور پتھر آتے تھے تو اپنی ساتھ انکو [illegible] کے نیچے لیجاتے تھے اور یہیں کی لڑائی کا [illegible]
تھے۔ لورڈ کورنوالس خود بھی اس لشکر کے ساتھ شامل تھے۔ پہلے اسکے کہ حملہ شروع ہو محصورین کا ایک
گروہ اپنی تئیں حوالہ کرنے کو بیتاب تھا۔ کچھ تو نیچے زمینوں پر اور کچھ رسوں پر اور جنگل میں
بھاگ گئے۔ کچھ بتخانہ کے اندر پناہ گزین ہوئے وہ وہاں پکڑے گئے۔ اسی قلعہ دار کو اضطراب ہوا نام اس قلعہ دار کا
لطف علی بیگ تھا۔ وہ ایک بڑی درجہ و رتبہ کا آدمی تھا اور حیدر علی اوسکی قدر و منزلت کرتا تھا۔
ارنی کی لڑائی میں اوس سے قصور ہوا تھا جسکے سبب سے مغضوب ہوکر ایک ور افسر کے سپرد ہوا تھا کہ اوسکو
سخت جسمانی سزا دی۔ اس افسر نے کا شک لطف علی کی بد نیت لگا کر جسے نشان سیاہ دو برہمنوں کو دکھا کر

حیدر علی کے سامنے شہادت دلا دی کہ وہ خوب شاہی بدن پر نیل پڑ گئے ہیں۔ مگر مشرقی امرا کی شان میں
یہہ کہا گیا ہے کہ گاہے بسلامے برنجند گاہے بدشنامے خلعت دہند۔ نہ کچھہ مہربانی کا قاعدہ ہے نہ نامہربانی کا
دستور ہے۔ اکثر مہربانی اور نامہربانی دونو غلط ہوتی ہیں۔ پہر لطف علی بیگ کے حال پر لطف ہوا۔
اور وہ وکیل بن کر قسطنطنیہ بہیجے گئے اور وہان سے پیرس جانیکا ارادہ کیا مگر سلطان روم کی نظر
میں وہ کچھہ اچھے نہیں لگے اسلئے پانچ برس بعد جیسے گئے تھے ویسے ہی آگئے کچھہ کام بنا کر نہ لائے بیس لاکھہ روپیہ خرچ کرا دیے
اور کئی سو اپنے ہمراہیوں کو وبا کے ہاتہہ سے منزل آخرت پر پہونچا آئے۔ اور ایک عجیب سفرنامہ فرانسیسی میں
داخل کرنے کے لئے بنا لائے۔ اب انہوں نے اس قلعہ کو بھی حوالہ کر کے اپنی ہمیشہ کی ناکامیابیوں کی تعداد
ایک کا عدد اور زیادہ کر دیا۔ میسور کی ریاست میں سب سے زیادہ مستحکم اور استوار یہہ قلعہ تہا جو انگریزوں کو
یوں ہاتہہ لگ گیا۔ جب یہہ قلعہ فتح ہو گیا تو کرنل میکزویل کے ماتحت ایک دستہ سپاہ بارہ محال میں
بہیجا گیا یہاں باقر صاحب جنکے باپ قلعہ دار دارا کے میدان جنگ میں قتل ہوئے تھے بڑی شورش
برپا کر رکہی تہی۔ غرض اس سپاہ کے بہیجنے سے یہہ تہی کہ وہ اس ملک کو دشمنوں سے صاف کر دے کہ سامان رسد
کی راہ میں کوئی خار راہ اور سنگ راہ نہ رہے۔ یہہ قلعہ جلدی ہاتہہ آگیا اور باقر صاحب چلا گیا کرنل
صاحب کسن گڈہی پر متوجہ ہوئے تاکہ دشمن کی غارتگری کے واسطے کوئی کمین گاہ اور مامن نہ رہے
انگریزی لشکر نے حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹہا کر واپس آنا پڑا۔
میجر کوپ ییج صاحب کو یہہ کام سپرد ہوا تہا کہ ضلع کوائمبٹور میں قلعہ کوائمبٹور اور پالگہاٹ کی
باحفاظت درست کریں اور انکو دشمنوں کے ہاتہہ سے بچائیں۔ کوائمبٹور کے قلعہ میں تو جان مقابلہ
کرنے کی تہی نہیں اسلئے توپیں اور تمام اسباب پالگہاٹ میں میجر صاحب لیگئے لفٹنٹ شامر کو
کوائمبٹور میں چہوڑ گئے۔ انہوں نے تین نکمی توپیں پڑی ہوئی تہیں انکو کام کا بنا کر قلعہ کوائمبٹور
پر چڑہا دیں۔ اور پانچ سو گولے میجر صاحب چلتے دفعہ لیگئے غرض اپنے نزدیک انہوں نے ایسا سامان
کر لیا تہا کہ اگر قلعہ پر حملہ ہو تو چند روز اوسکا مقابلہ ہو سکے پہلے تو فقط یہہ خیال ہی تہا کہ دشمن کا
حملہ ہوگا اب اوسکا وقوع بہی ہوا۔ دشمنوں کے دو ہزار پیادوں اور بہت سے سواروں نے اور آٹہہ توپوں نے آکر

قلعہ کا محاصرہ کرلیا - یہان قلعہ مین ایک ہزار نو سپاہی تہے جنمین آدہے تو محاصرہ ہوتے ہی رفو چکر ہوئے
اور جو باقی رہے وہ مگر تحقیق کہا نہین مانتے تہے - اب دشمن نے مورچے جا کر حملہ کیا شامز صاحب نے جہانتک
شجاعت اور عالی ہمتی کا مقتضا تہا کئی مہینے تک مقابلہ کیا پالی گہاٹ سے کمک بہیجی گئی - اتنے مین
قمر الدین خان ایک لشکر عظیم آٹہ ہزار پیدل اور چودہ توپین اور چار ہزار سوار لیکر آن موجود ہوا - کوٹ
صاحب تین پلٹنین سپاہیون کی جنمین ڈیڑہ ہزار گورون کی پلٹنین اور چہہ میدانی توپین لیکر محاصرین کے
دفع کرنے کے واسطے چلے قمر الدین خان نے صاحب کو روک دیا گو ایکدفعہ پر اولیے شکست کہائی اور
وہ مجبور ہوکر پہر پالی گہاٹ کو چلے گئے اور قمر الدین نے پہر آنکر گو انشعور کا محاصرہ کرلیا قلعہ کے اندر شامز
صاحب اور منیش صاحب دونو ایکسی دن زخمی ہوگئے - اس محاصرہ کا بیان تاریخ مین لکہنے کے قابل نہ تہا مگر فقط
شامز صاحب نے جسقدر دلیری و دلاوری سے مقابلہ کیا اوسکے سبب سے وہ قابل بیان ہوگیا غرض صاحب نے لاچار
ہوکر اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ پالی گہاٹ پہنچا دئے جائین - مگر اس شرط کا ایفا نہ ہوا - اور یہہ عذر پیش
ہوا کہ سلطان کی منظوری اس شرط کے لیے نہ آئی تہی - سب قیدی بنکر سری رنگ پٹن گئے بنگلور
اور سری رنگ پٹن کے درمیان سنگستان اور درختستان بنگلور کے پاس سے دریاء مدور وارانک تک پہیلا ہوا تہا
غرض یہہ ملک خود ہی انگریزی لشکر کی سد راہ تہا - اور پہر رہ ہمت قلعہ ساون ڈرگ کا غضب تہا
اس قلعہ کے سبب دشمن سری رنگ پٹن اور بنگلور کے درمیان آمد و رفت بند کرسکتا تہا جب لارڈ
کورنوالس نے بنجارون سے اناج کے سر انجام کرنے کے لیے کہا تو انہون نے کہا کہ اگر یہہ قلعہ دشمنون کے ہاتہ
مین رہیگا تو ہم آگے اناج کے پہونچانیکا وعدہ نہین کرسکتے ہین اوسکا حصار آدہ میل اونچے پہاڑ پر
واقع تہا اوسکے قاعدہ کا محیط آٹہ دس میل تہا اور اوسکے گرد خارستان اور جنگل جہاڑی کوسون
تک تہا - پہر اوسکے گرد بانسون کی باڑ غرض ایک تو وہ خود قلعہ خدا آفرین تہا - پہر اوسپر انسان کی
صنعت نے اور اوسکو مستحکم کردیا تہا - دیوارین فصیلین برج بارہ سب سنگبست تہے پہر پہاڑ کی چوٹی دو حصون مین تقسیم
تہا بیچ مین اوسکے خلا تہا - اور ہر چوٹی کے اوپر اوسکے ایک قلعہ جدا ہوا تہا - اگر حصہ زیرین دشمن لیبہی لے
تو حصہ بالا اپنا بچاؤ کے واسطے خوب تہا - غرض اوسکا لینا دو مستحکم و مستقل قلعون کی برابر تہا - اگرچہ اس قلعہ کا

ابہی کام انکی فتح سے انگریزونکا جی چہوڑتا تہا۔ مگر دشمنون نے اور مستحکم قلعے جنکو سب اہل ہندوستانی
سمجہتے تہے۔ اور یہہ جانتے تہے کہ دیوون سے وہ فتح نہین ہونگے۔ البتہ دو چہن ملک تو فتح ہوئے انگریزون نے
انکو تسخیر کر لیا تہا اسی لئے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے جرأت ہوئی۔ اس قلعہ کی فتح کرنے کا کام
کرنیل سٹوورٹ کو سپرد ہوا سات برست توپخانہ اور دو پلٹنین گورون کی اور تین ہندوستانی جیش
انکے سپرد ہوئین۔ اور باقی سپاہ اسلئے مقرر کی گئی کہ وہ سب راستے سری رنگ پٹن کی طرف سپاہ کے
آنیکے بند کر دے۔ ۱۰ دسمبر ۱۷۹۱ء کو کرنیل صاحب پہاڑ سے تین میل پر تال کی جانب خیمہ زن ہوئے انجینیر
نے دیکہہ بہال کر یہی تجویز کیا تہا کہ اسی جانب حملہ کرینگے تو اچہی ہے خیمہ گاہ سے پہاڑ تک توپون کے
لیجانیکے لئے راہ بنانی سخت دشوار کام تہا بانسون کے بڑے بڑے درخت جہاڑی اور خارستان سے
تمام راہ گہری ہوئی تہی۔ اور اس محنت و مشقت پر آب ہوا کی فساد کے سبب سے وبا کا اور اندیشہ تہا جب ٹیپو
سلطان نے یہہ سنا کہ انگریزون نے اوسکے فتح کا ارادہ کیا ہے تو اوسنے اپنے نوکرون کو مبارکباد دی کہ
انگریزون کی دیوانگی دیکہتے ہو کہ کس قلعے کو فتح کرنے گئے ہین جسمین قطعی اونکو شکست ہوگی۔ اور آدہی
گورون کی سپاہ تو بیماری اور وبا سے مر جائینگے اور آدہی سپاہ حملہ مین ماری جائینگے۔ مگر اس قلعے
کا فتح کرنا تو انگریزون کی فرزانگی تہی اور یہہ خیال سلطان کا دیوانگی تہی ۱۷ دسمبر کو مورچے ہزار گز
سات سو گز کے فاصلے پر جا سے پہر توپون نے دہوئین کی کالی گہٹا اوٹہائی اور زنجکون کی بجلی چمکائی
اور گولون کا پہاڑ پر مینہ برسایا۔ گولون کا اثر اس سبب سے کم ہوا کہ دیوار بڑے بڑے پتہرون کی بنی
ہوئی تہی۔ اور نیچے کے پتہر اوسکے پہاڑ سے لوہے کی جوڑ سے جوڑ گئے تہے ۱۹ کو ایک اور توپخانہ اوپر لگایا
اب ڈہائی سو گز کے قریب لوا ہی ہوگئے۔ اور دیوار شق ہوگئی۔ ۲۰ دسمبر کو حملہ کا حکم تہا دن بانسون کے
درختون کا گہن چور سستہ بنانیکے لئے دشواری پیش کرتا تہا اب اوسکے پاس پہنچانیکے واسطے ایک فقط ہوگیا
ان درختون کی آڑ مین اور پہاڑون کی کہوون مین سپاہی [illegible] کے فاصلہ پر کمین گاہ
بنایا گیا۔ لفٹنٹ کرنیل نسبٹ کو حکم ہوا کہ چار مختلف مقامات سے حملہ کرین گیارہ بجے پر حملہ ہوا۔ اہل قلعہ
ابہی نیچے دشمنون سے لڑنیکے لئے اوترے مگر جب دیکہا کہ لشکر دیوار کی دراڑ سے اندر آگیا ہے تو

ہوش خطا ہوکر۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے غرض مشرقی پہاڑی تو فتح ہوئی۔ کرنیل مولنسن صاحب غربی
پہاڑی کی فتح کرنے کے لیے مقرر ہوئے تہے اونمین بڑی بڑی دقتین پیش آئین۔ مگر وہ سب آسان
ہوگئین اور یہہ قلعہ ایک گھنٹہ مین ہاتھ آگیا۔ اور تمام رستا مین اونکی متانت اور حصانت کی ختم
ہوگئین اور پہر پہنچنے مین نہ آئین۔ انگریزون کا ایک آدمی بہی نہین مرا فقط ایک زخمی ہوا۔ سیاوندرگ
کا بہائی ایک اور قلعہ اوت ڈرگ تہا جب قلعہ دار سے کہا کہ بہی مین خیریت ہے کہ قلعہ حوالہ کرو
تو اوسنے کہا کہ جب تک تم سری رنگ پٹن نہ لے لوگے مین یہہ قلعہ نہ دونگا۔ پہر آدہی پلٹن سپاہ
کے ساتہہ کہا گیا اور علم صلح بہیجا گیا۔ جو افسر ساتہہ گیا تہا اوسکو اہل قلعہ نے پاس آنے کا اشارہ کیا
وہ ساتہہ کر کے قریب پہنچا تو اوسپر بندوق سے گولیان مارین۔ افسر بچ گیا پہر اس قلعہ پر حملہ ہوا اور
انگریزون کی سنگینون کے خوف سے دشمن پہاڑیون سے گر گر مر گئے۔ ایک طرح کی موت سے بچے دوسری
طرح کی موت مین پہنسے۔ آگ سے بچے پتہرون سے مرے غرض انگریزون کی ہیبت نے اس قلعہ کو آسانی
سے فتح کرادیا۔ لارڈ کورنوالس کے لشکر نے تمام وہ قلعے جو کسی طرح سدراہ لشکر سری رنگ پٹن کے
جانے مین ہوتے اور سامان رسد کے بہم رسانی مین سنگ راہ بنتے فتح کر لئے مدراس سے بہی لشکر اون پاس
آگیا۔ دشمن کے ملک سے بنجارے پچاس ہزار بیل ناج کے بہر کر ساتہہ ہوے۔ ان بنجارون نے وہ کام کیا جو
ایک لشکر عظیم بہی نہ کر سکتا تہا۔ اونکو قیمت اناج کی ٹیپو سلطان کے لشکر مین نہین ملتی تہی اور حاکم اونپر
جبر اور قہر بہت کرتے تہے اسلئے وہ یہان آگئے۔ یہہ بنجارے بہی جب اسباب لاد کر چلتے ہین تو ایک لشکر معلوم
ہوتا ہے سب ہتیار بند ہوتے ہین۔ کوئی حملہ کرے تو مارنے مرنیکو بہی موجود ہوتے ہین۔ غرض اسی ملک کا
وحشیانہ پن ثابت ہوتا ہے کہ تاجر سپاہی بن کر اپنا اسباب کہین لیجا سکتا تہا۔ اب نظام کی فوج
کا حال سنئے کہ گورمکونڈا کے محاصرہ مین مصروف تہے۔ تو بہا نہ تہا۔ کہ اس کام کا نہ تہا کہ اوس کے
حصہ زیرین کو فتح کرتا۔ اسلئے لورڈ کورنوالس نے توپین اوسکے فتح کرنیکے لئے بہیجین غرض نظام کی
فوج سے جب تک کچہہ نہ ہوسکا۔ کپتان ریڈ صاحب انگریزی سپاہ لیکر آئے۔ اونہون نے دو روز مین اوسکے عرصہ
قلعہ زیرین فتح کر دیا بعد اس فتح کے نظام کا ایک بہاری لشکر مشیر الملک وزیر نظام لیکر آئے۔ وہ آکر

سپاہ کا بڑا حصہ اور انگریزی سپاہ کو ساتھ لیکر لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنے چلے اور قلعہ زیرین کی
حفاظت کے واسطے تھوڑا سا لشکر چھوڑ گئے۔ سکر دسمبر ۱۷۹۱ء کو سلطان ٹیپو کا بڑا بیٹا کورم کونڈہ میں بارہ
ہزار سوار اور پیدل لیکر آیا۔ اور اوسنے پھر نظام کے لشکر سے یہہ قلعہ زیرین لے لیا اور سپاہ قلعہ بالا کی
کمک کے لئے چھوڑکر پھر سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔

اب مرہٹوں کے لشکر کا حال سنئے کہ جب لارڈ کورنوالس سے پرسرام بھاؤ اپنا لشکر لیکر رخصت ہوا
اور اپنے ساتھ انگریزی سپاہ بھی کپتان لٹل کے ماتحت لیکر چلا تو قلعہ دھوراڑ وگ پر پہونچا۔ بھاؤ
سمجھتا تھا کہ وہ آسانی سے فتح ہوگا۔ مگر بھاری پتھر لگا جو کہ چھوڑ دیا۔ کئی دفعہ حملہ کیا مگر ناکامیاب
رہا تو آگے سفر کیا اور چتل دروگ میں پہونچا۔ اس مقام کو دیکھا بھالا تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت
مستحکم اور استوار ہے اور ہاتھ آنا دشوار ہے اسلئے قلعہ دار کو بہلایا بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قلعہ دار نے
اپنی ایمانداری کے سبب سے یا اسلئے کہ اوسکا سارا گھربار سری رنگ پٹن میں تھا بھاؤ کے پیغام پر لعنت
بھیجی۔ بھاؤ کی عادت تھی کہ جب ایسے اوسکو مایوسیاں ہوا کرتی تھیں تو وہ لوٹ مار ہی کو غنیمت سمجھا کرتا تھا
کچھ دنوں علالت مزاج کے سبب سے توقف کیا اور پھر ۱۸ دسمبر ۱۷۹۱ء کو لشکر لیکر آگے بڑھا۔ اور ہولی اونور
پر پہنچا۔ اوسمیں پانچ سو آدمی تھے مگر ان بے غیرتوں نے مقابلہ میں ذرا بھی ہاتھ پیر نہ ہلائے۔ اور بے دست و پا ہو کر
اپنے تئیں کپتان لٹل اور لفٹنٹ مور کے حوالے کر دیا۔ ان دونوں صاحبوں نے چاہا کہ مرہٹوں کی لوٹ
سے یہہ قلعہ بچے۔ اسلئے دروازہ بند کر دیا۔ زینے بھی علحدہ کر دئے۔ مگر مرہٹے ایسے اوستاد تھے کہ کہیں
کہیں سے ڈھب لگا کر قلعہ میں گھس آئے اور حشرات الارض کی طرح سب جگہہ پھیل گئے۔ گھروں کو ایسا صاف
کیا کہ پھر رحمت جاروب کو جا نہ رہی۔ ایسا انگریزوں نے بھی اپنی سپاہ کو لوٹنے کا حکم دیدیا۔ اس پر
بھاؤ نے انگریزی سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے باہر چلے آؤ۔ چونکہ سپاہ اوسکی زیر حکم تھی۔ اسلئے ناچار
سپاہ کو خالی ہاتھ آنا پڑا۔ بغرض جو شکار انگریزوں نے کیا تھا اوسکو بھاؤ نے کھایا۔ اور اوسمیں حصہ بھی نہیں دیا
یہہ مرہٹوں ہی کا کام تھا کہ دوسرے کے شکار پر اپنی تلوار چلائیں۔ ایک انگریز نا انگریزوں کی حمایت
میں تھا۔ مگر اس رقبے میں ایک نوجوان لڑکی کہ گم ہو جانے سے اوس گھر میں کہرام پڑ رہا تھا۔ ایک

انگریزی افسر نے اوس لڑکی کو تلاش کر کے گہر پہونچا دیا تو اسپر لورڈ کرنس نامی صاحب نے اپنی لشکر اور انگریزی
سپاہ پر بڑا افتخار کیا کہ یہہ کام نہایت نجابت اور اشرافت کا ہہا اور تاکید کی کہ تمام سپاہ اور افسرون کو ہمیشہ عورتون
کی ناموس اور عزت کا خیال رکہنا چاہئے۔ آئندہ اس حکم کی تعمیل سپاہ نے خوب کی۔ کبہی عورتون کی عصمت
مین فرق نہین ڈالا۔ پہر یہہ لشکر جنوب مغرب کی سمت شموگا پر پہونچا۔ ٹیپو سلطان نے اپنی سپاہ ضلع
بیدنور مین جمع کر رکہی تہی۔ اور تہوڑی سی سپاہ لیکر رضا صاحب یہان آگیا تہا۔ کوئی کہتا ہے کہ
گیارہ ہزار سپاہ تہے کوئی کہتا ہے سات ہزار سپاہ تہے وہ ایک جنگل مین مقیم تہا دس توپین تہین اور یہہ ارادہ تہا
کہ انگریزی اور مرہٹون کے لشکر پر قلعہ سے اور اس لشکر سے ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑنا چاہئے۔ مگر جب یہہ مرہٹونکو
معلوم ہوا تو ایک ہزار سپاہ انگریزی اور چار ہزار مرہٹون نے خود اوس پر حملہ کیا۔ مگر وہ ایک ایسے قلب مکان
مین مقیم تہا کہ مرہٹونکو تو ایسی شکست ہوئی کہ پہر وہ دشمن کے آگے سامنے اتنی دیر بہی نہ ٹہرے
جتنی دیر کوئی آگ لینے جاتا ہے سارا کام انگریزی لشکر کے سر آپڑا۔ کپتان لٹل نے بڑی دلاوری اور مردانگی
سے میدان جنگ مین قدم جما کر دشمن کو پیچہے ہٹایا۔ اور تین توپین اوسکی چہین لین اور پانچ میل تک
تعاقب کیا اور باقی سات توپین بہی لے لین اور رضا صاحب کے سارے لشکر کو پراگندہ اور پریشان کر دیا
انگریزی لشکر دشمن کے مارنے مین مصروف تہا اور دشمن اپنی توپین بچاتے نہین مارا مارا پہرتا تہا۔ مرہٹون کو
دشمن کے پیچہا صاف کرنیکے لئے بتکلف موجود تہے اونکو سپاہ بقدر ملکی شتر کا ایک عمدہ پستول دو روپیہ کو بکتا تہا۔ انگریزی ایکہزار
لشکر نے اپنے دس گنے لشکر کو شکست دی اسلئے یہہ فتح بہی انگریزی تاریخ مین ایک کارنامہ گنا جاتا ہے کپتان لٹل صاحب اسطرح
رضا صاحب کی سپاہ کو تباہ کر کے قلعہ شموگا کی تسخیر پر متوجہ ہوئے۔ توپین لگائی تہین کہ اہل قلعہ نے کہا کہ ہم مین
قلعہ داری کی طاقت نہین ہے اپنی تئین حوالہ کرتے ہین۔ وہ مرہٹون کی دغابازی اور بدایمانی سے خوب واقف
تہے اسلئے اونہون نے یہہ شرط پیش کی کہ ہم کو انگریز اپنی حمایت اور حفاظت مین رکہین۔ یہہ شرط قبول ہوئی
جب تک انگریزون کا سایہ اونکے سر پر رہا سب غریب خوش و خرم رہے۔ مگر جو نہین انگریز وہان سے ہٹے مرہٹے
اون پر ٹڈی کے لشکر کی طرح ٹوٹ پڑے۔ پہر تو یہہ نوبت اونکی پہونچا دی کہ بڑے بڑے افسر اپنے کپڑے بیچ کر گذران کرتے
تہے چہوٹے افسر اونکو مرہٹے کہانا دیتے تہے مگر اونکے بچون کی بڑیون کی چہن چہن کی آواز سنتے ہی لیسے ایسے بہاگتے

توپون کے دشمن کے تمام کامون کو خود دیکھنے گئے۔ یہہ دل و گردہ اوسکا دیکھہ کر رفیقون کی سپاہ دنگ
رہ گئی کہ یہہ انگریزی جنرل خود اسطرح بے خوف و خطر چلا گیا جیسے کوئی ادنی کپتان جاتا ہے۔ غرض
۶ کی شام کو جبکہ سپہ سالار لشکر لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ ساڑھے آٹھہ بجے سفر کا حکم ہوا۔ چاندنی رات تھی سپاہ
چپ چاپ چلتی تھی۔ لشکر کے تین حصے ہوئے میسرہ مین دو گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین تھین
اور جنرل میڈوز اوسکے افسر تھے۔ قلب مین تین گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین۔ اوسکے
سپہ سالار لارڈ کورنوالس تھے۔ میمنہ مین ایک گورون کی پلٹن اور تین ہندوستانی پلٹنین کرنل میکسویل کے
ماتحت تھین۔ ہر ایک لشکر کے ایک کام متعلق تھا۔ سلطان ٹیپو بھی شام کا کھانا کھا کر سوار ہوا۔ اس حملہ کی خبر
اوسکو چند سوارون نے دی تھی اول اوسکو یقین کرنے مین تامل ہوا۔ مگر آخر کو یقین ہوا۔ لڑائی پر وہ مستعد ہوا۔ حکم
اوسنے بھی اپنی جلادت اور شجاعت کو دکھایا۔ مگر وہ انگریزی شہامت اور صولت کے آگے پست ہوا۔ صبح ہوتے
تک تمام مورچون پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا۔ ۵۳۰ آدمی مقتول ہوئے اونمین ۳۶ افسر تھے۔ ٹیپو سلطان کے
چار ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ غرض اٹھتالیس گھنٹے مین سری رنگ پٹن کا دو طرف سے محاصرہ ہو گیا۔ اور
دشمن کا لشکر شکست پا کر سخت نڈھال ہو گیا اور انگریزی لشکر ظفر پاکر اور شیر دل ہو گیا۔ اب زیادہ محاصرہ کی
تیاریان ہونے لگین۔ مشرق کی طرف ایک جزیرہ تھا اوسمین ایک باغ تھا جسمین حیدر علی کا مقبرہ تھا۔
درخت سرو کے عالیشان تھے۔ اونپر انگریزون کی سپاہ کے جل رہے تھے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہی درخت کہ جنکے پہلو
سے جو لوگ تنومند اور جنکے سایہ سے بارور مند ہوتے تھے آج اونہین کا شجر حیات کاٹنے کے لئے اونکی ٹہنی اور تنے
کاٹ رہے تھے۔ ۱۰ فروری تک انگریز اسی فکر و تدبیر مین رہے کہ شہر اور قلعہ کو فتح کرین۔ ٹیپو نے کوئی اپنی
چستی و چالاکی نہین دکھائی سوا اسکے کہ بیفائدہ تفنگ بندوق بادہوائی چھوڑتا رہا اور توپون سے
بارود گولہ بیکار رائیگان کرتا رہا۔ اور اونکے دھوئین کو اپنی آنکھون کا پردہ بناتا رہا کہ دشمن جو کام
چاہین کرین اوسکو نظر نہ آئے۔ دشمنون کو نقصان پہنچانیکے لئے جو کام کیا وہ اونکے فائدہ کا ہو گیا۔
(۱۲) اب سلطان نے صلح کا ارادہ دل مین مصمم کر لیا۔ جان لیا کہ دشمنون سے لڑائی مین عہدہ برآ نہو سکونگا
اگرچہ وہ ایسے پیغام بہتیرے لارڈ کورنوالس سے کر رہا تھا۔ مگر آخر کو جواب غصہ سے لارڈ صاحب نے یہہ دیا تھا

گرکو انلٹھور مین جو تم نے بعض عہدہ کے انگریز گرفتار کر لئے ہین اونکو بہیجدو تو مین اپنی سرکار سے صلح کے باب
مین مشورہ کرونگا۔ اب ٹیپو نے کپتان شامرز اور نیش صاحب کو قید سے بلا کر پوچہا کہ تم لاٹہ صاحب کے رشتہ دار ہو
اونہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ نہین۔ غرض یہہ پوچہنے کی
یہہ تہی کہ اگر ایسا ہوگا تو زیادہ نذرانہ لونگا کہا سستا سودا ہوگا۔ پہر کپتان صاحب سے ٹیپو نے پوچہا کہ ہم گورنر جنرل
سے ملاقات کر سکتے ہین اوسپر کپتان صاحب نے کہا کہ ہان تو اوسنے اپنا خط دیا اور دو شال اور پانچ سو روپے
دئے اور کہا کہ باقی اور سب بات تجہہ پر بہیجا جائیگا۔ تم جا کر میری طرف سے صلح اور آشتی کا معاملہ لارڈ صاحب کو
اوسپر کپتان شامرز نے کہا کہ مین بسر و چشم یہہ خط لارڈ صاحب تک پہونچا دونگا مگر اس سے زیادہ کسی اور
کام کی توقع مجہسے نہ رکہئے۔ ٹیپو سلطان نے کہ انلٹھور کے قیدیون کے باب مین یہہ عذر کیا کہ قمرالدین نے فقط
یہہ اقرار کیا تہا کہ مین سلطان سے سفارش کرونگا۔ غرض ایسی باتون مین ٹیپو سلطان وقت ٹالتا تہا
بات کا بتنگڑ بنا لیتا تہا۔ ان قیدیون کے ہاتہ اوسنے صرف یہہ پیغام بہیجا کہ مجہے اجازت دیجئے کہ میرے وکیل آکر
مصالحت کے باب مین گفتگو کرین۔ اب جسوقت یہہ پیغام صلح لیکر کپتان شامرز و نیش کو بہیجا ہے
اوسی روز ایک چنا ہوا دستہ سوارونکا لارڈ کورنوالس کے مارنیکے لئے روانہ کیا۔ یہہ سوار انگریزی لشکر مین
چلے آئے اور وہ نظام کے سوار سمجہے گئے۔ جب قیدیون کے پاس آئے تو اونہون نے ایک ترجمے سے پوچہا کہ بڑا صاحب
کہان ہے۔ اوسنے اپنی بیوقوفی سے جنرل ڈف کے خیمہ کو بتا دیا۔ وہ اس خیمے کی طرف لپکے اور یہہ سمجہ کر کہ لارڈ
کورنوالس یہی ہین رستے مین جو دو چار آدمی ملے تو اونہون نے مار ڈالے۔ اتنے مین انکا شور و غل مچا
پہر تو لپٹ جہپٹ مچی۔ چند آدمیون نے کچہہ مار کچہہ بہگا دئے۔ سلطان ٹیپو کا یہہ حملہ جوانمردی و بہادری سے
خالی نہ تہا۔ اس سبب سے لارڈ کورنوالس کو اپنی جان کی اور زیادہ حفاظت کرنی پڑی۔ پہلے بہی ایک
دفعہ ٹیپو سلطان کے لشکر کے تین سوار ایسے ہی شراب کے نشے مین بدمست ہوکر چہپے تہے کہ اونہون نے لارڈ کے مارنیکا
قصد کیا تہا۔ اب ۱۷ فروری ۱۷۹۲ع کو جنرل ابیرکرومبی بہی اپنا لشکر لیکر لارڈ کورنوالس سے
آن ملے۔ اور محاصرہ سری رنگپٹن مین سرگرمی ہو گئی۔ رستون کی دشوار گذاری سے انکے لشکر کو بہت محنت
اور مشقت اوٹہانی پڑی۔ لارڈ کورنوالس نے ٹیپو سلطان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے وکیلون کو بہیجکر

ان حیلوں کے سبب سے انگریزوں کی طرف سے آمادگی باب محاصرہ کی تدبیروں میں کوئی تقصیر نہیں ہوتی تھی اور ٹیپو سلطان
کی طرف سے بھی اپنی حراست و حفاظت میں کوئی بات فروگذاشت نہ ہوتی تھی قلعہ کی شکل مثلث کی سی
تھی اور اسکے دو بڑے ضلعوں کی طرف دریا کی دو شاخیں بہتی تھیں تیسرا ضلع جزیرہ کی طرف تھا۔ وہ برج
اور بارہ دری بہت درست تھا اوسکے گرد خشتی فصیلیں بہت چوڑی تھیں اور ایک دوسری بڑا فصیل رکھتی
تھیں اور اون پر بہت کچھہ عمارتیں دشمنوں کے روکنے کے لئے بنی ہوئیں تھیں۔ ایک گہری خندق اوسکے
گرد تھی اور اوسپر تختوں کے پل لگے ہوئے تھے کہ جب چاہو لگا لو جب چاہو کھینچ لو غرض قلعہ کی ہمواری
اور حصانت میں اہل یورپ کی تمام صنعت ٹیپو سلطان نے خرچ کرائی تھی۔ مگر اب بھی لوگ جنہوں نے
اوسکو مضبوط بنایا تھا اوسکے ڈہانیکے لئے آمادہ تھے۔ اور اوسکی ضعیف پہلوؤں کو جانتے تھے پہلے یہہ
تجویز ہوئی کہ حملہ جزیرہ کی اس جانب پر کیا جاوے۔ مگر یہہ صلاح ٹہری کہ دریا پار ہو کر جانب ضعیف پر حملہ کرنا
چاہئے۔ یہاں خندق بہت گہری کھود کر بنائی گئی تھی وہ خشک تھی۔ گو اسطرف دریا حائل تھا۔ مگر
اوسپر عبور کرنا کچھہ مشکل نہ سمجھا گیا۔ سپاہ انگریزی کو یہ یقین تھا کہ اب ہم قلعہ کو لے لیتے ہیں۔ اب ٹیپو سلطان
کی ہر دم یاس بڑہتی جاتی تھی اور ہر آن دشمنوں کے ہٹانیکی امید گہٹتی جاتی تھی۔ ایک نہر کی پانی سے
انگریزی لشکر فیضیاب ہوتا تھا اوسکے پانی کو بند کرنا چاہا مگر انگریزوں کو اوسکی خبر ہوگئی اور اونہوں نے
اوسکا علاج کرلیا۔ ۲۲ فروری کو جنرل ایبرکرومبی بھی اپنے مقام سے آگے بڑہ کر حملہ آوری کے کاموں
میں شریک ہوگئے ٹیپو سلطان نے انگریزی مورچے ہٹانے کے واسطے سپاہ بھیجی مگر اوسکو شکست ہوئی۔
یہاں سب کا چلنا درست ہوگیا۔ بیٹریاں گولیوں کے ڈالنے کے لئے بن گئیں۔ بڑی بڑی توپیں مورچوں پر
قائم ہوگئیں۔ پہلی حملہ کرنے سے یہہ غرض تھا کہ شہر پر گولوں کا مینہہ برسانا چاہئے شہر کے اندر تمام مکانات
چوبی اور کاہی تہے۔ وہ گولوں کی آگ سے جلکر شہر کو خوب روشن کرسکتے تھے۔ اور اہل شہر میں کھل بلی ڈال سکتے
تھے۔ اب دشمن کی حیرانی اور پریشانی کو زیادہ کرنے کے لئے پرشرام بہاؤ کا لشکر اور کپتان
لٹل کا دستہ سپاہ آگیا تھا۔ اور میجر کوپ ٹیج بھی اپنی سپاہ لیکر ابشور سے چلے آئے۔ ان دوستوں
کی سپاہ سے انگریزی لشکر کو یہہ بڑا فائدہ تھا کہ سامان کہانے پینے کا با فراط میسر ہوجاتا تھا غرض انگریزی

جسوقت یہہ سمجھنے لگے کہ ہم نے سری رنگ پٹن لے ہی لیا ہے تو ۲۴ فروری ۱۷۹۲ کو ایکایکی یہہ حکم
تمام مورچون پر آیا کہ جو تیاریان حملہ کرنے کی ہو رہی ہین وہ سب موقوف کی جائین سب یہہ سنکر
حیران تہے کہ دفعتہ کیا تہا کیا ہوا مگر یہہ حیرانی رفع ہو گئی جب یہہ معلوم ہوا کہ صلح کی گفتگو کئی روز سے
ہو رہی تہی ۲۴ فروری کو وہ ختم ہو گئی۔ اور ٹیپو سلطان نے بہی شرائط صلح کو منظور کر لیا۔ اسوقت نظام اور
مرہٹون کے افسرون کے دلون پر لارڈ کورنوالس کا رعب ایسا چہایا ہوا تہا کہ اونہون نے صلح مین کچہہ
چون و چرا نہ کی اور اوسکی رای پر سارا معاملہ چہوڑ دیا کہ جو چاہے آپ سیاہ سفید کرے۔ ان پانچ شرائط پر صلح
ہو گئی۔ اول لڑائی سے پہلے جس ملک پر سلطان ٹیپو قابض تہا اوس کا آدہا ہمارے رفیقان کو اونکے
ملک کے متصل حوالہ کرے۔ دوم ٹیپو سلطان تین کروڑ تیس لاکہ روپیہ بطور تاوان ادا کرے کہ آدہا تو
ابہی دیدے اور آدہا تین قسطون مین یا چار مہینے کے فصل سے ادا کرے۔ اگرچہ اول چہہ کروڑ روپیہ
اوس سے طلب ہوا تہا مگر وکیلون نے قسم کہا کر عرض کیا کہ ہمارے آقا مین اسقدر روپیہ دینے کی استطاعت نہین
سوم انگریزون نظام مرہٹون اور انکے طرفدارون کے جن آدمیون کو حیدر علی کے زمانہ سے قید کیا ہے
وہ سب چہوڑ دیے جائین۔ چہارم شرائط صلح کے ایفا کے واسطے سلطان کے دو بیٹے اول مین دیے جائین
پنجم جب یہہ دو بیٹے اول مین آئین تو صلحنامہ کو ٹیپو سلطان کے دستخط کر کے ساتہہ لائین۔ اور اوسکا
مثنے تینون نظام مرہٹون انگریزون پاس بہیجدین۔ اور تمام مرافعات جنگ کے تمام موقوف
کیے جائین اور ہمیشہ کے لئے اتحاد اور وداد اور مصالحت و موہبت قائم کی جائے سلطان نے جامع مسجد مین اپنے
ارکین سلطنت کو بلا کر اور قران شریف کو آگے رکہکر اونسے کہا کہ جو مین سوال کرون اوسکا جواب
نیک نیتی اور ایمانداری اور صدق سے قران پر ہاتہہ رکہکر دینا او شرائط صلح کو سنایا۔ اور پہر یہہ
سوال کیا کہ مین لڑون یا صلح کرون۔ اسپر تمام ارکین سلطنت نے کہا کہ ہم حضور کے بندہ فرمان ہین۔
جان مال سب سلطان پر قربان ہے مگر سپاہ افسردہ خاطر و شکستہ دل ہو گئی ہے۔ اوس پر کچہہ بہروسا
اور اعتبار نہین ہو سکتا ہے۔ سلطان نے بہی دیکہا کہ وہ لوگ مسلمان جن پر تمام امیدین تہین شکستہ
ہو گئے۔ تو اونسے صلحنامہ پر دستخط کر کے لارڈ کورنوالس پاس بہیجدیا۔ اور لڑکون کے بہیجنے کی تیاری کرنے لگے

مہلت مانگی جسکو لارڈ صاحب نے اپنی حلیمی و دریادلی کے سبب دیدی۔ شاید ساری عمر مین ٹیپو سلطان کے
اہلکارون کو یہہ اتفاق نہ ہوا ہوگا کہ ایسی خودپرست اور خودرائے بدمست آقا کے سامنے خوشامد پر صداقت کو
ترجیح دین۔ یہہ پہلی ہی دفعہ تہی جسمین انہون نے سلطان سے انگریزون کے خوف کے مارے سچی بات کہی اور تملق
کی بات نہ کہی۔ گو لارڈ کورنوالس نے اپنی مروت اور ملائمت کو سلطان کے ساتھہ دکہایا مگر اسکی عوض مین
دشمن کی طرف سے سوا ہی خصومت کے کچھہ نہ پایا۔ باوجودیکہ صلحنامہ پہونچ گیا مگر پہر بہی کئی گھنٹے تک سختی کے
ساتھہ سلطان کے لشکر سے گولے اور گولیان آتی رہین اور ایک افسر اور کئی سپاہی زخمی ہوئے۔ سلطان
کی وحشیانہ حرکت اس سبب سے تہی کہ لوگون کو جتائے کہ یہہ صلح جو ہوئی ہے تو فقط اس سبب سے کہ
مین نے بہی دارالسلطنت کی حفاظت اس خوبی سے کی ہے کہ دشمن مجبور ہوکر صلح کا خواہان ہے۔ اب
انگریزی سلطنت کی تہذیب اور شائستگی دیکہی کہ باوجود تمام سامان مہیا ہوسکنے اور قلعہ و شہر کے لینے کی
قدرت کے گورنر کے حکم کے ساتھہ ہی سب نے خالی بندوق تک دشمن کی طرف نہین چہوڑی۔ لارڈ کورنوالس نے
حکم مین یہہ فقرہ بہی سحر آمیز لکہا تہا کہ مجھے اس بات کے بیان کرنے کی جو انگریزون کے آگے ضرورت نہین ہے
کہ مردان دلاور جیسا کہ میدان جنگ مین اپنی شجاعت شعاری دکہانے کو فرض جانتے ہین ویسی
بعد فتح و ظفر کے اعتدال سے باہر قدم رکہنے کو برا جانتے ہین۔ یہانتک کہ دشمن مغلوب کے سامنے ایک لفظ
بہی طعن اور طنز کا زبان سے کنایۃً یا صراحۃً نہین نکالتے ہین۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو یعنی شرط صلحنامہ
کا ایفا ہوا۔ بڑا بیٹا ٹیپو سلطان کا بیس برس کا تہا وہ میدان مین لڑائیان لڑتا تہا۔ باقی دو بیٹون مین
ایک دس برس کا اور دوسرا آٹھہ برس کا تہا یہہ دونون اس طرح اول مین آگے ہر ایک ہاتہی سوار تہا۔ ہاتہیون
پر جہولین زرق برق کی پڑی ہوئی جواہرات اور زر چمک رہے تہے۔ ٹیپو کے وکیل صاحب فیل بنے اور انکے
ساتھہ بہت سے چوبدار اور سو شتر سوار چاندی سونے کی چوبین اور سونٹے لئے ہوئے اور دو سو پیادہ اور
سوار اردلی مین تہے۔ ایک ازدحام خلقت کا ادہر گرد تہا سلطان خود فصیل پر حسرت کی نگاہ سے اپنے
ان لخت جگر کو دیکہہ رہا تہا۔ لڑکے سوار ہوئے تو قلعہ سے توپین سلامی کی چہوٹین۔ جب وہ انگریزی خیمون
کے نزدیک پہونچے مین تو وہان بہی اکیس توپین سلامی کی سر ہوئین اور جس سپاہ انگریزی مین انکا

گذر ہوا اونسے سلامی اوتاری - اور نظام اور مرہٹون کے وکیل اور سرجان کناوی ایجنٹ گورنر جنرل
استقبال کے واسطے آئے اور اونکو اون خیمون پر لائے جو اونکے واسطے تجویز ہوئے تھے - پھر یہان سے خیمہ
گورنری مین گئے - گورنر جنرل اور اوسکے بڑے بڑے افسر خیمے سے باہر جب لڑکے آئے تھے اوٹھکر لینے آئے
اور لارڈ صاحب دونو کا ہاتھ ہاتھ مین ہاتھ دیکر خیمے کے اندر لیگئے - وکیل نے گورنر جنرل سے عرض کیا کہ آج
صبح تک یہہ ہمارے سلطان کے بیٹے تھے مگر اب اونکا حال بدل گیا اب حضور انکے باپ ہین - پھر گورنر جنرل نے
وکیل سے ارشاد فرمایا کہ اونکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائیگا کہ اونکو یہہ نہ معلوم ہوگا کہ ہم باپ سے جدا ہوگئے
اس بات کے سننے سے لڑکون کا چہرہ بشاش ہوگیا - پھر لارڈ صاحب نے اونکو سونے کی گھڑیان دین جنکو وہ
دیکھکر بڑے خوش ہوئے - انگریز دیکھنے والے دونو شاہزادون پر خصوصاً چھوٹے شاہزادہ پر رحم آتا تھا کیونکہ اوسکی
ما اس صدمہ سے کہ ٹیپو سلطان کے دوسرے لین پر حملہ ہوا تھا مرگئی تھی - غرض ان شاہزادون کی ایسی
خاطرداری ہوئی کہ سلطان نے اس خوشی کی اکیس (۲۱) توپین سر کین - اب باقی روپیہ بھی سلطان نے
بھیجدیا - ملک کی تقسیم مین جھگڑے شروع ہوئے - وکیل نے عرض کیا کہ بہت سے اضلاع کے کاغذات مالگذاری کے
تلف ہوگئے - اور اونکی جگہ اور کاغذات پیش کیے جنمین اون اضلاع کی آمدنی کو بڑھاکر لکھا جو دیجاتی
اور اونکے اضلاع کی آمدنی کو کم کرکے لکھا جو سلطان کے پاس تھے - اسکے جواب مین کاغذات نظام اور
مرہٹون کے وکیلون نے بنائے جنمین حساب کو بالکل برعکس دیا - سب سے بڑا جھگڑا تھا سکہ سلطان کے
سکہ کی قیمت کی بابت مین قضیہ شروع ہوا - اوسکے سکہ کی قیمت قانون سرکاری کے موافق ٹھہری اور
اوسکے مطابق مطالبہ ہوا - اب اسپر وکیل نے کہا کہ یہہ قیمت سکہ کی جو خزانہ سلطانی مین داخل ہونے
کے وقت ہوتی تھی مگر جب روپیہ خزانہ سے نکلتا تھا تو سکہ سلطان کے حق مین فائدہ مند ہوتا تھا -
غرض نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے یہہ فیصلہ کیا کہ روپیہ کا وہ نرخ لگایا جائے جو سلطان ٹیپو اپنے قلمرو
مین کے اپنی رعایا کو دیتا تھا لیتے وقت لگایا کرتا تھا فیصلہ آخر یہہ ٹھہرا کہ سکہ کا اوسط نرخ لگایا جائے
تو آدہا فائدہ ادہر آیا اور آدہا ادہر گیا - اور اسی طور پر تقسیم اضلاع مین فیصلہ ہوگیا - اب اس تقسیم مین بعد
انفصال یہہ جھگڑا مشکل آپڑا کہ انگریزون نے کورگ کا ضلع مانگا وہ پہاڑون مین واقع تھا آمدنی اوسکی

چندان نہی۔ وہان کے باشندے بہت ضدی تہے اور اونکی عادتین ملیبار کے نایرون کی سی تہین۔ وہ جنگجو اور
بدمعاش خودسر تہے کسی غیر کی عملداری کو پسند نہین کرتے تہے حیدر علی نے اونکو مطیع کیا تو کئی دفعہ
اونہون نے حرکت مذبوحی سلطان کی چہری کے تلے سے نکل جانیکے واسطے کی مگر نہ نکل سکے۔ راجہ وہانکا
نوجوان سلطان کی قید مین تہا کہ وہ بہاگ گیا اور اونسے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کیے۔ اور فتنہ
وفساد کہڑا کر کے اپنی حیثیت اور ریاست کی صورت اچہی کی لی۔ اب جو جنرل ایبرکرومبی کا لشکر آتا تہا تو
اوسکو اپنی ریاست مین راہ دی اور سامان رسد اور ضروریات کا اچہی طرح سرانجام کیا۔ خبر رسانی اور
جو امداد کہ اوسکی قدرت مین تہی وہ انگریزونکی کی۔ ان حسن خدمات کے سبب سے وہ مستحق تہا کہ انگریز اوسکے
سرپر ہاتہ رکہین اور انگریزی گورنمنٹ کا اعزاز اور احتشام کا مقتضا بہی اسی مین تہا کہ کورگ
اس راجہ کو دلائین۔

ان وجوہات کے سبب سے جب سلطان ٹیپو سے کہا گیا کہ کورگ بہی حوالہ کیجیے تو وہ غصہ کے مارے اپنی جامہ سے باہر
ہوگیا اور اوسنے کہا کہ کیا کورگ انگریزون کے باپ کا ہے کسواسطے وہ اوسکو مانگتے ہین۔ وہ تو
سری رنگ پٹن کی قسم باب کی کنجی ہے۔ دشمن بہی اسکو خوب جانتے ہین کہ مجہے قلعہ کے دروازون
مین مرنا منظور ہے تاکہ کورگ دینا منظور نہوتا۔ اب لڑکون اور خزانون کو دغا سے لے لیا ہے صلحنامہ
مین کورگ کا مذکور ہونا غفلت سے خالی نہ تہا اسلیے کہ یہہ وہ مقام ہے جہان سے سلطان کی پیش قدمی اور
دست درازی کی روک جا رو طرف ہوسکتی تہی یہی مقام تہا جہان راجہ نے ایسی حسن خدمات کین تہین
اب اوسکے لینے پر اوتر آوے سکے نہ دینے پر ایسا اصرار ہوا کہ پہر لڑائیون کی تیاریان ہونے لگین اور وہی روز
اول پہر آن موجود ہوا تہا۔ اب انگریزون کو یہہ دقت پیش آئی کہ بہت کچہہ سامان جو قلعہ کے لینے کے
لیے جمع کیا تہا وہ اس نقل کے سبب سے خراب ہوگیا تہا۔ دوسرے بیماری نے انگریزی لشکر مین بہت پہیلا رکہی
تہی سوا اسکے اور طرف سے بہی اندیشے تہے جو رئیس صاحب اخلاص اسوقت تہے اونکی وفاداری پر
اعتماد نہ تہا۔ سندہیا بہی انگریزون سے صاف نہ تہا غرض یہہ سب اسباب ایسے جمع ہوگئے تہے کہ انگریزی
لشکر کا زور روز بروز کم ہوتا جاتا تہا۔ اور مشکلات بڑہتی جاتی تہین۔ جب سلطان نے کورگ کے

دینے سے انکار کردیا - بہاؤ کے لشکر نے غارتگری بھی اپنی شروع کردی کچھ اونٹ اور مویشی دشمن کے
چھین لئے - اور انگریزون نے شاہزادون کو مطلع کیا کہ اونکے کرناٹک بھیجنے کی ضرورت ہے اور انکو ملازمون
کے ہتیار لیلئے گئے - غرض کیا وہ شاہزادہ ہزاب قیدی ہوگئے اور اونکا سفر بھی کرناٹک کی طرف
شروع ہوا - مگر ان لڑکون کا اسسے ذرا تغیر حال نہوا - کپتان لاچار آکر کہا کہ حضور ایک دن کا اور توقف
اپنے حکم کا اجرا مین فرماوین - ۱۹ مارچ کو بموجب صلحنامہ کی ان شاہزادون نے ادا کی سلطان ٹیپو کے
ملک کی آمدنی دو کروڑ ہشتیس لاکھ روپیہ کی تھی جسکا نصف تین اصحاب اتحاد مین تقسیم ہوا تو
ساڑھے اڑتالیس لاکھ روپیہ کا ملک ہر ایک کے حصہ مین آیا - اور اس سبب سے ٹیپو کے ملک کی سرحد دریا
تنگ بھدرا ہوگئی جو تیس برس پہلے تھی - اور نظام علی کا جو ملک اس دریا کے شمال کی طرف تھا
نکل گیا تھا وہ حاصل ہوگیا - اور اوسکے صوبے مین کڑپا ہاتھ لگا - انگریزون کے حصے مین یہ علاقے
آئے ملیبار - کورگ - ڈنڈیگل بارا محال ان اضلاع سے سرکار کمپنی کی عملداری کو بڑی
تقویت حاصل ہوئی - اور یہ علاقے انہین مل گئے - سپہ سالار نے سپاہ کی محنت شعاری اور نیک
اعمال پر نظر کرکے چھ مہینہ کا بھتہ اونمین دیدیا جو سلطان سے ہاتھ آیا تھا اور الفنسٹن صاحب و جنرل
میڈوز نے غریب پروری کی کہ اپنا حصہ غریب سپاہیون کو دیدیا - ایک حکمۂ غنیمت قائم ہوا تھا اوسکے
کمیٹی مین سات ممبر شاہی دہلی و مدراس و بنگال سپاہ کی طرف سے مقرر ہوئی تھی - اونہون نے
غنیمت کے مال کو اچھی طرح تقسیم کردیا - ترزوم کی عادت مین یہ امر داخل ہے کہ جب وہ کسی گروہ
سے خوف کہاتے ہین اوسکے ساتھ تمام دنیا کی برائیان منسوب کرتی ہے اور اونکی خوبیون کے دیکھنے مین
آنکھین بند کرلیتی ہے اور برائیون کے دیکھنے مین خوردبین کا شیشہ آنکھون پر لگا لیتے ہین - یہ خباثت
تمام خباثت انسانی مین بدتر ہے - اگر اور قومون مین اوسکا ظہور ہو تو تعجب نہین ہوتا کیونکہ تعلیم و تربیت
و تہذیب کے زرد زیور سے وہ عاری ہین وہ اس خبث کو نہین روک سکتے مگر جب اوسکا ظہور انگریزی قوم
مین افراط کے ساتھ ہوتا ہے تو نہایت تعجب آتا ہے اونکی ترتیب تعلیم و تہذیب اسکی مقتضی نہین ہے
کہ وہ سلطان ٹیپو مین تمام جہان کی برائیان ناحق لگادین کوئی اوسکو یہہ کہے کہ وہ [illegible] تھا

جسمین تمام عیب انسان مین ہو سکتے ہین یا سب عیوب جو بشر سے اوسکی بدکاریون کو گنگئے شیطان کی شرارتین
بہی سرسبز نہین ہوتی تہین میجر الی صاحب جو اون آدمیون مین نہین ہین کہ تعصب قومی مثل تعصب مذہبی
اونکا نسب بھی ہو اور بے سوچے سمجھے بات کو منہ سے نکالین وہ حضرت یہہ فرماتے ہین کہ ٹیپو سلطان کو
ذہین اور صاحب فہم بہت تہا مگر غایت درجہ کا بیدادگر اور ظالم تہا - اوسکی رعایا اوس سے ایسی دل
بیزار تہی کہ غالباً یون معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنون تک اوسکی سلطنت نہین رہیگی - لفٹنٹ مور
صاحب لکھتے ہین کہ اس آخر لڑائی مین بہت سے عالی دماغ افسرونکو یہہ خیال تہا کہ جسوقت سپاہ متفقہ
ٹیپو سلطان پر چڑھیگی تو اوسکی تمام سپاہ برگشتہ ہو جائیگی -

حقیقت حال یہہ ہے کہ جسوقت سرکار کی سپاہ نے قدم سلطان کی مملکت مین رکہا تو اوسکے عمدہ انتظام
کو دیکہہ کر اونکی آنکہین کہل گئین - سارا ملک سرسبز و شاداب بنا ہوا - رعایا تمام آباد اور خوشحال
ہندوستان کے کسی قطعہ مین ملک ایسا مرفہ الحال اور آسودہ نہ تہا خود سرکار کمپنی کا ملک اوسکی شادابی
کے آگے پانی بہرتا تہا - یہان یہہ خیال لگے ہوے ساتھہ گئے تہے کہ جب ہم قدم اوسکے ملک مین رکہینگے تمام
رعایا و سپاہ اپنی شکایت کرتی ہوئی ہمارے ساتھہ ہو جائیگی - مگر ایک شخص بہی اوسکی رعایا مین سے
انگریزون سے ملنے کو نہ آیا سپاہ کا حال ہم نے یہ دیکھا کہ ایک افسر بہی   ایسا نمک حرام نہ نکلا جو ٹیپو
سلطان سے دغا کرتا - ساری مشکل لڑائیون مین اوسکے ساتہہ ایسی رہی کہ یہان اوسکا پسینا گرتا تہا وہان
اپنا خون گراتے تہے - جہان اوسکی سپاہ تہی سنگینون کی نوکون سے قلعہ نکالی گئین وہی ہمیشہ موقع کی منتظر
بیٹہی رہین اور جب اونکو موقع ملا وہ دوبارہ ٹیپو سلطان پاس چلی گئین لفٹنٹ مور صاحب نے نہایت انصاف
کی نظر سے یہہ بات کہی کہ جب کوئی آدمی اجنبی ملک مین سفر کرے اور دیکہے کہ ساری زمین زراعت سے سرسبز
ہو رہی ہے باشندے محنت کرتے ہین شہر نئے تعمیر ہوئے ہین - تجارت کا بازار گرم ہے قصبات کی ترقی
ہر چیز ایسی رونق پر ہے کہ انسان کی مرفہ الحالی اور آسودگی اور مسرت بڑہاتی ہے تو اوس سے ضرور یہہ
نتیجہ نکالنا چاہئے کہ اس ملک کی گورنمنٹ وہان کے باشندونکی حسب مراد اور دلخواہ ہے - پس سلطان
کی عملداری کا وہ حال تہا جو اوپر بیان ہوا جس سے کچہہ شبہہ نہین رہتا کہ اوسکے ملک کا انتظام ایسا

شائستہ اور مہذب تہا کہ اوسوقت ہندوستان مین کسی سلطنت کا نہ تہا۔ نہ رعایا اوسکی شاکی نہ سپاہ اور
ملازم اوسکے نمک حرام بلکہ جان نثار اور مصیبت کے وقت مین جان سپار تو پہر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ
سلطان رعیت پرور نہ تہا۔ وہ ظالم تہا تو اپنے دشمنون پر تہا۔

انگریزون نے جیسا کہ سلطان کی برائیون کے بیان کرنے مین مبالغہ کیا ہے ایسی ہی اوسکی قوت اور اپنے
دشمن ہونیکا تخمینا اصل سے بہت زیادہ کیا ہے۔ دشمن مغلوب کی قوت و دولت کا مبالغہ اسی سبب سے اور
بہی کیا جاتا ہے کہ اوسمین ایک اظہار دریردہ اپنے شوکت اور صولت کا بہی ہوتا ہے۔ اوسکو ملک کی
کل آمدنی ڈہائی کروڑ روپیہ سال کی تہی جسقدر اوس پاس سپاہ تہی اور جو لڑائیون کا خرچ ہوتا اور
تہا بہلا ایسی صورت مین خزانہ کب روپیہ سے بہر رہ سکتا ہے عہدنامہ کے موافق جو دینا پڑا تو وہ الگ کیا
سلطان ٹیپو شیخیان بہت بگہارا کرتا تہا۔ اور اپنی قدرت اور قوت کی لن ترانیان بہت لیتا تہا
انگریزی قوت کو اپنے آگے کچہہ نہین سمجہتا تہا۔ اسلئے وہ بخوت انگریزی کو برانگیختہ کرکے اپنے سے اونکو ڈراتا تہا
اور خالی ڈرکے دیتا تہا۔ اور یہہ اوسکی نادانی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ مین جو اس شیر کو چہیڑتا ہون
اوسکا غیض و غضب کیا حال کریگا انگریزون کے غضب کا مطلق اوسکو خوف نہ تہا اسکے دو سبب تہے
اول یہہ کہ اوسکو فرانسیسون کی امداد کا بڑا گہمنڈ تہا۔ دوسرے یہہ کہ وہ نہین جانتا تہا کہ انگریزون
کی حالت مین پہلے کی نسبت زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ وہ اونکو وہی سمجہے بیٹہا کہ ایک تاجرون
کی جماعت ہے جسکو ابہی اوسکے باپ نے چارون طرف دبا دبوکر ایک کونہ مین بٹہا دیا ہے۔ یہہ بڑی
غلطی اوسکی تہی اوسی نے اوسکا ستیاناس ملا دیا ہے۔ اوسکے باپ اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے لڑنا
پڑا تہا کہ کمزور اور ضعیف لوگ تہے جسکے خزانہ مین روپیہ نہ تہا۔ ولایت مین لوگ حصہ کے مارے اوسکی
جدا ہی جان کہاتے تہے کہین ہم اوسکو کمک دستخانت کی امید نہین تہی۔ لیکن اب اوسکو اوس
ایسٹ انڈیا کمپنی سے لڑنا پڑا جسکی گورنمنٹ کا اہتمام وزراء سلطنت انگلستان کے ہاتہ مین تہا
حقیقت مین ایک بادشاہ سے لڑائی تہی۔ جو بڑے جنگ کا سامان بہم پہنچا سکتا تہا تاجر اور بادشاہ
سے لڑنے مین بڑا فرق ہے اوسوقت سلطان کی آنکہ نے عمر رسی کی اچہی جہانی کہ یہہ فرق تہا نہ

سو جہانی دیا۔ اب اس لڑائی کے انجام پر جسکو دو برس گذرے نظر ڈالین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزونکو نفع تو یہہ
ہوا کہ سلطان ٹیپو کی مغلوبیت جانی نے اوسکو صلح جو بنا دیا اور آئندہ لڑائی کی صورت مین اوسکا خوف جاتا رہا
مگر یہہ امر خیالی تہا تجربہ نے دکہلا دیا کہ اس لڑائی نے سلطان کو ایسا ضعیف نہین کیا۔ کہ وہ اپنی پرخاش
خوئی کو صلح جوئی سے بدلتا اور انگریزون کے دلون سے اپنا خوف گہٹوا دیتا۔ دوسرا فائدہ یہہ تہا کہ ایک نیا ملک ہاتہہ
آیا۔ لیکن اگر خرچ جنگ کا خیال کیجیے تو اوسکا سود اس ملک کی آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس نئے ملک کا زیادہ کرنا
بالکل پارلیمینٹ کے قانون کے خلاف تہا کیونکہ لارڈ کورنوالس کو سخت ممانعت کی گئی تہی کہ وہ کسی رئیس سے
لڑائی بہڑائی نہ کرے۔ مگر اسپر بہی پارلیمینٹ نے اور ساری قوم نے اس کام کی واہ واہ کی۔ گو ایک گروہ وہان
ایسا تہا کہ اس توسیع مملکت سے بہت گہبراتا تہا۔ اور اس کام کو لارڈ کورنوالس کے اچہا نہ سمجہتا تہا

(۱۳۳) سرنگاپٹن کے گرد انگریزی لشکر مین وبا پہیل رہی تہی اسلیے لارڈ کورنوالس نے
جلدی سے کیمپ توڑ دیا اور وہ خود مئی ۱۷۹۲ء مین مدراس مین آئے اور جولائی مین بنگال مین
پہونچے جب یہہ لشکر چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے اپنے ملازمان عالی قدر کو بلا کر کہا کہ تین کروڑ تیس لاکہہ
روپیہ جو حفاظت کی قیمت مین دیا گیا اوسکا سرانجام تمام سپاہ اور رعایا کے ذمہ ہے۔ ایک کروڑ دس لاکہہ
روپیہ یعنی ایک تہائی سلطان ہونے کے سبب سے مین دیتا ہون۔ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سپاہ دے اور باقی ایک
کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ اہل قلم اور باشندے دین۔ غرض اس حساب کے موافق فہرست تیار ہوئی کئی
برس کے بعد بہی ساٹہہ لاکہہ روپیہ اس مد کی بابت باقی تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کو یہہ روپیہ دینا
شاق گذرا ہوگا۔ اب آگے اسکے مجمل احوال یہہ ہین کہ دو برس کے آخر مین دونون شاہزادے سلطان پاس
بہیجے گئے۔ کپتان دوٹن اونکے ہمراہ تہے۔ سلطان ٹیپو کو اپنی نفرت دلی کے سبب سے اسمین تامل تہا
کہ مین کپتان صاحب کو اپنے سامنے بلاؤن یا نہین۔ پہر اوسکے مصاحبون نے عرض کیا کہ آپ اس نفرت
قلبی کو مخفی رکہیے اور دلاسے ظاہری ظاہر کیجیے۔ غرض اوس نے کپتان صاحب کو بلایا اور اونکی بڑی
خاطرداری کی۔ یہہ لڑائی لارڈ کورنوالس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ اونہون نے فرانسیسیون
کے تمام علاقون پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام میسور کے جہگڑے کو دبا دیا۔ فرانس مین انقلاب عظیم ہونے سے تمام

یوروپ مین زلزلہ پڑ رہا تہا۔ اور نپولین بوناپارٹ کا ارادہ تہا کہ ساری دنیا کی تخت و تاج کو تاراج
کرون اور سلطنتونکو خاک مین ملاؤن۔ اس فرانسیسی جن کی گرفتاری کے لیے انگلستان اپنی توپونکا
فلیتہ روشن کر رہا تہا۔ اسلیئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ ہندوستان مین بہی اس طرف ہوئی کہ فرانسیسیون
کے تمام علاقونپر قبضہ کرلین۔ یہہ تمام علاقے بڑے جہگڑے انگریزون کے قبضہ مین آگئے۔ لارڈ کورنوالس صاحب
پانڈیچری کی تسخیر کے لئے آئے مگر اونکے پہونچنے سے پہلے اگسٹ ۹۳ء کو کرنیل برتہ ویٹ صاحب نے
اوسکو فتح کرلیا۔ اب پانڈیچری نہی کہ سرا پرکوٹ کی طرح اوسکے فتح کرنے مین سر زنی کرنی پڑی
اب تمام ہندوستان مین کہین جاکر دیکہو دو حال مین فرانسیسی نظر آتے تہے کہ کیا تو وہ انگریزون کے قیدی تہے
یا ہندوستانی رئیسون کے ہان ملازم اور خدمت گزار تہے۔ غرض وہی حال ہوگیا جو تمہین سن پہلے تہا۔
(۱۴) جسوقت میسور کی تیسری مہم کی تیاریان ہو رہی تہین گورنر جنرل نے نواب کرناٹک کا
ایک بڑا معاملہ طے کیا۔ یہہ تمکو یاد ہوگا کہ لارڈ میکارٹنی نے نواب کے ملک کی تمام مالگزاری کا کام اپنے
ہاتہہ مین لے لیا تہا۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم سے اوسکو پہر واپس کر دیا تہا۔ جب وقتی جا سر آرچبالڈ کیمبل
صاحب گورنر مدراس کے ہوئے تو اونکو حکم ہوا کہ اس معاملہ کی طرف وہ اپنی توجہ کرکے فیصلہ کرین۔ بورڈ کنٹرول
نے حکم دیدیا تہا کہ نواب کے قرضخواہ بارہ لاکہہ پگوڈا سالانہ پایا کرین۔ گورنر اور کونسل نے جو حساب کیا کرناٹک
اس مین اکیس لاکہہ پگوڈا سالانہ خرچ حفاظت ملک کرناٹک تہا اسلیئے نواب والاجاہ سے تجویز کیا کہ وہ
اس روپیہ کا انصرام اپنی حیثیت کے موافق زر مالگزاری سے کرین۔ اس حساب نواب کے کشتہ جنگ کا خرچ زمانہ
صلح مین ساڑہے دس لاکہہ پگوڈا کا تہا۔ مگر گورنر نے نواب سے یہہ کہا کہ ڈیڑہ لاکہہ پگوڈا چہوڑ دیا غرض
نو لاکہہ یہہ اور بارہ لاکہہ قرض خواہون کو دینے کے لیے ایک عہدنامہ ۲۴ فروری ۱۷۹۲ء کو
نواب نے لکہدیا۔ زمانہ صلح کے لئے تو یہہ فیصلہ ہوا اور ایام جنگ مین یہہ ٹہرا کہ دو تہائی یا پانچ حصے مالک
آمدنی کے انگریزون کو دین۔ بہت سی جاگیرین نواب کے خاندان کے خرچ کے لیئے جدا کردی گئی
تہین۔ اگر روپیہ وقت پر ادا ہو تو یہہ ٹہری کہ سرکار کمپنی اپنے آدمیون کو بہیجکر خاص اضلاع جنکے نام
لکہے ہوئے تہے روپیہ وصول کرلے۔ کیمبل صاحب کے اس انتظام کی بڑی تعریف ہوئی۔

نواب کرناٹک اور سرکار انگریزی کے درمیان اول عہد و پیمان

۲۱ جون سنہ ۱۸۰۱ کو سپریم گورنمنٹ نے یہہ اظہار کیا کہ چونکہ ممکن ہے کہ نواب سے زر موعود وقت پر وصول نہو
اسلئے گورنمنٹ مدراس کو حکم ہوتا ہے کہ وہ نواب کے ملک پر قبضہ کرکے زر مالگزاری کو وصول کرے جس سے
لڑائی کا کام چلے اور نواب کے خاندان کا بہی خرچ موافق اوسکی شان کے حاصل ہو۔ پہلے نواب سے کہا
گیا کہ وہ ملک کو اپنی خوشی سے دیدے مگر اوسنے ایک نہ سنی اور بہت سی حرفتیں وہ کام مین لایا اور
یہہ سمجہا کہ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ مگر اسوقت جنگ مین نواب سے اوسکے ملک کا نکال لینا نہ
مروت سے نہ انسانیت اور عدالت سے نہ ضرورت کے اعتبار سے بعید تہا۔ نواب نے اپنی نالائقی سے اپنی
نوبت یہہ پہونچائی۔ انگریزون کے اغراض اوس سے ایسی متعلق ہوگئیں تہین کہ بغیر اسکے کہ ملک نواب سے
لے لیا جائے کام ہی نہین چلتا تہا۔ لارڈ صاحب کو اندیشہ تہا کہ ولایت مین ضرور اسپر غل مچیگا کہ ایسے نواب کا
ملک لے لیا جو مدت العمر سے سرکار کا خیرخواہ رہا تہا اور خدمات نمایان اوسنے کی تہین۔ اسلئے ایک رسالہ اونہون نے
بہی بہت فصاحت و بلاغت سے لکہا جسے وہان سب چپکے بیٹہے رہے۔ اگر آئین اخلاق کے موافق اس کام کو
دیکہیے کہ ایک دوست نے ایسے یار وفادار اور صادق الوفا سے زبردستی بغیر اوسکی مرضی کے ملک لے لیا اور اوسکے حق کو
دکہا دیا تو انسانیت سے بعید اور مروت سے دور معلوم ہوتا ہے لیکن دین جہان آرائی مین تو دانشمندون
دوربین نے اور ہی فتوی دے رکہے ہین اوسکے مطابق ایسی ضرورت مین یہہ ملک لے لینا نہ انصاف سے
بعید تہا نہ مروت سے۔ نواب کی عقل کا تجربہ ہوچکا تہا کہ اگر وہ سو مرتبہ مر کر جنم لے تو بہی اوس مین انتظام
ملک کی قابلیت نہین پیدا ہوگی۔ اوسکی حماقت سے ہزارون غریب رعایا کا نقصان جان و مال کا تہا۔
پس ایک شخص کی دل شکنی سے ہزارون کی دلداری ہوتی تہی پہر ایسا کام عدالت سے کیون
بعید ہونے لگا۔

جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا تو ملک کی آمد و خرچ کی شرائط جو ہنگام جنگ طے ٹہری تہین وہ نہین رہین۔
اب ہنگام صلح کی شرائط کے موافق اوسکا انتظام کیا گیا۔ مگر اس انتظام مین فریقین کو شکایت تہی
اسلئے ایک جدید عہد و پیمان انگلش گورنمنٹ اور نواب کے درمیان لارڈ کورنوالس کے گئے کہ اس
کے زمانہ مین نواب نو لاکہہ پگوڈا سالانہ ملک کی حفاظت کے واسطے دیا کرے۔ اور قرض خواہون کو ۵

انکی حقوق رعایا بعوض مین زر وصول شدہ مین سے فیصدی کچھ اوسکو ملتا تہا۔ اور سوا اوسکے گانوٴ والون
کی جانب سے رعایات بر علاوہ اوسکو دیجاتی تہی لیس یہہ شخص گویا راجا اور رعایا کی بیچ مین واسطہ ہوتا تہا۔
یہ اوسی طرح ہے جو پہلے راجہ کی طرف سے افسر ہوتا تہا اور ایک اعتبار سے وہ رعایا کا وکیل ہوتا تہا۔ راجکو یہہ
اختیار تہا کہ زمیندار کو برطرف سمجھے وہ اونکے اس عہدہ سے موقوف کر دے مگر وہ رعایا کی طرف بدستور اپنا عہدہ رکہتا تہا۔ اور زمین
جو اوسکے [illegible] سند وسہوتی تہی وہ بدستور رہتی تہی۔
[illegible] صاحب کی [illegible] ذکر ہو رہا ہے اوسکے دور مین پہلے راجہ ٹوڈرمل وزیر اکبر شاہ نے ان اضلاع زیرین کا
بندوبست [illegible] ہر سال زر مالگزاری تہا کہ زمین کی پیمایش کرے اور اوسکی قدر و قیمت کا اندازہ کرکے کاشتکارون کو
[illegible] ادا کرنے کی سکت سے زرلگان جسکو ربیع اور [illegible] بہی کہتے ہین ٹہرا لیا تہا۔ اب رعیت سے اس زرلگان
کی جمع وصول کرنیکے واسطے اور اوسکو خزانہ شاہی مین پہونچا دینے کے واسطے بادشاہ کی طرف سے عامل
مقرر ہوئے۔ اور محالون اور پرگنون وغیرہ مین وہ مقرر کیے گئے اور زر وصول شدہ مین سے فیصدی اونکا
حق السعی مقرر ہوا۔ اب رفتہ رفتہ تحصیل مالگزاری کا عہدہ موروثی ہو گیا۔ کچھہ تو اس سبب سے کہ
یہان ہندوستانی سرکارون کا دستور ہے کہ ہر عہدہ موروثی ہوتا ہے کچھہ مصلحت ملکی کے سبب سے کہ انکے
کام کے واسطے ایسے خاندان کا ہونا ضروری ہے جو زمین کی خواص اور رعایا کی حال سے واقف ہو اور تمام
اگلے پچھلے کاغذات حساب وغیرہ کے اوسکے قبضہ مین ہون لیس اس عامل کے ذمہ زرلگان کی تمام جوابدہی
قائم ہوئی اور اوسکو وہ اختیارات جو تحصیل زر کے لیے ضروری ہین دیے گئے۔ اور اوسکو اجازت دی گئی
کہ وہ سپاہی بھی مقرر کر لے غرض عہدہ کے بڑہتے بڑہتے یہانتک نوبت پہونچی کہ کیا تو وہ زرلگان کے
اوگہانے کے عوض مین حق السعی کا عوضانہ پاتا تہا یا اب اوسکا زمین مین حق ملکیت سمجھا جانے لگا
اور وہ عہدہ دار سے زمیندار ہو گیا۔ اور راجہ بن گیا اور حقیقت مین وہ زمین کا مالک ہو گیا۔ زمین کے
مالک ہونیکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جو اوسکی پیداوار سے منفعت ہو اوسے حاصل کرے۔
جب انگریزی عملداری ملک مین آئی تو پہلے اونہون نے زمیندارون کو بمنزلہ کالکٹر (زرلگان جمع کرنیوالا)
سمجھا اور اونکو بے تکلف بیدخل کرنا شروع کر دیا جب کبھی زمیندار کی زمین کا خراج زیادہ دیر کر کے ادا کی

اس سے حقوق رعایا پر علم کافی بندوبست کرنیکے لائق حاصل ہو گیا ہے بیس برس کے عرصہ میں حالات اراضی
کی و تعدادات پر علم حاصل کرنیکے لئے پانچ انتظام گورنمنٹ سے کیے گئے - مگر ہنوز روز اول ہے اور اوسکی لاعلمی کا حال
ایسا ہی ہے جو پہلے تھا - کلکٹر صاحب بھی اسکی صحیح نہیں تشخیص کر سکتے - زمینداران اور جو حقوق رعایا
جیسا انکی سمجھے نہیں کر گیا ہے - نہ وہ یہاں آدمیوں سے ملتے ہیں نہ انکی زبان جانتے ہیں - سارے کام
جو ہندوستانی افسرانکے ہاتھ میں ہیں اور یہہ عملا ایک ذات شریف ہے جہانتک انکا مقدور ہے
انکی آنکھوں پر پٹی باندہ کر انکی ہاتھ میں دیکر جدہر چاہتے ہیں لیجاتے ہیں - اگرچہ یہہ معلوم ہے
سال زرمالگزاری کسقدر وصول ہوا ہے مگر یہہ کچھہ تحقیق نہیں ہو سکتا کہ آیا ملک میں زیادہ زرمالگزاری
دیسکتی ہے یا جو وہ زرمالگزاری دیتے ہیں وہ انکی بساط سے بڑھکر ہے جیسے وہ سمجھے جاتے ہیں
سر جان شور صاحب لارڈ کورنوالس کے بڑے معتمد الیہ تھے - وہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے لکھتے ہیں کہ
انگلش گورنمنٹ کا نظم و نسق انکی جو ولایت میں ہے وہ یہاں کے حسب حال نہیں - اسلئے اہل ہند کی آسودگی
اور فلاح کچھہ زیادہ نہیں ہو سکتی - ملازمان سرکار کمپنی کو علم و عقل و فراست و ذہن وہ نہیں ہے جو نظامات
ملکی کو آئین اور قوانین کی ترتیب دینے کے لئے چاہئے - جو صاحب گورنمنٹ کے ارکان ہیں وہ ہمیشہ تنزل
کی حالت میں رہتے ہیں - انکے پیچھے اتنے کام لگا دئے ہیں کہ انکو دم لینے کی بھی فرصت نہیں ہوتی - اتنی
مہلت اور جمعیت قلیل کام کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی کہ وہ تدابیر اور انتظام رفاہ ملک کا سوچ سکیں - اور
اوسکو تجربہ کرکے دیکھہ سکیں - مدت ملازمت انکی قلیل ہے کہ انکو تجربہ حاصل ہوا اور اوسکا عمل ہوئے ختم
ہوجاتی ہے - علم اور تجربہ ہونا تو ایک مشکل کام ہے جب تک واقعات اصلی پر خبر نہ ہو وہ حاصل نہیں ہو سکتی
جو صاحب بندوبست کے حاکم مدتوں تک رہے ہیں اونمیں سے دو کو بھی ایک امر پر اتفاق نہیں ہے
بلکہ ایک ہی افسر کی رائے کبھی کچھہ ہے کبھی کچھہ ہے - جو کچھہ کچا پکا علم انکو حاصل ہوا ہے اوس پر اساس محکم
انتظام ملکی کی نہیں رکھی جا سکتی - اگر بعض ظاہری امور واقعی معلوم ہو گئے ہوں اور بعض مخفی امور
نفس الامری پردہ میں رہے ہوں تو ضرور ہے کہ اون تعلقات پر بھی لاعلمی رہی ہوگی کہ جو ان معلوم
اور مجہول امور واقعی میں ہے - پس ایسے علم سے کوئی امر رفاہ خلائق اور ترقی جمہور بہ نسبت زمانہ ماضی کے

زمانہ آئندہ کو نہین پیدا ہو سکتا۔ سر جان شور تمام انتظام کی خرابیان اس جہالت کے سبب سے کہتے
ہین اور جہالت کی وجہ ملازمان سرکاری کو ذمہ کام کی کثرت بیان کرتے ہین۔ مگر یہہ عذر بدنظمی کا
بدتر از گناہ ہی۔ یہہ عذر اون غلطیون کے واسطی ہو سکتا ہی جو خاص یہان کی خصوصیات کی لاعلمی سی پیدا ہوئین
ہون۔ مگر جو غلطیان کہ ایک جہالت امور عامہ اور اصول کلیہ سی پیدا ہوئین ہون وہ ہمیشہ قابل ملامت
ہین۔ الحاصل ان اسباب کی جہت سے لارڈ کورنوالس نے اون احکام کورٹ ڈائرکٹرز کی تعمیل کو ملتوی کر دیا
جو دربارہ بندوبست اراضی و مالگزاری تہی اور چار برس تک تحقیق اور تفتیش کے واسطے دئیے ہوا۔ اگرچہ حقیقت
مین زمین کی مالک وہی تہی جو سب سے پہلی اوسکو آباد کرین مگر آخر کو زمانہ قدیم سی یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے
کہ زمین کا مالک بادشاہ ہی گو فرانسس اور بعض اور صاحبون نے یہہ دلائل بیان کئین کہ زمین کا مالک
حقیقت مین زمیندار ہی مگر اکثر کی رای یہی ٹہری کہ یہان قدیمی دستور کے موافق زمین کا مالک بادشاہ ہوتا
ہے مگر جب طرح کی تحقیقات ہو چکی ہی تو لارڈ کورنوالس نے اپنی شاہانہ فیاضی اور عادلانہ عالی ہمتی
سے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ زمین کا مالک زمیندار ہی خواہ وہ اصل مین تہا یا نہ تہا اور اس تدبیر سے گویا
زمین کی قدر و قیمت کو بڑہا دیا اور زمیندارون پر باب دولت کہولدیا۔ زمیندار کو زمین کے مالک ماننے
مین آسانی یہی تہی کیونکہ پہلے سی ایک شخص جو زمیندار کہلاتا تہا ایسا موجود تہا کہ رعایا سی لگان
لیتا اور سرکار کمپنی کی جمع ادا کرتا یہہ بحث عبث تہی کہ زمین کا مالک کون ہی خواہ بادشاہ ہو خواہ زمیندار
کلام دونو صورتون مین وہی زمیندار کا تہا کہ راجہ اور رعایا کے بیچ مین واسطہ دار تہا غرض سرکار
اور زمیندار کے درمیان تو یہہ تعلق آسانی سے قائم ہو گیا مگر بڑی دشواری اسمین تہی کہ رعایا اور زمیندار
کے درمیان تعلقات کیونکر قائم ہون سلطنت تیموریہ مین جو قاعدے کہ رعایا کی حفاظت و آسایش
کے واسطی کئے گئے تہے وہ کافی نہ تہی۔ زمیندار کسانو پر حد سی زیادہ جبر و ستم کرتے تہی اور اون بیچارے
غریبون پاس سوا لنگوٹی اور گہڑی کے جسمین سب سے بہتر چیز ہوتی تہی کچہہ نہ تہا [illegible]
[illegible] زمیندار اس بات کو مستثنی تہی جو چاہین کرین [illegible] اگر کوئی
ہاتہ زبردست ہو تو اوسکے ظلم و تعدی کو روکا۔ گو قانون اس ظلم کے انسداد کے واسطی ہے مگر غریب

کاشتکار اپنی خوف اور نامردی کے سبب سے اسی مین اپنی عافیت جانتا تہا کہ زمیندار سے نہ بگاڑون
امر کا سمجہنا یا تجربہ بہی اوسکو ثابت ہو چکا تہا۔ قاعدے جو رعیت سے لگان لینیکے تہے وہ مختلف
مقامات پر مختلف تہے۔ اور پہر اور آگے ایسے معاملات پیچ در پیچ تہے کہ انگریز اونکے سمجہنے مین اجنبی تہے
اسلئے اونکے سمجہنے کا قصد ہی چہوڑ دیا۔ رعیت کو زمیندار کے حوالہ کر دیا کہ جاہے جسطرح اوسی ایسا بندہ
کرے۔ فقط ظلم کے روکنے والی چیز ملک کا رسم و رواج تہا۔ کسانون پاس پٹہ تہا کہ جو مدت اوس مین لکہی
ہوئی ہوتی تہی اوسیر کسان اپنی زمین پر قابض رہتا تہا۔ زمیندار یہہ چاہتا تہا کہ زمین سے جسقدر ہو سکے حاصل کیجئے
اور کسان کی حیثیت تہی کہ پرکاہ نہ تہی۔ یہانتک کہ بعض دفعہ نوبت پہونچی تہی کہ زمیندار نے تمام کسان کے
آلات کاشتکاری کو کوڑیون کے مول بکوا دیا اور مویشی کو اوس پاس رکہا۔ غرض قطع نظر جبر و ظلم کے
ملک بہی یون ویران ہوتا تہا۔ انگریزی کلکٹرون نے اپنی یادداشت مین ہست و بود کی بابت بنا بین
تہین اور نہین وہ لکہتے تہے کہ کیا تہا اور کیا ہے۔ غرض اسی معلومات سے بعد تحقیقات کے یہہ امر تشخیص ہوا
کہ اصول بندوبست دہ سالہ کو مستحکم کیجئے۔ مگر اسکے ساتہ ہی یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس بندوبست دہ سالہ کے
ساتہ ہی بشرط منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز بندوبست استمراری کا اشتہار دیا جائیگا۔ یا پہلے بندوبست دہ سالہ
کا تجربہ کیا جائے اور نتیجہ دیکہا جائے پہر بندوبست استمراری کیا جائے۔ مسٹر جان شور جو اوس کام مین دل و
جان سے مصروف تہے اونہون نے کہا کہ ابتک ہم کو علم کافی ایسا نہین حاصل ہوا کہ بندوبست استمراری پر مبادرت
کیجائے۔ بہت سے امور زمیندارون اور رعیت کے درمیان کے ابہی طے ہونے باقی ہین وہ دس برس مین فیصل ہونگے
دس برس تجربہ کے لئے کتنی چاہئین کہ جسسے سرکار کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اپنی جمع مستقل [illegible] اور
زمیندار کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ اوسکو [illegible] کو قیمت گران پر نہین خریدا۔ مگر لارڈ کورنوالس کو
اس بندوبست کے واسطے بڑا اضطراب تہا اونہون نے کہا ہندوستان مین سرکار کمپنی کا ملک ایک تہائی جنگل پڑا
ہے کیا کوئی شخص اس بندوبست دہ سالہ کے اندر سرمایہ اپنے ویران زمین کے آباد کرنے مین صرف کریگا ہرگز نہین۔ تجربہ
تجربہ جو کیا جا رہا ہے تیس برس مین کیا تجربہ حاصل ہوا جو آئندہ امید اسکی کیجائے کہ جب تجربہ ہوگا تو
بندوبست استمراری کیا جائیگا۔ لارڈ کورنوالس کے ذہن مین یہہ امر نقش کالحجر تہا کہ اراضی کی سرسبزی

صرف مالکان زمین کی ذات پر موقوف ہو یا کسی اور طرح سے ممکن نہین - لارڈ صاحب ویرا اونکے مشیرون نے
خیال کیا کہ اراضی کی ترقی اور سرسبزی کے لیے مالکون کے قسمون کو دیکھنا چاہئے تین باتین ایسی ہین کہ وہ مالکو
کے ہاتھ سے ترقی زمین کے مانع ہین اول جہالت دوم بہت کم سرمایہ کا پاس ہونا سوم مزارعین پر بہت کم
اختیار ہونا یہ پہلی بات اس ملک مین بہت سے ہے سوا اون لوگون کے جنکا دل و دماغ تعلیم و تربیت انگریزی
نے مہذب و شائستہ بنا دیا ہے بہت آدمی دولت کی نسبت حکومت کے زیادہ مرتے ہین - زمیندارون کا دل
جیسا کہ کاشتکار و نیز حکومت کرنیکو چاہتا ہے ایسا نہین ہے روپیہ پیدا کرنیکو نہین - اس شوق کو پہلو مین رکھا جاتا
کو یہہ بات تو یہہ معلوم ہوگا کہ وہ زمین کی ترقی مین سب سے زیادہ حارج ہوتی ہے - اس جہالت کا یہ نتیجہ ہے کہ
زمیندار اسیر رہتا ہے کہ کسان میرا غلام بنا رہے جب وہ سر اوٹھاتا ہے تو اوسکے نیچا کرنیکے لیے ایک گہڑ یک ہجاک
مین ملانیکے لیے موجود ہو جاتا ہے پس ساری توجہ اوسکی اسی مین مصروف رہتی ہے اور زمین کی
ترقی قابلیت و پیداوار کا وہ خیال ہی نہین کرتا - تیسری بات یہ ہے کہ جب زمیندار کے پاس سرمایہ کثیر
ہوتا ہے تو وہ بالکل چین کا بندہ ہو جاتا ہے - زمین کے اندر سے پیدا کرنے مین ایسی فرائش دقت
بتدریج قلیل ہوتی ہے اور یہ خیال نہین کرتا اور اسکا اثر اوسکے دل پر نہین ہوتا مگر جو زمیندار کہ سرمایہ قلیل
رکھتے ہین وہ اوسکو بڑھا نہین سکتے اور اراضی کی سرسبزی اور شادابی کی طرف توجہ کرتے ہین حقیقت مین
زمین کی ترقی اوس کاشتکار پر موقوف ہے جسکو یہہ توقع ہو کہ جو اس زمین کی پیداوار بڑھانے اور زیادہ کرنے سے
سے فائدہ ہوگا وہ میرا ہی ہوگا - یہہ توقع جیسا زمین کی ترقی کی زراعت پر اثر کرتی ہے کوئی اور چیز نہین اثر
پس یہہ بات ایک ہندوستان مین ایسی ہے کہ جسکی مثال کہین اور تاریخ مین نہ ہو کہ بادشاہ اور کاشتکار کے
درمیان کوئی اور واسطہ دار نہوتا - و حقوق زمیندار کا بھی معاوضہ کامل ادا ہو جاتا - مگر اب زمین کی ترقی
کے لیے بادشاہ کا حق مالکانہ کاشتکار کو جو زمیندارونکو دیا گیا وہ کاشتکارونکو دیا جاتا تو ایک گروہ کثیر مالدار

امیر ہو جاتا - اور زمین سرسبزی اور شادابی سے نہال ہو جاتی -
جس وقت تک اس بندوبست کی تدابیر پختہ ہوئین انگریز اپنے ملک کے حال سے ناواقف تھے کہ حیران تھے کس قسم
بندوبست کیا جائے بعض کہتے تھے کہ جمع جو ابو الفضل نے لکھی ہے اوسی پر بندوبست ادا ہونی کی جاویگی بعض کہتے تھے

بہت نرم ہو اوسکو بڑہانا چاہیے مگر گورنمنٹ نے ہی کئی سال کا اوسط نکال کر اوسکے موافق بندوبست کر دیا
ولایت سے اسکی ممانعت ہوئی کہ زمین کی پیمائش و حیثیت کی تحقیق مین پڑ کر معاملہ کو جھگڑے مین نہ ڈالین
اور یہہ فقرہ نہایت رعایا پروری کا اس موقع پر لکہا آیا کہ اگر جمع نرم ہو تو اوسکو رہنے دو سخت مت کرو
اسلیے کہ جمع نرم سے رعایا کی دولت بڑہیگی اور رعایا کی دولت بڑہنا عین سرکار کا دولت بڑہنا ہے۔
اس بندوبست کی ہدایتین صوبہ **بنگال** مین ۱۷۸۹ء مین بہیجی گئین اور سال آیندہ مین **بہار** مین اور
۱۷۹۱ء مین اس انتظام جدید کے لیے مجموعہ قوانین کی اشاعت ہوئی۔ اس سال مین تینون صوبون بہار
بنگال۔ اڑیسہ اور **بنارس** سے ۳۰۲۵۴۵۶۳ روپیہ مالگزاری کے وصول ہوئے تہے ۱۷۹۳ء مین
ہر ضلع مین بندوبست دہ سالہ ہوا۔ لارڈ **کورنوالس** کی تحریر کا بندوبست استمراری کے باب مین وہ اثر
کورٹ ڈایرکٹرز پر ہوا کہ اونہون نے اسی سال مین اوسکی منظوری بہی بہیجدی۔ اور آخر کو یہہ اشتہار دیا گیا۔
چونکہ نظر دوسرا زمین اشیا تجارت کو دیکہئے تو وہ پیداوار زمین مین اگر یہان آدمیون کی خوراک کو دیکہئے تو
وہ زمین کی پیداوار ہے۔ غرض سارے کامون کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اسلیے سرکار انگریزی کی توجہ
ان صوبون کے انتظام مین امور ترقی زراعت پر از حد متوجہ ہوئی اول اوسنے سب سے عمدہ تدبیر یہہ کی کہ
اوائل ایام سے تا زمان حال اراضی کی جمع سرکاری کبہی ایک طور پر قائم نہین رہی مگر یہہ سرکار نے ملکیت اراضی کو
زمینداروں کے مفوض کیا۔ اور مالگزاری سرکار ہمیشہ کے لیے بر ایک دوام مقرر کی۔ ان تدابیر سے مالکون کو
اپنی اپنی اراضی کی حیثیت کے زیادہ کرنیکا حوصلہ ہوگا اور جو سرمایہ کہ ترقی زراعت کے واسطے ضروری ہے
وہ اونکو حاصل ہوگا پیشتر حسب ضابطہ کسی ملکیت اراضی زمیندارونکو مفوض نہین ہوئی اور نہ اونکو بلا حصول
منظوری سرکار یہہ اجازت تہی کہ اپنے حقوق مقبوضہ کو منتقل کرین یا باستغراق اراضی روپیہ لین اور طریقہ
سرکاری کا حال سب اراضی کی نسبت یہہ تہا کہ حسب مرضی سالانہ یا اکثر اوقات زمین مین تغیر و تبدیل
ہوتا رہتا تہا اور اوسکی تعداد اس نہج پر مقرر کیجاتی تہی کہ جو لگان رعایا سے ہوتا تہا بابت سر ہنگام
اراضی مزروعہ کے واجب الادا ہوتا تہا اوسکے مجموعہ کا اہلکاران سرکاری تخمینہ کر لیا کرتے تہے اور اوس مین
بعد وضع اخراجات تحصیل کے بطور معمول گیارہ حصونمین سے دس حصے حق سرکار پہنچے جاتے تہے اور باقی ایک حصہ

سببسے کچھہ زبردستی قیمت ٹہرائے گئے تہے۔ افیون کا ٹہیکہ بہی نمک کی طرح سے سلطنت مغلیہ مین دیا جاتا تہا مگر
اب لارڈ کورنوالس نے یہہ ٹہرا دیا کہ افیون بونے والی کو ٹہیکہ دار اس حساب سے قیمت دیا کریں اور یہہ وہ
ٹہیکہ دار سرکار کے ہاتہہ اس قیمت سے افیون بیچا کریں۔ اسسے وہ قاعدہ جو ٹہیکہ دار افیون کے کاشتکارون پر
زبردستی خاص قیمت ٹہرا کر لیوایا کرتے تہے جاتا رہا۔

رعایا اور زمیندار کے درمیان جو ایک سلسلہ جبر وظلم جاری تہا اوسکے انقطاع کے واسطے یہہ قانون مقرر
کیا گیا۔ کہ جو کاشتکار اپنی اراضی کا قبضہ اندازدوازدہ سال رکہتے ہون اونپر بیشی لگان کی نہ
عہدہ داران سرکاری کرسکتے ہین اور نہ زمیندار یا دوسرا واقعی مالک اراضی کا۔ جو اپنی اراضی کی بابت
اقرار نامہ مالگذاری داخل کرچکا ہو اور جو استمرار دار کہ جمع مقرری پر قبضہ اپنی اراضی کا اتنی مدت
نہین رکہتے ہین اگر اونکی نسبت بہی زمیندار نے یا دوسرے واقعی مالک اراضی نے بذریعہ سند کے یہہ لکہدیا ہو
کہ اونپر بیشی لگان نہین کیجائیگی۔ تو وہ اپنے نفع کے واسطے مجاز انحراف شرائط مندرجہ سند مذکور کا
نہ ہوگا بلکہ اوسکو نسبت لگان کے صرف مطالبہ کا پابند رہنا پڑیگا جو برضا ورغبت اوسنے قبول کیا ہوگا
اگر کسی حال مین یہہ ثابت ہوگا کہ زمیندار یا دوسرا مالک اراضی اپنے حق سے زیادہ کاشتکار سے اخذ لگان
کرتا ہے تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اوسے بطور تاوان بقدر دوچند تعداد اوس اخذ بالجبر کے مع خرچہ
نالش فریق دادخواہ کو دلادے۔

لارڈ کورنوالس نے دیوانی عدالتون کے انتظام مین بہت کچھہ ترمیم کی پہلے جو کلکٹر ضلع کا ہوتا تہا
وہ دیوانی کا جج اور فوجداری کا مجسٹریٹ ہوتا تہا۔ اب ۱۷۸۶ء مین حکام کی یہہ مرضی ہوئی کہ یہہ تینون
عہدے علیحدہ علیحدہ ہوجائین۔ بعد تجربہ کے لارڈ کورنوالس نے ۱۱ فروری ۱۷۹۳ء مین اپنی یادداشت
مین لکہا کہ جو انتظام بالفعل ہے اوسمین ہندوستانیون کی حفاظت وحریت کلکٹر کے ذات پر موقوف ہے
اگر وہ نیک اندیش اور انصاف دوست اور شریف اور خوش نیت ہے تو رعایا کی نیک نصیبی ہے اگر اوسکا
مزاج اسکے خلاف ہے تو وہان رعایا کی عجیب کم بختی ہے۔ اگر کلکٹر ظلم کرے تو اوسکے ظلم کا فریادرس وہ
خود ہے۔ گو اوسکے احکام کے واسطے بورڈ ریونیو اور صدر دیوانی عدالت ہے۔ مگر وہ اس قدر

فاصلہ پر رعایا سے ہے کہ وہان آتے ہی آتے تک خرچ کی زیرباری سے غریب مظلوم کا تو دم نکل جائے چونکہ کسی طرح سے
یہہ منظور تہا کہ ملک کی زرعیت اور تجارت کو ترقی ہو اسلئے یہہ تدبیر عمل مین آئی کہ اتبک سرکار اور زمیندار
کے فیما بین تمام تنازعات او تشخیص جمع اور مالگزاری سرکار کی تحصیل کی بابت مقدمات اور دعاوی
متنازعہ فیما بین زمیندار اور اونکے رعایا دیگر اشخاص متعلقہ تحصیل لگان کہ عدالت مال مین رجوع
ہوتے تھے۔ اور ان مالی عدالتون کے حاکم صاحب کلکٹر ہوتے تھے۔ اور اونکے فیصلہ کے اپیل محکمہ بورڈ مال
مین ہوتے تھے۔ اور بنا راضی حکم صاحبان بورڈ کے نواب گورنر جنرل کی اجلاس کونسل کے صیغہ مال مین
اپیل ہوا کرتے تھے پس جبتک حاکمان مال کو یہہ اختیارات تجویز مقدمات مفوض ہین مالکان اراضی
کو جو حقوق دئے گئے ہین اونکی حفاظت پر اطمینان نہین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے اعتراضات ان
عدالتون کی نسبت اس جہت سے بھی پیدا ہوتے ہین کہ اونکی کارروائیان بے قاعدہ اور بطور سرسری اور
اکثر یکطرفی ہوا کرتی ہین۔ اور نیز صاحبان کلکٹر بسبب امورات مالی مین مصروف رہتے ہین تو کار عدالت
کو انصرام یا ملتوی کردیتے ہین۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اگر احیاناً قوانین تشخیص و تحصیل مالگزاری سرکار
سے انحراف کیا جائے تو خود حاکمان مال انحراف کرنے والے ہونگے۔ اور جن شخصون کو کہ اونکے
ایک اختیار کے صیغہ سے ضرر پہنچا ہو وہ امید نہین رکھہ سکتے ہین کہ حاکمان مذکور اپنے دوسرے صیغہ مین جو
صیغہ اختیار کے دادرسی کرینگے۔ علی ہذا القیاس حاکمان مال بوجہ کثرت امورات مالی کے فیما بین مالکان
اراضی اور اونکی اسامیون کے انصاف قانوناً کرنیکے لیے لائق نہین ہین اسلئے کمال زراعت کی اون
ترقیون کی امید ہوسکے جو مطلوب ہین یہہ لازم آیا کہ واسطے حفظ ملکیت اراضی اور اون حقوق کے جو اونسے
لاحق ہوتے ہین کوئی اور تدبیر کیجائے۔ سرکار کو چاہئے کہ جو حقوق اور استحقاق کہ سرکار نے بمنصب توضیح
قوانین کے زمیندار اونکو دئے ہین اون مین دست اندازی بمنصب عاملی نکرے پس لازم ہوا کہ عہدہ داران
مال سے اختیارات عدالت لے لئے جائین۔ سرکار کہ تمام دعاوی مال جب اونکی نسبت بموجب قوانین کے
تنازع ہو جائے کہ عدالت دیوانی مین سماعت کئے جائین جنکے حاکم صاحبان جج بمنصب اپنے عہدہ اور
بنظر نوعیت امور مفوضہ کے اپنے فیصلون کے نتائج مین بالکل بے غرضانہ عمل کرینگے۔ علاوہ اسکے یہہ بھی لازم ہوگا

فیمابین سرکار اور مالکان زمین اور نیز فیمابین مالکان زمین اور اونکے آسامیون کے بلا طرفداری فیصلہ کرین اور
صاحب کلکٹر مال صرف اختیار تجویز کرنے خود اپنے کیے ہوئے امورات کا ہی نہ دیا جاوے بلکہ چاہیے کہ بابت
اون امور کے اونپر عدالت دیوانی مین نالش ہو سکے اور سرکاری مطالبون کو اس قید سے وصول کیا کرین کہ
اگر زیادہ ستانے اور تعدی جو منجانب سرکار اونکو بطالب ذی جائز ہی اونکی طرف سے عمل مین آئے یا جو قوانین
تحصیل کے واسطے مقرر ہین انحراف کرین تو بابت ایسے امر کے خود اونکی ذات پر نالش ہو سکے۔ ایسی
صورت مین کوئی نام ایسا نہ تھا کہ جو حقوق کہ زمیندارون کو از روے قوانین دیے گئے ہین اون مین وہ
دست اندازی کر سکے یا ملکیت اراضی کی اہلیت مین خلل انداز ہو نتیجہ بالضرور اسکا یہہ ہوگا کہ ملکیت اراضی سبب
ملکیتون کے زیادہ بیش بہا ہو جاینگی اور لوگ زراعت کی اون ترقیون کی طرف توجہ کرینگے جو واسطے بہبود
خلائق اور فایدہ ملک کے بدرجہ سادی لابد ہین پس بتاریخ یکم مئی سنہ ۱۷۹۳ع سے عدالتہای مال موقوف ہوئین
اور دیوانی عدالتین اسطرح قایم ہوئین کہ ہر ضلعون اور بڑے بڑے شہرون مین ایک عدالت دیوانی اور
حاکم اعلی جج مقرر ہوا جو کلکٹر سے علاحدہ رہتا تھا اور اوسکے ساتھ ایک رجسٹرار مقرر کیا گیا اور بعض حکام
متعہد اوسکے اسسٹنٹ یعنی مددگار مقرر کئے گئے۔ اور ہر جج کے ساتھ مفتی اور پنڈت مقرر ہوے تا کہ جن مقدمات کا
فیصلہ شرع اور شاستر پر موقوف ہو اونمین فتوی اور بوستہا مفتی اور پنڈت سے لیا جاے۔ اس عدالت کے
ماتحت سب قسم کے آدمی تھے باستثناے اہل ولایت جنکے واسطے سپریم کورٹ مقرر تھا۔ سو روپیہ تک کے
مقدمات کو رجسٹرار فیصل کر دیتا تھا ہر ضلع مین چھوٹی چھوٹی عدالتین مقرر کی گئین اور اونمین ہندوستانی
کمشنر مقرر کئے گئے جو پچاس روپیہ تک کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اونکی تنخواہ کچھہ نہین مقرر کی بلکہ ایک آنہ فی روپیہ
اونکی فیس مقرر ہوگئی جتنے روپیہ کے مقدمات فیصل کرتے اوتنے روپیہ لے لیتے حقیقت مین یہہ لوگ پنچ تھے
جو مقدمات کو سرسری یعنی فقط اپنی عقل کے موافق فیصل کر دیتے تھے وہ عدالت دیوانی کے پیچ پاچ
کے دستورات اور تحقیقات مین نہین پڑتے تھے ضلع کی عدالت مین اونکے فیصلہ کا اپیل ہو سکتا تھا
رجسٹرار اور ان ہندوستانی کمشنرون کے فیصلون کے اپیل مین صاحب ضلع کے جج کا حکم ناطق و نافذ تھا اور پھر اسکے
اپیل نہین ہوتا تھا پہلا اپیل بورڈ اور دوسرا یعنی گورنر جنرل مع کونسل مین ہوتا تھا۔ انکے کام کے بوجھہ

ہلکا ہونیکے لئے گورنر جنرل مع کونسل نے یہہ تجویز کیا کہ ہزار روپیہ کا اپیل نہین سنا جائیگا۔ یہان پر
شاذ و نادر ایسے مقدمات ہوتے تہے کہ جو اس مقدار کے ہون اسلئے گویا اپیل کی عدالت سے ہندوستانی
بالکل محروم کر دئے گئے سوا اسکے اگر مقدار کم بہی کر دی جاتی تو کلکتہ کے جانیکا اور اخراجات ایسے تھے
کہ کون اپیل کرتا تہا۔ اس عیب کے دور کرنیکے لئے لارڈ **کورنوالس** نے چار اپیل کی نئی عدالتین ایک
کلکتہ کے قریب جوار مین اور باقی ڈہاکہ۔ پٹنہ۔ مرشدآباد مین مقرر کین۔ عدالت مین تین جج
اور ایک رجسٹرار اور دو ایک اسسٹنٹ اور قاضی اور مفتی اور پنڈت مقرر ہوئے اور یہہ عدالت
ضلع کی عدالت کے فیصلونکا اپیل سننے لگی اور اوسکو اختیار رہا کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلون کو
منسوخ کرے یا ترمیم کرے یا واپس بہیجدے۔ یا از سر نو تحقیق کرے۔ پہر ان عدالتون پر بہی ایک عدالت
صدر دیوانی مقرر ہوئی۔ اوسکے حاکم گورنر جنرل اور اوسکی کونسل کے ممبر و قاضی القضاۃ و دو مفتی
اور دو پنڈت اور رجسٹرار اور کئی اسسٹنٹ تہے۔ وہ عدالتہای مرافعہ اولی اور ضلع کی عدالتون کے
فیصلونکے مرافعہ اخری کو سماعت اور تجویز کرتی۔ اول ہزار روپیہ تک کے مقدمون کا اس عدالت
مین مرافعہ ہوتا مگر مقدمات کی کثرت ہوئی تو بجائی اسکے یہہ خیال کرتے کہ اپیل کے بہت ضرورت رعایا کو پڑتی
ہے مقدمات کی مالیت کو اپیل سننے کے واسطے زیادہ بڑہا دیا جسے اپیل کرنے والا اور بہی محروم ہو گئے
پچاس ہزار روپیہ کا مرافعہ ولایت مین بہی بادشاہ کے حضور مین بہی پیش ہو سکتا تہا۔ دیوانی عدالت کے
جتنے کام گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوئے وہ سب ایسے پیچیدا تہے کہ بیان سے بہی باہر ہیں اور بڑی
دقت اوٹہانی پڑتی۔ سیکڑون اصطلاحین قانون مین داخل نہین ہوئی اونکے سمجہنے کیلئے تہی سمجہ
درکار تہی عبارتین ایسی مشتبہ اور مغلق تہین کہ صاف صاف مطلب سمجہ مین نہین آتا تہا۔ یہان کے
باشندے دیوانی کی قانون کی پیچیدگیون کے سبب اپنے مقدمہ کو عدالت کے روبرو پیش نہین کر سکتے
تہے اسلئے ضرور ہوئی کہ وکلا بنائے جائین اور شخص جو اہل مقدمہ کی طرف سے مقدمہ عدالت کے لئے
قانون کی موافق پیش کرے مقرر کیا جائے۔ پہر اس فرقہ کی تیاری کے واسطے ایک قانون جاری
ہوا اور وہ فرقہ تیار ہوا۔ اوسکو داخلی فیس بہی مقرر ہوئی۔ پہلے یہان کا دستور تہا کہ حاکم

کرنیکے عوض مین جو تہہ یعنے پچیس فیصدی لیتا تہا اسکو سرکار کمپنی نے موقوف کردیا تہا۔ اوسکی جگہہ فیس مقرر کی جو ہر مقدمہ کے دائر کرنے مین اہل مقدمہ کو دینی پڑتی تہی۔ لارڈ کورنوالس کے نزدیک یہہ بہتر تہے کہ جو جو فیس دادرسی کورٹ کے دینے پڑتے اور اس مقولہ پر اونکا عمل تہا کہ جہان انفصال تنازعات کے لئے عدالت ارزان نہین ہے وہان عدالت ہی نہین ہے۔ اسلئے اونہون نے اس فیس کو بہی موقوف کردیا۔ اور کسی قسم کی فیس باقی نہین رکہی۔ فقط وکیلون کے اور گواہون کی فیس کو قائم رکہا۔ ججون کے واسطے بہی سوا تنخواہ مقررہ کے کوئی اور صیغہ بالائی یافت کا نہین چہوڑا۔ یہہ ایک بڑا احسان ہندوستانیون کی جان پر اونہون نے کیا۔ لارڈ کورنوالس کی توجہہ کچھہ مال اور دیوانی سے فوجداری کی طرف کم نتہی۔ ۔ار نومبر ۱۷۹۰ء کو اونہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ جو ملک تمہارے قبضہ مین ہے اوسکا انتظام درست جب تک نہین ہوسکتا اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت بخوبی نہین ہوسکتی کہ فوجداری کی عدالت کا حسن انتظام نہو۔ اوسکا حال نہایت ابتر ہے مجہے اس امر کا دل سے شوق ہے کہ وہ برائیان جنسے گورنمنٹ کی بیعزتی ہورہی ہے۔ تجارت کے بازار بند ہورہے ہین۔ تمدن اور معاشرت سے رعایا مین خلل پڑرہا ہے اونکا علاج مدارس جانے سے پہلے کردون۔ اونہون نے فوجداری قوانین کی تعمیل کے واسطے چارون صدر فوجداری کی کچہریون کے ججون کو حاکم مقرر کرکے چار کچہریان فوجداری کی قائم کین۔ اور دیوانی کی طرح اس صیغہ مین ایک جج اور اسسٹنٹ اور ہندوستانی افسر اوسکے مددگار مقرر ہوئے۔ اور اونکا کام دورہ کرنیکا مقرر ہوا۔ چارون شہرون مین جہان ضلع کی عدالتین تہین وہان حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کے لئے یہہ مقرر کیا کہ ہر مہینہ مین

ضلع کلکتہ مین چار اجلاس و باقی اضلاع مین سے ہر ایک ضلع مین دو اجلاس ہوا کرین جج ہر سال دو دورے کرین یعنے دورہ اول یکم اپریل سے اول جج اور صاحب جج اور مفتی شروع کرین اور دورہ ثانی دو جج اور ہندوستانی افسر۔ و یہہ صاحبان جج اپنی اپنی قسمت مین جمیع اضلاع کے صاحبان مجسٹریٹ کی صدر مقام مین جایا کرین اور حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیا کرین۔

پس جب یہہ جج دائرہ کے مقدمات مین مقرر ہوئے تو محکمہ اپیل بند ہوجاتا۔ ۱۷۹۳ء مین ہی اسکے

خرابی معلوم ہوئی اور یہہ حکم ہو گیا کہ ایک جج مرافعہ سننے کے لئے دورہ کو نہ جایا کرے۔ مگر مرافعہ سننے کے واسطے قانون
کے بموجب دو ججون کا ہونا ضرور تہا اسلئے اس قاعدہ کا رروائی بخوبی نہ ہوئی اسلئے [illegible] مین حکم ہوا کہ
دو جج دورہ کو جایا کرین سوا ان عدالتون کے صدر نظامت کی بہی عدالت تہی اوسکے حاکم گورنر جنرل
مع ممبران کونسل اور قاضی القضاۃ اور مفتی تہے۔ جب جج دائرہ سائرہ کے ضلعون مین جاتے تو وہان کے
مجرمون کے ثبوت جرم اور عدم ثبوت جرم کے گواہ لیتے اور اونکے اظہار قلمبند کرتے اور اگر مجرم اقرار کرتا تو
اوسکا اقرار لکہتے۔ پہر یہہ کاغذات مفتی اور قاضی کو جو کہ مقدمے کے صاحب جج کے ساتھہ سماعت کرتے تہے
دیتے اور وہ مسلمانون کی شرع کے موافق جو سزا مناسب ہوتی لکہتے اور اوسپر اپنی مہر ثبت کر دیتے
اب اگر صاحب جج اور قاضی اور مفتی کی رایون مین اتفاق ہو جاتا تو مقدمہ فیصل ہو جاتا اور اگر اختلاف ہوتا
تو صدر نظامت کو تمام کاغذات مقدمہ بہیجے جاتے صاحب جج اپنی راے اور سبب اختلاف اوسکے ساتہہ لکہتے
جب جج دورہ سے فارغ ہو کر آتے تو اونکو اپنے تمام کامون کا روزنامچہ صدر نظامت کو بہیجنا پڑتا تہا۔
اور ان ججون سے معمولی رپورٹ مین طلب ہوتی تہین جس سے یہہ معلوم ہوتا کہ کیا کیا برائیان باقی ہین اور اونکی
کیا کیا علاج ہین یہہ کام تو ایک دانشمند اور فرزانہ گورنمنٹ کا ضرور تہا۔ لارڈ کورنوالس نے قانون کی
تعمیل کے لئے یہہ آلات اور اسباب تیار کئے مگر اب سوال یہہ ہے کہ وہ قانون کیا تہا جسکی چلانے کے لئے یہہ کل
بنائی گئی۔ ہندوستانیونکو جو حقوق سرکار کی طرف سے دئیے گئے تہے قانون کا کام یہہ تہا کہ وہ ان
حقوق کی تعریف کرتا کہ وہ کیا ہین اور اونکا انتقض کیا ہے۔ یہہ بڑا نقص تو تمام تہی کہ آدمی قانون
کی تعمیل کے لئے مقرر ہون اور وہ خود قانون موجود ہی نہون۔ ہندو لوگ بطرح مسلمانون اور ہندوون کے
قوانین جو اونکے حفظ حقوق کرتے ہین قرآن شریف اور دہرم شاستر ہین۔ مگر وہ قانون انسانون کے
حقوق قائم کر سکتے ہین کچہہ ہندوستان کی مخصوص نہین سارے خدائی کے لئے ہو سکتے ہین۔ قاضی
اور مفتی یا پنڈت جو اونکے موافق فتوی اور ویوستہا لکہتے خود متردد اور ڈانواں ڈول رہتے غرض جو
کام تہا بے ثبات اور غیر محقق تہا اسلئے جو جسکا جی چاہتا تہا وہ کرتا تہا تہوڑی باتین ایسی تہین جو
قانون کے احاطہ مین آئی تہین باقی عدالت کے لئے کوئی قانون نہ تہا جو عدالت چاہتی وہ بڑے قانون

بنا الیتی جج کے لئی کوئی مجموعہ قوانین نہین بنا سکا وہ پابند ہو کر کام کرتا - اور خلاف اسکی کام کرتا تو سزا پاتا
اپنی لئی وہ آپ ہی قانون بناتا اور آپ ہی اوسکی تعمیل کرتا بعینہ یہہ حال تہا کہ کوئی شخص بعوض بڑی بڑی تنخواہ پر
نوکر رکہہ لے اور تانبے اور چینی کی برتن بہت بڑی بڑی خرید لی مگر کہانیکے لئی کوئی چیز نہ دی - گو یہہ حال تہا مگر
ایسے ہی خیال کرنا چاہی جیسا ہم آگے لکہتے ہین کہ یہہ حماقت کا خیال انگریزون کے دلون مین نہین تہا کہ
خود عدالت اور کچہری ہی قانون ہے - اور جب عدالت مقرر ہو گئے تو کچہہ ضرور نہین ہے کہ قانون اوسکی
تعمیل کے واسطی بنایا جاے بلکہ وہ خود ہی قانون ہے - یہہ کوئی فلسفہ تو تہا نہین کہ ایک حکیم اوسکو بے تجربہ کی
اپنی خیالات سے بنا لیتا - اگر گورنمنٹ ایسی فلسفانہ کام کرتی تو اپنی سفاہت سے اپنی تئین برباد کرتی - غرض
پہلے تجربہ حاصل کرنا ہندوستان کے لئی قانون بنانیکے واسطی ضرور تہا - گورنمنٹ نے یہہ اول سبق پڑہنا شروع
کیا اور بتدریج اوسمین ترقی کی - تجربہ کرنے مین بیشک غلطیان اور نقصان ہوا ہی وہ بیشک ہوا - آخر کو
بتدریج وہ ترقی کی جس سے ملک مین انسداد جرم ہوا - ارتکاب جرم کی تعداد کم ہوئی - زراعت اور تجارت کی
ترقی ہوئی - باوجود ان سب باتون کی لارڈ کورنوالس کی تعریف اس الاقطری کی نہین ہو سکتی کہ
اونہے اس امر کو دل سے چاہا اور زبان سے کہا اور بطور نمونہ مشتی از خروارے کر کے دکہا ہی دیا کہ حقوق رعایا
کے لئے اور جان و مال کی حفاظت کیلے واسطی قانون لکہے جائین اور اونکی وجوہات اور براہین اونکی پیشانی
پر تحریر ہون کہ وہ کسی اصول پر مبنی ہین اور وہ منطبع ہو کر ملک مین شائع کئے جائین اور اونکا ترجمہ اوس
ملک کی زبان مین ہو اور جس طرح ان قانون کی تعمیل ہو وہ قاعدے بہی مقرر کئے جائین - اور تمام حکام
اون آئین کے پابند ہو کر کام کا انصرام کرین - یہہ امر رفاہ خلائق کے لئی ضروری ہے کہ افراد اپنے ملک کی
قانون سے واقف ہون - اور اونکی موافق اپنی حق تلفیون کا تدارک کر سکین - قومون کی ترقی اور تنزل
کا منشا قانون ہوتے ہین - جو گورنمنٹ ایک مجموعہ قوانین مقرر کر کے اوسکے موافق حق رسی رعایا
کی کرتی ہو اور رعایا ان قوانین کو جانتی ہو اور اوسے اپنی حقوق کی حفاظت کرتی ہو - اور جب تجربہ
سے کوئی غلطی اونمین ہوتی ہو تو اوسکی ترمیم گورنمنٹ کرتی ہو تو وہ بہاشی ادا کرتی ہے - قومونکی ترقی اور تنزل کے
اسباب ہمیشہ سے اس مجموعہ قوانین کی حالت پر موقوف ہوتے ہین - رفاہ انسانی کی لئی کوئی

رائے اس امر سے زیادہ فیض رسان انسان کے ہونٹون سے نہین نکلی ہے جیسے یہہ کہ ملک کی
فرمان روائی ایک مجموعہ قوانین کے موافق کیجائے - لارڈ کورنوالس کا مجموعہ قوانین ۱۷۹۳ء
جو قوانین ہند کا دیباچہ ہے دیکہکر ہندوستانیون کو اونکا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہون نے
ہماری لیے بہی رفاہ اور فلاح کا دروازہ کہولا - اور ہر ہندو مسلمان کو بتلایا کہ وہ بہی آدمی ہے
اور اپنے حقوق رکہتا ہے اور اگر وہ تلف ہو جائین تو لوٹا سکتا ہے - لارڈ کورنوالس کی
ترمیم اور اصلاح کا یہہ نتیجہ تہا کہ پہلے جو مسلمانون کے قوانین کے موافق اعضا و انسانی قطع کیے جاتے
تہے - اور سخت سزائین جو ہندوستان کی رسم و رواج کے موافق دیجاتی تہین موقوف ہوئین اور پہلے
جو قرضدارون کو قرضخواہ گرفتار کرکے جبر اور ظلم سے وصول قرضہ مین کرتے تہے - یا زرلگان کے
وصول کرنے مین زمیندار بیچاری غریبون کا سر شکنجہ مین کستے تہے - یہہ سب کے لیے موقوف ہوا اور یہہ مقدمے
اب عدالت مین دائر ہونے لگے - اب ایک صیغہ پولس کا باقی رہا ہے اوسکی طرف بہی گورنر جنرل نے
توجہ فرمائی - ضرور تہا کہ تمام ملک مین پولس ایسا کارگزار مقرر کیا جاتا کہ مجرمون کو عہدہ داران عدالت کی
سراغ رسانی سی امید گریز کی نہ ہے - لوگون کو انکا جرم سی باز رکہنے کے لیے اوسکا ہونا ایسا ہی ضرور
ہے جیسا کہ مجرمون کی سزا جلد از جلد انصاف لازم ہے - یہان دستور کے موافق زمیندارون اور مستاجرون
کے اقرارنامون مین جو عبارت داخل کیجاتی تہی اوسکے موافق اونپر امن امان رکہنا واجب تہا - اور
اگر کوئی چوری اونکے محال یا علاقہ مستاجری مین ہو جاتی تو چور اور مال مسروقہ دونون کا سراغ رسانی
کرکے پیدا کرنا اونپر واجب تہا - مگر اس قرار سے انسداد وارادات اور جرمونکا نہوا بلکہ بہت جگہ جرایم تشدد
اور اور بہت سی بدنظمیون کا ازدیاد اس نہج پر ہوا کہ زمیندار و مستاجرین جو اقرارنامہ کی رو
سے پولس اپنا ملازم رکہتے وہ مجرمون سے گہٹ جاتے اور باہم سازش ہو جاتی - اسلئے گورنر جنرل نے بنظر
محافظت جسم و مال رعایا کی جو اونکے آرام اور راحت اور فلاح عام کے واسطے ضرور ہے یہہ قانون جاری
کیا کہ آئندہ ملک کی پولس پر صرف انہیں عہدہ دارون کا اہتمام رہیگا جو گورنمنٹ کی طرف
سے اس کام کے انصرام کے لیے مقرر ہون اب زمیندارون اور مستاجران اراضی کو حکم دیا گیا کہ

عملہ تھانہ داروں کے اور اہل کاروں پولس کے جو ملک میں امن رکھنے کے واسطے اونکو ملازم رکھنی پڑتی تھی موقوف کر لئے گئے آئندہ تمام زمینداروں اور مستاجران اراضی کو ایسے عملوں کے ملازم رکھنے کی ممانعت ہے۔ اب مستاجروں زمینداروں اون جرائم سرقہ کے جو اونکے علاقہ میں واقع ہوں جوابدہ نہیں ہیں ضلع کے جج کو حکم ہو گیا کہ وہ اپنے ضلعے و علاقوں میں تقسیم کریں اور ہر علاقہ دس کوس یعنی بیس میل مربع کا ہو۔ اور ہر علاقہ میں ایک داروغہ مقرر کرے۔ اور ہزار روپیہ حاضر ضامنی وہی لیجائے ان داروغاؤں کو اختیار تھا کہ وہ حاضر ضامنی پر مجرموں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اب ہم مال۔ دیوانی۔ فوجداری۔ پولس کا انتظام جو لارڈ کورنوالس نے کیا بیان کر دیا ہم ہر انتظام کے نتیجے کو بیان کرتے ہیں مگر وہ کچھ ہم تاریخ کی طرح زمانہ کی قید کے مقید نہیں رہینگے۔

لارڈ کارنوالس کے انتظام کا نتیجہ

(۳) لارڈ کورنوالس ہندوستان کا بڑا محسن تھا جسنے اس فیاضی سے ہندوستانیوں کے حال پر یہہ فیض رسانی کی کہ زمینداروں کو زمین کا مالک بنا دیا اور اونکے ساتھہ بندوبست استمراری کر دیا۔ گویا حقیقت میں ہر زمیندار کو ایک اچھا اور امیر بنانا چاہا۔ مگر اوسنے وہ کام جو برسوں میں ہونا چاہئے تھا دنوں میں کرنا چاہا۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ جس بوجہ کو اوٹھایا ہے اوسکے اوٹھانے کی اوسمیں طاقت کی قدرت نہیں ہے۔ اول تو افسر نہیں ہیں کہ ان کاموں کو انجام دے سکیں۔ دوم جو افسر ہیں وہ ملک کی رسم و رواج اور زبان سے ناآشنا ہیں۔ جو کچھہ زرمالگزاری کا بندوبست ہوا تھا اوسکے نتیجے تھوڑے ہی دنوں میں ظہور ہونے لگے۔ یہہ قانون تھا کہ اگر مالکان زمین زرمالگزاری کو وقت معین پر نہ ادا کریں تو بقدر زر غیر ادا شدہ کے اونکی زمین نیلام کر دی جائے۔ یہہ سرکار نے بڑی حکمت کی کہ اپنے پیچھے دیوانی عدالت میں نالش کرنیکا جھگڑا نہیں لگایا جسمیں وقت ضائع ہوتا اور بڑی دقتیں پیش آتیں غرض یہہ دیوانی کا عذاب رعایا کی جان کو لگایا اور اپنے تئیں اوس سے بچایا۔ یہہ قاعدہ خود سرکار کے حق میں مفید تھا۔ زمینداروں کو مالک زمین کرنا اور اونکو جمع تشخیص کے ساتھہ بندوبست استمراری کرنا اور اوس سے اونکی بہبود اور فلاح اور امارت کی امید کرنا غلطی سے خالی نہ تھا۔ ۱۷۹۶ء میں جو زر مالگزاری نہ ادا ہونے کے سبب سے اراضی نیلام پر چڑہا اوسکا زرمالگزاری ۲۸۷۰۰۰ روپیہ تھا جسکے سبب سے بڑے بڑے زمیندار بہت تباہ و برباد ہو گئے۔ اور بڑے بڑے زمیندار مفلس

گنوار کی طرح محتاج ہوگئے۔ نہ پیٹ کو روٹی تھی نہ بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا تھا۔ جو جلدی تباہی آئی اوسکا
سبب یہہ تہا کہ رعایا نے روپیہ دینے مین توقف کیا۔ سرکار نے تو نئے زرمالگزاری کے وصول کرنیکا طریقہ
زمینداروں سے سرسری مقرر کیا تہا مگر زمینداروں کو رعایا سے لگان وصول کرنیکے لیے بجز دیوانی عدالت کے کوئی
تہی۔ اسلیے ایک راجہ نے لارڈ کورنوالس کو عرضی اس شکایت مین لکہی کہ جو علاقہ گورنمنٹ اور زمیندار کے درمیان
ہے وہی زمیندار اور رعایا کے درمیان ہو۔ اس درستگی بات کی کیا وجہ ہے کہ خود گورنمنٹ سرسری
طریقہ سے زرمالگزاری وصول کرے اور زمیندار کو زرلگان وصول کرنیکے واسطے عدالت دیوانی کے جہلا
جسکے دستورات اور قواعد پیچیدگی سے اوسکا ناک مین دم آجاتا ہے۔ غرض ملک مین زمینداروں کی حالت مین
بڑا تغیر ہوا۔ پہلے ہندوستان کے امیر مسلمان تہے جو حاکم تہے وہ لوگ تباہ ہوگئے اگرچہ اونکے قائم مقام ہوے
اب ہندو بڑے امیر زمیندار تہے وہ اس بندوبست کی کم بختی مین آکر خراب ہوے۔ حقیقت مین لارڈ کورنوا
لس نے جس چیز کی استمرار سے یہہ خیال کیا تہا کہ دولت ملک اور رفاہ خلق زیادہ ہوگی وہ استمرار نہ تہا بلکہ
اوسی سے زمینداری ایسی گردش مین آئی کہ پہلے سے بھی زیادہ متغیر و متبدل ہوگئی عجب چیز کا
لارڈ کورنوالس نے استمرار و استقرار چاہا وہ اور دوار ہوگئی۔ اب اس انتظام کا اثر زمینداروں پر تو معلوم ہوا
اب رعایا کا سننا چاہیے کہ اوسپر کیا گذری۔ لارڈ کورنوالس کو یہہ توقع ہی تہی کہ بندوبست استمراری
کے سبب زمیندار اپنی رعایا کے ساتہہ نیک سلوک کرینگے اور زمین کی حیثیت بڑہانے مین اونکو پوری مدد
دینگے اور اونسے ہمدردی رکہینگے۔ مگر یہہ عجب غلطی جسکا خیال نہ تہا جس وقت کاشتکاروں پر لگان مقرر کر دیا گیا کہ وہ
اسسے زیادہ زمینداروں کو نہ دیں تو پہر زمیندار کی بلا کو غرض تہی کہ وہ اپنی دولت کو زمین کی حیثیت کو
بڑہانے مین صرف کرتا اور اپنی اسامیونکو خوشحال کرتا بلکہ اسکے خلاف وہ تو اونکی تباہ کرنے مین کوشش کرتا
کہ پرانی اسامیان نکلین تو مین نئی اسامیان بلاؤن جو آبادی کے بڑہنے کے سبب سستی مزدوری پر
مل سکتی نہین۔ یہان انکا یہہ قاعدہ ہے کہ بندوبست جب پیدا کرتے ہین کہ بغیر دئے کچہہ بن ہی نہین آتا جب اسامیون نے
دیکہا کہ زمیندار زبردستی روپیہ نہین لے سکتا بعد عمر دیوانی عدالت کی جہنجہٹ کرکے پائیگا تو وہ دیدینگے
اونہون نے زمینداروں سے متمردی اختیار کی اور لگان کے دینے مین توقف کیا۔ زمینداران ناشدنی کی

تہی یاری سے اور تباہ ہوا غرض تعلق جو زمیندار اور رعایا کے درمیان تہا وہ بدل گیا - زمیندار نے رعایا کے سر پر
سے اپنا ہاتہہ اوٹہا لیا - رعایا نے اوسکو اپنا ماں باپ سمجہنا چہوڑ دیا - اب زمینداروں نے جب دیکہا کہ لگان کو نہین
بڑہا سکتے تو اور پچاس طرح کے جہگڑے اسامیوں کے پیچہے پاج خرچ اور گانو خرچ کے شروع کر دیئے غرض انتظام
جدید سے زمیندار کو رعیت کی لوٹ کہسوٹ کا اقتدار تہا اور رعیت کو زمیندار کے دق کرنے کا اختیار تہا - مگر ان برائیون
کو گورنمنٹ نے نہین تسلیم کیا بلکہ ان باتون سے جو ہم نیچے بیان کرتے ہین اور ہی نتیجے نکالے - باقی زر
مال گزاری کی کم رہنے لگے - اور زمینداروں کی جائداد جو گران فروخت ہوئی اوس سے یہہ نتیجہ نکالا تہا کہ جمع
نرم زمین پر مقرر ہوئی ہے اور زمین کی حیثیت اور قدر و قیمت بڑہتی جاتی ہے اور لوگ دولتمند ہوتے
جاتے ہین جو اسقدر گران قیمتوں پر زمینوں کو مول لیتے ہین - اگر یہہ نہ ہوتا تو کوڑیون کے مول
نہین بکتی - پرانے نکمے زمیندار اس انتظام سے چہٹ گئے اور نئے عقلمند اور جفاکش زمیندار اونکی جگہہ
قائم ہو گئے - پرانے درختون کا باغ اوجڑ گیا اور نئے درختون کا نہایت سرسبز و شاداب لگ گیا -
اب عدالت دیوانی کے لئے جو قوانین بنائے گئے تہے اونکا اثر اور نتیجہ دیکہنا چاہئے جب فقط کلکٹر ہی حاکم
تہے تو کوئی ہوس (دربارہ وکلاء رعایا) نے کہدیا تہا کہ ۲۷۰۰۰۰۰ آدمیون کے انفصال مقدمات اور
تنازعات کے واسطے ۵۰ کافی نہ تہے بہت سے آدمی اپنے مقدمات کو پنچایت سے آپس مین فیصلہ کر لیتے تہے یا
گرو یا پیر و مرشد کے مقدمہ کو حوالہ کر دیتے جو وہ اپنی عقل سے اٹکل پچو فیصلہ کر دیتے تہے اور صبر
کر کے بیٹہ رہتے تہے - لارڈ کورنوالس نے جو انتظام کیا تو ایسا کیا عدالتون کو اس طرح سے مقرر کیا
کہ ہر شخص کو اپنی دادرسی کے واسطے عدالت تک رسائی ہو اور کسی کو یہہ شکایت نہ رہے کہ ہم کو منازل
اور مراحل اپنی فریادرسی کے واسطے طے کرنے پڑتے ہین اور حقیقت مین یہہ کام ایک اچہی گورنمنٹ کا
فرض ہے اور عمدہ گورنمنٹ کے معنی یہہ ہین کہ ہر شخص کے دروازہ پر عدالت منتظر حق رسی کے لئے بیٹہی ہو
ایک عدالت کے فیصلہ سے ناراضی ہو تو دوسری عدالت مرافعہ اوسکی تنسیخ یا اصلاح کے لئے موجود ہو
مگر تجربہ نے تہوڑے ہی دنون مین سکہا دیا کہ مرض کے واسطے جو دوا تجویز ہوئی تہی وہ مناسب مرض نہ تہی -
دیوانی عدالتون کے واسطے قوانین پیچیدگی کے سبب سے جج نہایت کم مقدمات فیصل کر سکتے - اور مقدمات کی باقیات کی

دیر لگ گئی۔ اب انصاف و عدل کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب یہ حال تھا تو عدالتوں کی تعداد زیادہ کرنی
چاہیے تھی یا حاکم زیادہ مقرر کرنی چاہیے تھی جس سے زیادہ انفصال مقدمات ہوتا۔ مگر غضب یہ کیا کہ اہل مقدمہ کے
پیچھے بیس طرح کی کڑیں لگا دیں کہ جسکے سبب سے وہ بیچارے عدالت میں مقدمے ہی نہ دائر کر سکیں۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ
جو شخص عدالت میں مقدمہ دائر کرے وہ سزایاب ہو۔ قانون جاری کر دیا کہ جو شخص مقدمہ عدالت میں
پیش کرے وہ اسقدر روپیہ پہلے عدالت میں پیش کرے۔ اس سے زیادہ کیا آسان بات عدالت کے لیے اپنے
کام گھٹانے کے واسطے ہو سکتی ہے کہ ایسا یہ دستور ٹھہرا کر جس شخص کی آمد حیثیت سے کم ہوگا وہ عدالت
میں مقدمہ نہ دائر کر سکے گا اور بالکل کام نہ کرتا ہو تو یہ حکم دیدے کہ جس شخص کا تنخواہ حیثیت معلوم نہ ہوگا
اوسکا عدالت میں استغاثہ نہ سنا جائیگا بلکہ جس شخص کے پاس عدالت کرنے کا مال بہت نقد ہو اور وہ
جہاں چاہیں کرتا ہو اور عدالت پر جاوے تو عدالت اوسکو منہ لگاوے۔ اور غلس جا تو دیکھے کہ بہت سے مقدمات
جو عدالت میں دائر ہوتے ہیں اونمیں یہ امر ضروری نہیں ہوتا کہ فریقین دغابازی سے پیش آتے ہوں بلکہ اکثر
کہ مقدمہ میں ہر شخص کو اپنے حق کے لیے غلط فہمی ہو جسکے لیے وہ سچے اپنا انصاف چاہتے ہوں لیکن
ایسے مقدمات وہاں بہت کم ہوتے ہیں جہاں قوانین کا مجموعہ عمدہ ہوتا ہے حقوق کی تشریح ایسی
ہوتی ہے کہ اونمیں غلط فہمی نہیں ہوتی۔ مقدمات کی کثرت وہیں ہوتی ہے جہاں قانون اچھا
نہیں ہوتا۔ قوانین اور گورنمنٹ بناوٹ اخلاق پہ بڑا اثر کرتی ہیں۔ جہاں وہ برے ہوتے ہیں وہاں
عناد اور فساد زیادہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور عدالت میں مقدمات کے ڈھیر لگتے ہیں۔ دغاباز ایک فریق
دوسرے فریق سے ناجائز فائدہ اوٹھانا چاہتے ہیں۔ عدالت کا خرچہ اس قدر بڑھا دیا جاتا ہے کہ غالبوں
کو موقع نہ ہو کہ وہ اون دونوں کے لوٹنے کی فکر عدالت میں نہ کریں۔ اسی بھاری خرچہ کی سزا میں تو ایسی باتوں
ایسے جرموں کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ اگر عدالت بند کی جاوے مستغیثوں استغاثہ سننے سے تو ایسے
ایسے جرم نہیں کم ہوتے۔

غرض ججوں کے انفصال مقدمات میں وہ التوا ہونے لگا کہ متوسط العمر کو تو یہ توقع سے کرنی چاہیے کہ
پیچھے زندگی میں ڈگری ملیگی۔ بہت سے آدمی جو چالاک اور تندرست ہیں اونہوں نے اپنے مقدمہ کا آپ ہی

فیصلہ کر لیا۔ عدالت کے فیصلے کے منتظر نہ رہے۔ ایسے مقدمات اکثر دیہات کے گانون کے ہوتے تہے کہ زبردست گانون
والے دوسرے گانون گانووالے کو دبا بیٹھے یہہ جانتے تہے کہ عدالت مین برسون مین فیصلہ ہوگا۔ سوا
اسکے یہہ خرابی تہی کہ حاکم یہان کی زبان نہین جانتے تہے اور جس زبان مین تحریر ہوتی تہی نہ وہ یہان
کے حاکمون کی زبان تہی نہ رعایا کی۔ دیوانی عدالت کے قوانین کی پیچیدگی اور انکے دستورات سے یہان کے
آدمیون کو کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ بلکہ جو عدالتین اس نظر سے بٹہائی گئی تہین کہ شخص اپنی دادرسی
اور حق رسی کے لئے عدالت کو اپنے دروازہ پر دیکھے اوسے اور مفسدون اور فسادون کو تقویت
ہوگئی۔ چونکہ قوانین ملکی اہل ملک کے اخلاق پر بڑا اثر رکھتے ہین۔ اسلئے ان قوانین سے بداخلاقی
نے بہی خوب اشاعت پائی۔ رشوت بازی اور دیانتداری روز بروز کم ہونی شروع ہوئی۔ مکاری
عیاری دغابازی بہی شروع ہوئی۔ رعایا کو دزدان راہ سے تو عافیت نہ حاصل ہوئی الا
اور دزدان امین دان کے ہاتھہ مین گرفتار ہوکر رہ لٹے۔ اب فوجداری انتظام کا جسمین پولس بہی
داخل ہے۔ نتیجہ سنئے کہ داروغہ صاحب مقرر ہوتے اونکی تنخواہ پچیس تیس روپیہ ہوتے نہ وہ کچھہ
اپنے کام مین تعلیم یافتہ ہوتے نہ ایسے خصائل رکھتے کہ وہ اس کام کے واسطے زیبا ہوتے۔ اکثر جن
محرر منشی سردار دلال اور ایسے ویسے آدمی ان عہدون پر مقرر ہوگئے وہان اس حکومت کے نشے
مین ایسے مست ہوگئے کچھہ اپنے کام سے کام نہ رکہا۔ چونکہ وہ اپنے افسر سے پچاس میل کے فاصلہ پر
ہوتا تہا کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوتا تہا جو جی چاہتا تہا کرتا تہا۔ اوسکے ظلم وستم کے
افسانے اور داستانین ایسی لوگون کی زبان پر ہین کہ اگر لکہی جائین تو ایک قصہ کی کتاب خوب
مرغوب بنجائے۔ سوا اسکے اگرچہ اسکا تخمینہ کرنا مشکل ہے کہ کہان جہوٹ زیادہ اور کم بولا جاتا ہے مگر
جہوٹ بولنا خوف اور نامردی کی نشانی ہے۔ یہان کے آدمی ہمیشہ قاہر اور جابر حاکمون کے محکوم رہے ہین
اسلئے اونکو جہوٹ بولنے کی بہت عادت ہے۔ اول تو داروغہ صاحب کی عنایت سے مجرم پکڑے جاتے
اور جو کمبختی کے مارے پکڑے گئے تو انکے واسطے عدم ثبوت جرم کے شاہد ایسے موجود تہے کہ حاکم کو فیصلہ
کرنا دشوار تہا۔ توقف انفصال مقدمہ مین اتنا لگتا کہ مجرم کو حوالات مین بیٹھے بیٹھے اتنی مہلت ملجاتی

کہ جتنے گواہ جہوٹے چاہے بنالے۔ دولتمند کو کسی جرم میں سزا نہ دیتے تھے۔ یہاں کے آدمی ایسے بے شرم و
بے حیا ہیں کہ عدالت میں دروغ حلفی کو کوئی جرم نہیں جانتے کسی دوست کی واسطے جھوٹ بولنا اپنی
خوش اخلاقی کا جزو اعظم سمجھتے ہیں۔ کچھ گواہ جھوٹ بولتے کچھ صاحب جج اوسکے مطلب کو ناآشنائی زبان کے
سبب غلط سمجھتے اسے کیا حق انصاف ہوتا! اور اسی سبب سے سرکار کمپنی کے ملک میں ڈکیتی کا وہ بازار
گرم ہوا کہ شاید کسی جگہ ہندوستانی عملداری میں ہوا ہو گویا اس فرقہ کا موجد یہ انتظام جدید فوجداری تھا
چوتالیاں بجاتے۔ ٹھگ لوگ ستونکی رہزنی کا ٹھیکہ دیتے تھے۔ لوٹ مار یہ اودہم کہاتے تھے جس کا اثر
کے گھر چوری ہوتی وہ عدالت میں گھٹے گھٹے پھرتے۔ اسلیے بہلا آدمی انسان تو چوری کی خبر تک کرنیکی
پولیس میں قسم کہائی تھی۔ یہہ مرض ساری گورنمنٹوں کے پیچھے ہمیشہ سے لگا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی تمام
تدابیر کو نہایت صفا جانتے ہیں۔ اور یہ بہی سمجھتے ہیں کہ جو قانون جس مقصود کے لیے ہم جاری کرتے ہیں تو ویسا ہی
ہوتا ہے۔ یہی بلا اس کمپنی کی گورنمنٹ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اگر کمپنی ذرا سی بہی کامیاب
ہوتی تو واہ واہ کا وہ غل مچتا کہ اوسکی آواز انگلستان تک پہونچتی اور وہاں وزرا کی دم بہی کمپنی کی تعریف
اور رعیت اور ساری قوم کے کانوں تک پہونچتا۔ اس پولیس کی بدنظمی آفتاب کی طرح روشن تہی اور
اوسکے خراب نتیجے روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تھے۔ مگر وہ پولیس کے ذمہ نہ لگائے جاتے تھے۔ بلکہ یہاں کی خلائق
کی بداخلاقی کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا اور یہہ کہا جاتا تھا کہ ہندوستانیوں کی عادت نہیں ہے کہ وہ کسی مجموعہ
قوانین کے پابند ہوں۔ اسلیے جب اس سلسلہ میں بند ہو گئے تو ایسے ہی گہبراتے جیسے کوئی نیا
قیدی قفس میں مضطرب و بیقرار ہو۔ اسلیے چاروں طرف سے ان قوانین کا غل مچ گیا۔ مگر رعایا کی بداخلاقی
عین گورنمنٹ اور اوسکے قوانین کی انتہا تھی۔ ایک وجہ یہ بہی بدنظمی کا تھا کہ اس انتظام میں
ہندوستانی بجز ادنیٰ عہدوں کے کسی حکومت کے کام میں دخل نہ رکھتے تھے۔ ہزاروں امیر بیکار ہو گئے
اور ہزاروں سپاہی بے روزگار ہو گئے تھے وہ بہی لوٹ مار کے لیے دہندے لگاتے تھے۔
لارڈ کورنوالس کے مجموعہ قوانین ۱۷۹۳ء پر نظر کر کے یہہ کہنا بیجا ہے کہ انتظام تہا جو کچھ اوسکا
نتیجہ ہوا اوس سے زیادہ متوقع نہیں ہو سکتا تھا جس ملک میں کبہی آدمی نے مجموعہ قوانین کا نام نہ سنا

دستور العمل رہا ہو اوسمین اول اول اس مجموعہ کا ہونا ہی بہت غنیمت تہا۔ چوری - رہزنی -
ڈکیتی - خون قتل ان سب جرمون کا درخت ایسا سرسبز ہو رہا تہا کہ اس مجموعہ قوانین کی آری سے بھی
نہ کٹ سکا اور جو شاخین کاٹین بہی تو وہان سے اور پہوٹے پہوٹ کر پہیلین اور خوب پہپک کر
بڑہین - پہر ہر سال ان مجموعہ قوانین کی ترمیم اور تبدیل ہوتی رہی اور تجربہ کے بعد تجربہ حاصل
ہوتا گیا جسسے یہہ معلوم ہوا کہ یہان کے آدمیونکی خصلت اور عادت کا بدلنا قلم کے دس پانچ ڈہوبونکا
کام نہین ہے - یہہ قوانین یہان کے باشندون کی عادات کے موافق و مناسب تہی اسلئے وہ عام پسند
اور فائدہ مند اونکو نہ معلوم ہوئے بڑا اصول رعایا کی مرفہ الحال اور خوش اخلاق کرنے کا یہہ ہے کہ
اونسے ٹیکس کم لیا جائے - اور اون امور کا انسداد کیا جانا چاہئے کہ ایک دوسرے کو مضرت نہ پہنچا سکے -
اور ایک مجموعہ قوانین بنایا جائے جسسے رعایا اپنے حقوق کو سمجہہ جائے ہم نے جو کچہہ دیر قوانین کے
برائیان بیان کین اونسے یہہ نہ سمجہنا چاہئے کہ وہ اون برائیون سے زیادہ ہین جو قوانین بغیر فقط حاکم
کی رائے سے خواہ وہ کیسی اچہی ہون پیدا ہوتی ہین - اس مجموعہ قوانین کا بننا خواہ کیسا ہی نامناسب
اور برا ہو اس ملک کی خوش اقبالی کا آغاز تہا -

(۳) لارڈ کورنوالس جو مدراس مین دوبارہ آئی تو پہر بنگال نہین گئے بلکہ یہین سے اگست
سنہ ۱۷۹۳ع مین وہ انگلستان کو تشریف فرما ہوئے سرکار کمپنی کے دولت و مال مین اونکی عہد مین جو ترقی
آیا اوسے بیان کرتے ہین - اپریل سنہ ۱۷۹۳ع مین جو مالی سال ختم ہوا تو سرکار کمپنی کو ۸۳۲۵۶۲۸۰ روپیہ کی
آمدنی سب قسم کی ہوئی - اور سب قسم کا خرچ ۷۰۰۷۰۵۰۰ روپئے اسلئے ۱۲۱۱۸۵۷۸۰
روپیہ اس سال مین سرکار کمپنی کو نفع رہا - اس آمدنی مین ۱۹۱۱۴۹۳۰ روپیہ جو ہندوستانی
رئیسون اور ملک مقبوضہ و مفتوحہ سے حاصل ہوا داخل ہے - اور خرچ مین ۷۰۲۴۴۳۰ روپیہ
جو قرض کی بابت سود کا دیا گیا ہے حساب مین لگایا گیا ہے -

ہندوستان مین قرض ۷۹۷۱۶۶۵۰ روپیہ تہا - اور انگلستان مین قرض جسے سرمایہ
کمپنی خارج ہے ۱۰۹۸۳۱۸۰ روپیہ - سرکار کمپنی نے سنہ ۱۷۸۹ع مین اپنے سرمایہ مین ایک کروڑ روپیہ

لوگون کے دلون پر بڑا اثر کیا اور اس عالی دماغ مدبر نے کہا کہ اب یہہ امر یقین کے مرتبہ کو پہنچ گیا
ہے کہ آئندہ ہمیشہ دولت کی آمدنی ہندوستان سے روز افزون رہیگی۔ وہ ہماری دولت کا خزانہ اور سرچشمہ
رہیگا جس سے دولت کے دریا بالکل کر ہماری ملک کو رونق دیتے رہینگے جب صاحب یہہ کہہ چکے اور اپنی خوش بیانی
کی تاثیر سے لوگون کو حیرت اور تعجب مین ڈال چکے تو یہہ فرمایا کہ فقط اس
خیالی امر پر کہ آزادی تجارت سے قوم کو زیادہ فائدہ ہوگا اس واقعی امر سے جو عملاً انکھون کے روبرو
دیکھنے مین آیا ہے تم ہیچ جو دوگے کہ سرکار کمپنی کا اجارہ ٹوٹ جائے۔ اب اس کمیٹی تحقیقات تجارت نے آزادی
تجارت کی درخواست دینے والونکو جواب دیا کہ قومی اغراض اور فائدون کے واسطے ضرور ہے کہ ہندوستان
کی گورنمنٹ اور تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کے ہاتھہ مین ہے۔ ڈنڈس صاحب نے دلائل اس اجارہ
کے لئے یہہ بیان کین کہ اگر سب ارباب تجارت سے وا ہو جائے تو سرکار کمپنی اپنا قرض نہین ادا کر سکیگی
اور تجارت جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے وہ کم ہو جائیگی اور یقین ہے کہ یہان سے لوگ نقل مکان کر کے
ہندوستان مین جا بسینگے جس سے انگلستان کی قوت کم ہو جائیگی غرض انہون نے اس کمپنی کے
ٹوٹ جانیکی اور خرابیان بہی بیان کین کسی نے ان دلائل کی تائید کی کسی نے تردید کی سب کا
نتیجہ آخر کو یہہ ہوا کہ بیس برس کے واسطے اور سرکار کمپنی کو اجارہ مل گیا اور اوسمین یہہ اصلاحین ہوئین
بورڈ کنٹرول اب تک پرائیوٹ کونسل بادشاہی کا ممبر ہوا کرتا تہا اور کچہہ تنخواہ اپنے خاص کام کی سبب سے نہین
پاتا تہا اب یہہ ٹہرا کہ وہ تنخواہ پایا کرے اور اس عہدہ کے لئے یہہ قید نہ رہی کہ جو بورڈ کنٹرول ہو وہ ممبر
پرائیوٹ کونسل بہی ہو دوسری ترمیم یہہ ہوئی کہ اور تاجرونکو بہی اختیار دیا گیا کہ وہ تین ہزار ٹن
(۳۰۰۰ ٹن) مال با سرکار کمپنی کی جہازون مین لیجایا کرین اور اوسمین کوئی سامان جنگی اسلحہ
اور اسباب کا نہ لیجائین۔ اور سرکار کمپنی جس بہاؤ سے اشیا کو بہیجتی ہے اوسی بہاؤ سے بہیجین غرض
تمام اون قیود کا پابند رہین جو سرکار کمپنی اونکے لئے تجویز کرے مگر یہہ تجارت ان جہگڑون کے سبب سے
کچہہ بارونق نہ ہوئی۔ ولبرفورس صاحب نے یہہ درخواست بہی دی کہ مشنری اور معلمان [illegible]
ہندوستانیون کے تلقین اور تعلیم کے لئے بہیجے جائین۔ اس درخواست کو بہی ڈنڈس صاحب نے نہ چلنے دیا۔

اوسکی بہت خرابیان مبتلا ہین غرض جو ۱۷۹۳ء مین سند سرکار کمپنی کو ملی اوسے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک اہل انگلستان کے خیالات تنگ وتاریک تہے اور نہ اونمین وہ وسعت تہی جو اب ہے وہ روشنی تہی جو اب چمک رہی ہے اول تجارت وحکومت کو ایکمین شامل کرنا دانشمندی سے بعید تہا تجارت کا کام تو صرف یہہ ہے کہ وہ کام کیجیے جسے حاصل ہو سیم وزر حکومت کا مقتضا عدالت اور انفصال حقوق ہے ان دونون مین تباین ہے پہر تجارت کی جان آزادی ہے اس آزادی کی اونہون نے گردن مروڑ دی اور اجارہ جو تجارت کے حق مین زہر ہے وہ اوسکو پلا دیا جس سے تجارت بیجان ہو گئی بعض مدبران سلطنت یہہ خیال کرتے ہین کہ سرکار کمپنی تجارت بہی خوب کرتی ہے اور حکومت بہی بہت اچہی طرح کرتی اوسکی برابر دنیا کی پردہ پر کوئی گورنمنٹ ایسی نہین ہے کہ وہ ہندوستانیون کی ترقی اور آسودگی کے لیے اپنے اغراض اور فوائد سے قطع نظر کرتی ہو حکومت کا برا اور اچہا ہونا ایک امر اضافی ہے اگر سرکار کمپنی کی حکومت کیہہ کہئے کہ وہ شائستہ اور مہذب قومون پر جو آج کل یورپ مین ہین اچہی تہی تو اوسے کچہہ اوسکو نسبت نہین اگر یہہ کہئے کہ پٹہانون کی وحشیانہ سلطنت سے زیادہ عمدہ نہین تو یہہ امر مشتبہ ہے۔

فصل سوم

سرجان شور کا عہد سلطنت

(۱) لورڈ کورنوالس صاحب کے بعد اونکی کونسل کے ممبر سرجان شور انکے منصب عالی پر سرفراز ہوئے لارڈ موصوف کا نام اس ملک مین جبتک یادگار بندوبست استمراری ہندوستان مین برقرار رہیگا۔ پارلیمنٹ اور کل اہل انگلستان کے دل مین لڑائی سے نفرت پیدا ہوکر جوش مار رہی تہی اسلئے اونکا خیال ہوا کہ کوئی ایسا شخص ہو جسکی عادات سلامت روی اور انتظام ملکی مین سلیقہ مندی کا دلون پر بہی وقعت اور اعتبار رکہتی تہین۔ اسلئے وہ اونکو ایسا عالی دماغ اور روشن ضمیر جانتے تہے جیسے حقیقت مین وہ نہ تہے۔ سرجان شور نے اس عہدہ جلیل القدر کا کام لیا ہی تہا کہ بنگالہ کا نواب مبارک الدولہ چہبیس برس کی عمر مین تیئیس برس فقط برائے نام سلطنت کرکے اس جہان

سے بالا بارہ بیٹے اور ایک جن بیٹیاں اپنے پیچہے چہوڑین اونہین سے ۲۸ دسمبر ۱۷۹۳ء کو وزیر الدولہ
مسند نشین ریاست ہوا یہہ پہلا معاملہ جو گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا اور اوسمین اونکو اپنی عقل و ذہن کو کام
مین لانا پڑا وہ نظام اور مرہٹون کا باہم فساد تہا۔ گو یہہ دونو ٹیپو سلطان کے لوٹ لینے کے لیے انگریزون کے
ساتہہ متفق ہو گئے تہے مگر اس اتفاق چند روزہ نے اونکے کینہ دیرینہ مین تغیر نہین پیدا کیا۔ انگریز اور نظام
اور مرہٹے تینون ٹیپو سلطان سے دلی نفرت رکہتے تہے لڑائی سے پہلے تینون مین آپسمین معاہدہ ہوا تہا کہ
اگر سلطان ٹیپو سے صلح ہو جائیگی اور پہر وہ کسی ایک فریق کو ستائیگا تو پہر تینون متفق ہو کر اوسکو سزا دین۔
مگر لارڈ کورنوالس نے یہہ حکمت عملی کی تہی کہ اس معاہدہ کی تکمیل و تعمیل بعد جنگ قرار دی تہی۔
کیونکہ اس دانشمند کا مقصد اس معاہدے سے یہہ تہا کہ انگریزون کی محافظت ہو جائے نہ یہہ کہ ان دونون
رفقاء جنگ جو کی ناحق خون ریز لڑائیون مین اپنے تئین پہنسائے۔ لڑائی کے ختم ہوتے ہی اس دور اندیش
نے یہہ سوچا کہ اب مرہٹون اور نظام مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگا۔ معاہدہ کو یون ترمیم کیا کہ اگر ہم رفقا
مین سے کسی ایک کو کوئی حملہ آور ستائے تو باقی رفقا کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب جانین اور اپنی کمک کو حق انصاف
سمجہین تو استعانت اور استمداد کرین ورنہ اونپر کچہہ امداد کرنا واجب لازم نہین ہے۔ غرض یہہ عہدنامہ
بہی عجیب و غریب ہو گیا اور اوسکا عدم وجود برابر ہو گیا۔ اب کسی فریق پر نقض عہد کا الزام نہ لگا۔
مسودہ اس عہدنامہ کا حیدرآباد اور پونہ مین بہیجا۔ نظام کو یہہ یقین تہا کہ فقط انگریزون کے ساتہہ
ایک جہتی رکہنے مین ہر طرف کے خطرون سے نجات ہے۔ اسلئے وہ اس عہدنامہ سے زیادہ انتفاع حاصل کرنا چاہتا
تہا۔ ٹیپو سلطان سے ابہی اوسکا ایک جہگڑا شروع ہو گیا تہا کہ نواب کرنول اوسکے تابعین مین سے تہا۔
سلطان اوسکو اپنا تابعین مین سے بنانا چاہتا تہا جب نظام نے اس معاملہ مین انگریزی استعانت کو اس
عہدنامہ کے منظور کرنے مین مشروط کیا تو گورنر جنرل اوسپر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کہ تم نے بڑی گستاخی
کی ہے اسلئے بیچارے نظام کو عفو خطا کے لیے بہت تملق انگریزون کا کرنا پڑا۔
مرہٹون کی حکومت گو قلمرو مین وسیع تہی ویسی ہی اونکا مزاج متلون تہا۔ نانا فرنویس جو پونہ مین
مدار المہام تہا جب دیکہتا تہا کہ سیندہیا کا غلبہ ہے تو انگریزی استعانت کا جویا ہوتا اور اونسے معاہدہ مین

اونکے کہنے پر کچھہ خیال نکیا تہا۔ اسے کہ نظام اور مرہٹون مین معرکہ جنگ برپا ہو رہا تہا واجی سیندیا مر گیا
رزیڈنٹ پونہ کو یہہ خیال ہوا کہ اوسکے مرنے سے مرہٹون مین ایسے انقلابات پیدا ہونگے کہ نظام اور مرہٹون
مین انگریزون کو مصالحت کرادینا آسان ہوگا۔ مگر گورنر جنرل نے فقط اس بات پر ساری توجہ اپنی
کی کہ دربار پونہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نکرون۔ نظام کی طرفداری مین فقط زبانی باتین بنایا کیا
اور کچھہ نکیا۔ مہاداجی سیندیا کا بہتیجا دولت راو سیندیا فوج کو جمع کرکے اپنے چچا کا قائم مقام
ہوگیا۔ آخر کار وہ طوفان برپا ہوا جسکے آثار پہلے نظر آتے تہے۔ نظام بیدر کو روانہ ہوا۔ کچھہ اس خیال سے
نہین کہ اول وہ خود ہی جاکر لڑائی شروع کرے بلکہ اس خیال سے کہ مرہٹون کے معاملات خانگی مین
دخل پیدا کرے پہلے اس لیے کہ وہ اپنا لشکر اوسپر چڑہا کر لائین۔ مارچ ۱۷۹۵ء مین دولت راو سیندیا
ساہو کو لیکر نظام کی طرف چلا۔ اسوقت سلطان ٹیپو نے بہی مرہٹون کی امداد کا قصد کیا مگر اوسکو اپنی
ہی فقط ایسی پیش آئی کہ وہ مرہٹون کے لشکر کے ساتہہ نمل سکا۔ اور نظام اوسکی طرف چلا۔ اور ایک لڑائی
ہوئی۔ دونو لشکرون مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوا اور کسیکو فتح نصیب نہوئی۔ مگر نظام کی گہر کی عورتون
نے واویلا مچا کر میدان جنگ سے رات کو اوسے اپنے پاس بلا لیا۔ ایک چہوٹا سا قلعہ کرڈل تہا اوسمین وہ
پناہ گزین ہوا۔ یہان آکر مرہٹون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور رسد کی راہ سب طرف سے بند کردی۔ چند ہفتہ
نظام یون گہیرے مین گہرا رہا۔ آخر کو ایسا مجبور ہوا کہ مرہٹون نے جو شرائط پیش کین اونکو منظور
کرکے صلح کرلی۔ اگرچہ شرائط صلح کی تصریحا نہین معلوم مگر مرہٹون کو سوا اونکی سابق کے دعوون
کے تسلیم کرنیکے اوسکو تیس لاکہہ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک و تین کروڑ روپیہ اور دولت آباد کا
مشہور قلعہ دینا پڑا۔ ایک کروڑ نقد دیا گیا اور باقی روپیہ کے واسطے پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی قسط
ٹہری۔ اور اسکے واسطے اپنے وزیر عظیم الامرا کو اول مین دینا پڑا۔

اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انگریزون کی اعانت نظام اونسے عالی جاہ تو اوسکی عوض
مین اونپر واجب تہا کہ وہ اونکی استعانت کرتے مگر کیونکر کرتے کیا یہہ کرتے کہ کچھہ سپاہ اپنی نظام پاس
بہیجتے اور کچھہ مرہٹون پاس عہدنامہ مین یہہ شرط ٹہری تہی کہ تینون رفیقون مین کوئی کسی رفیق کے

بالاستقلال قائم ہوجانا اور بتدریج اپنی معراج پر پہونچ جانا ثبوت کامل اس امر کا ہے کہ اوسمین وہ
صفات موجود تہین جو سلطنت کی نیک نامی اور عزت کے لئے ضرور ہین۔

نظام انگریزون کی ان حرکتون پر ایسا آزردہ خاطر ہوا تہا جیسا وہ اس بات پر دل مین جل بہن کر خاک
ہوا کہ وہ دو پلٹنین انگریزی جو اوسکی سرکار سے تنخواہ پاتی تہین میدان جنگ مین مرہٹون سے لڑنیکے لئے
منع کی گئین۔ اوسنے سوچا کہ جب سپاہ جسکے لئے یہہ زر کثیر صرف کیا جاتا تہا مرہٹون سے لڑنے کے کام کی نہین ہے
تو اوس سے کیا فائدہ ہے بلکہ نقصان ہے۔ اسلئے اوسنے حیدرآباد مین پہونچکر تہوڑے دنون بعد ان دونون
پلٹنون کو اپنی خدمت سے جدا کر دیا اور وہ سرکار کمپنی کے ملک مین چلی گئین۔

بوسی کے زمانہ سے کبہی ایسا نہین ہوا تہا کہ فرانسیسی فوج صوبہ دار دکن کی خدمت گزار نہ رہی ہون۔ ٹیپو
کے لڑنے مین بہی اوس پاس دس پلٹنین قواعد دان نہین جسکے افسر فرانسیسی تہے اور اوسکا سپہ سالار موشیر
ریمون تہا۔ وہ اپنی نوعمری سے سپہ گری کا کام کرتا تہا پہلے اس پاس تین سو آدمی تہے جنکے ہتیار
اوسنے اپنے ایک ہم وطن سے اٹہارہ آنہ مہینہ پر کرایہ لئے تہے مگر وہ بہرحال نظام کے ہان روز بروز بڑہتا گیا
اور بڑا سپہ سالار اونکا ہو گیا۔ گو وہ فن سپہ گری سے خوب ماہر نہ تہا مگر جوڑ توڑ لگانی اوسے خوب آتی تہی
اب نظام نے اپنی لشکر کی موجودات لیکر اوسکی سپاہ کی تنخواہ اور خرچ کے واسطے ایک ملک کا حصہ مخصوص کر دیا
اور سرکار کمپنی کی سرحد پر کڑپاہ اور کمم مین سپاہ لیکر بہیجا۔ غرض اوسنے انگریزون کے جلانے کے
لئے فرانسیسو پر مہربانیان کرنی شروع کین۔ رزیڈنٹ انگریزی نے جب یہہ حال دیکہا تو اوسنے نظام سے
کہا کہ اس سپاہ کو واپس بلا لو نہین انگریزی لشکر اوسکی سرحد پر بہیجا جائیگا۔ اب انگریزون کو اور
زیادہ خوف اس سے پیدا ہوا کہ اونکے پاس چند فرانسیسی ہزار نہون نے بہاگ کر موشیر ریمون سے
ملنے کا قصد کیا تحقیق نہین معلوم ہوتا کہ نظام کی نیت تہی۔ ۲۸ جون ۹۵ء کو اوسکا بڑا بیٹا
عالیجاہ باغی ہو گیا۔ اسلئے نظام نے کڑپاہ سے موشیر ریمون کو بلا لیا۔ اوسنے عالی جاہ کو پکڑ کر
نظام کے حوالہ کیا جسنے اوسے قید کیا اور تہوڑی ہی دنون مین اس قید مین قید حیات سے رہا ہوا۔ اب
نظام کو انگریزون سے بالکل مایوسی ہو گئی تہی کہ وہ مرہٹون کی محافظت مین اوسکی امداد نہ کرینگے۔

اسلئے وہ فرانسیسیوں سے اپنا زیادہ توسل ڈھونڈھتا تہا۔ اور سپاہ کے نشان اور علم فرانسیسی وضع کی سپاہ میں
قائم ہونے لگے۔ سرکار کمپنی کی سرحد پر یہ سپاہ متعین تھی۔ اور اسکے افسروں نے مدراس کی انگریزی پلٹن
کو بہکا کر باغی بنا دیا۔

انگریزی گورنمنٹ کو یہ فرانسیسیوں کی ترقی نظام کے ہاں ناگوار خاطر تھی۔ نظام نے پھر انگریزوں سے
کہا کہ میں ابھی اس سپاہ کو موقوف کئے دیتا ہوں اگر انگریز یہ حامی بھریں کہ وہ اتنی اپنی سپاہ کا انتظام
کر دیں کہ اوسکی حمایت اور حفاظت کے واسطے کافی ہو۔ بعض اہلکار انگریز اسلئے مستعد کئے گئے
کہ وہ نظام کی خدمت گزاری سے اعزاز اور اعتبار پیدا کریں مگر فرانسیسیوں نے اونکی دال نہ گلنے
دی اور اس تدبیر خام سے کوئی کام نہ نکلا۔

(٢) نظام کو ان واقعات سے کچھ فائدہ ہوا ہو مگر انگریزی گورنمنٹ کو اس سے نقصان نہیں پہنچا
ان دنوں میں ٢٧ اکتوبر ١٧٩٥ء کو نوجوان پیشوا مادھو راؤ نے خودکشی کی۔ اوسکے نام سے جو بڑے
بڑے سردار ریاست اور امارت کرتے تھے۔ اور اپنی عظمت و شان کے جو طالب تھے اب اونمیں
آپس میں سازشیں اور کارسازیاں شروع ہوئیں۔ نانا فرنویس یہ چاہتا تھا کہ ایک طفل خورد سال کو
گدی پر بٹھا کر میں خود پیشوائی کروں۔ سیندھیا باجی راؤ کو لیکر آگے ہوا تہا اور اوسکو وارث سلطنت
سمجھتا تہا اور اوسکو تخت نشین کرانا چاہتا تہا۔ نانا فرنویس نے اپنی کارسازی کے واسطے نظام سے
مدد شروع کی اور اوسکے وزیر عظیم الامرا کو چھوڑ دیا۔ اور کہرڈلا کا ملک جو ابھی لیا گیا تہا وہ واپس دیدیا
دولت راؤ سیندھیا اپنی سپاہ کو لیکر پونہ میں آیا اور باجی راؤ کو مسند ریاست پر بٹھایا۔ نانا فرنویس
اوسکے سامنے کچھ نہ کر سکا۔ سیندھیا نے بھی نظام سے مصالحت کر لی۔ غرض سوقت انگریزوں نے اپنے رفیق
دلی نظام کو ایک زبردست قوی دشمن کے ہاتھ سے چھوڑ دیا تہا مگر دشمنوں کی آپس کے نفاق نے
اوسکو سنبھال لیا اور بچا دیا۔

(٣) اوائل اگست ١٧٩٢ء کو جنرل میڈوز کی جگہ سرچارلس اوکلی گورنر مدراس ہوئے اور ستمبر ١٧٩٤ء
تک اپنا کام کرتے رہے اور انکی جگہ لارڈ ہوبرٹ گورنر ہوئے ١٣ اکتوبر ١٧٩٥ء نواب محمد علی خان

والاجاہ اٹھتر برس کی عمر میں اس دنیا کی کشمکش سے رہا ہوئی - اور عمدة الامرا اونکا بڑا بیٹا جانشین ہوا
لارڈ کورنوالس نے جو ایام امن میں ۱۷۹۲ء میں شرائط روپیہ دینے کی ہوئی تہین وہ روپیہ قرض لیکر
پوری ہوتی تہین لوگ مجبور روپیہ قرض دیتے وہ اوسکے بدلے مین ملک کا کوئی حصہ لیتے وہان جاکر رعایا پر وہ
ظلم کرتے کہ جسکی مثال دنیا مین نہین - برابر اس جبر و ظلم سے ملک ویران و بے چراغ ہوگیا تہا - جب
عمدة الامرا مسند نشین ہوا تو لارڈ ہوبرٹ نے اوس سے کہا کہ وہ بعض اضلاع کو حوالہ کرے - اور جس
مہینہ مین نواب مرا تہا اوسی مہینہ کی ۱۳ کو گورنر جنرل نے ایک اسکے گورنر مدراس کو بہیجا اور
اوسمین لکہا کہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کرناٹک کی آمدنی کا کام آگے نہین چلے گا تمام
بنک انگریزی اور ملازمان کمپنی نواب کو روپیہ قرض دیتے جاتے ہین اور سود پر سود چڑہاتے جاتے ہین
اور نواب کے اور اوسکے ملک کے مالک بنتے جاتے ہین - رعیت پر روز بروز وہ ظلم کرتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
ملک کو ویران کرتے جاتے ہین - یہہ ویرانی ملک آمدنی کو اسقدر کم کردیگی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ نہین
وصول ہوگا گو بہت سی تدبیرین کی گئین کہ لوگ نواب کو روپیہ قرض دین مگر کوئی اونمین کارگر
نہوئی اور نہ ہوگی جب انگریزونکو ممانعت کیجاتی ہے تو وہ ہندوستانیون کے نام سے قرض دینے لگتے ہین
اگر سرکاری قسطین نواب ادا کرے تو ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ اوسکی آمدنی سے روپیہ کا پورا
پڑے اسلئے لارڈ ہوبرٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ جو اضلاع سرکار کمپنی کے روپیہ کی کفالت مین ہین وہ
نواب کی عملداری سے بالکل علیحدہ کرلیے جائین تاکہ روپیہ کے وصول ہونے پر بہی اطمینان ہو اور رعایا
بہی سود لیونکے ہاتہہ سے نجات پائے اور اوسنے نواب سے یہہ بہی کہا کہ اگر وہ یہہ منظور کرلے تو بیس لاکہہ
روپیہ وہ چہوڑ دیگا - گورنر جنرل نے اسی رائے سے اختلاف کیا اور یہہ چاہا کہ نواب سے کل ملک اخذ کر لیا جائے
غرض ملک کی خواہان دونو گورنمنٹین تہین مگر فرق اتنا تہا کہ ایک بالجبر لینا چاہتی تہی اور دوسری
بالکل لینا چاہتی مگر بالرضا اور اگر نواب کی رضا نہو تو اس کام کو کرنا نہین چاہتی تہی غرض بات آگے
دونو گورنمنٹون مین مباحثونکا طول کہنچ گیا نواب خوشی ملک دینے پر راضی نہین ہوا - فقط نام ہی کی نوابی
پر دم دیتا تہا اوسنے کہا کہ یہہ درخواست گورنمنٹ کی مین نہین منظور کرسکتا - مگر یہہ اوسکی سمجہہ کا پہیر تہا

سوا اوسکو بہی موت کے منہ مین ڈالدیا۔ نواب اودہ کی صلاح کر اوسکا بڑا بیٹا محمد علیخان باپ کا جانشین ہوا۔ مگر اوسکا چہوٹا بہائی غلام محمد غضب بلا کا بنا ہوا تہا۔ اوسنے جہٹ بہائی کو گرفتار کر کے ملک عدم کو رخصت کیا اور نواب اودہ کو بیش بہا تحائف بہیجکر درخواست کی کہ مجہے نوابی مرحمت کیجئے۔ اوسکی عوض مین خراج و باج مجہسے زیادہ لیجئے۔ نواب تو مجہہ نیم راضی سے ہو گئے مگر یہہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کے مرضی کے طی ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوسنے غلام محمد کی جانشینی سے انکار کر دیا۔

مگر ایک ور تماشا کیا کہ یہہ تجویز ٹہری کہ فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودہ کو دیدیجئے۔

یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ بے گناہ گار اور بے گناہ دونو کو ہوتی ہے غلام محمد تو باغی تہا اوسکو سزا ہونی چاہئے مگر جو خاندان کہ اوسکے ہاتہہ سے ستم رسیدہ تہا اوسپر کیون ظلم توڑا جائے۔ سوا اسکے فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اوسکا ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک ظالم گورنمنٹ کے حوالہ کرنا کب انصاف تہا۔ سوقت سر رو برٹ ابیر کرومبی کی بہ جانشینی وتیز ہوشی کام کر گئے وہ نواب ہی کی فوج لیکر غلام محمد کے سر جا پہونچے۔ اور ٹہوڑا ہی اوسکو شکست دی۔ اور پہر آخر کو یہہ عہد و پیمان ہو گئے کہ فیض اللہ خان جو خزانہ چہوڑ مرا ہے وہ تو نواب آصف الدولہ لے لے اور جاگیر بدستور قائم رہے اور اوس مین نواب مرحوم کا بیٹا تہا سو آصف جاہ باپ کا جانشین ہو۔

(۹) نواب آصف الدولہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تہا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تہا اگر کوئی بڑا قرض ادا ہوتا تہا تو اوسکے لئے نیا قرض لیا جاتا آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا تہا سود پر سود بڑہتا جاتا تہا۔ اوسکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن سے قلبی نفرت تہی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتا تہا جہاؤلال پر مرتا تہا اوسیکو اپنا وزیر بنانا چاہتا تہا اس ظلم و لفظی کی خاطر اوسنے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتہہ مین لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا۔ انگریزی سپاہ روز بروز اوسکے ملک مین بڑہتی جاتی تہی وارن ہیسٹنگز کی وقت مین ایک بریگیڈ سپاہ رہتی تہی لارڈ کورنوالس کے زمانہ مین دو بریگیڈ رہنے لگے اور پچاس لاکہہ روپیہ

اوسے لیجانے لگے اب اوربہی زیادہ سیاہ ہوگئی - ۲۲ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے لکہا کہ
بنگال مین جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارونکی ہین اونمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی
کا خرچ نہ بڑہے اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جائے کہ وہ اپنی بکمی سوار موقوف کردے اور انکی تنخواہ کی
بچت سے ان سوارون کی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرے جب نواب سے یہہ درخواست کی گئی تو اوسنے صاف انکار کردیا
مارچ ۱۷۹۷ء مین گورنر جنرل لکہنؤ مین خود گئے دو مطلب تہے ایک یہہ کہ ان سوارون کی تنخواہ کا خرچ
نواب اپنے ذمہ لے جسے وہ انکار قطعی کرچکا تہا دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرے گورنر جنرل کا کہنا
خالی نگیا اس شامت کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سارہے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ نہو تو
ایک رجمنٹ گورون کے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے تفضل حسینخان
جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتبار تہا اوسکے وزیر مقرر ہوئے -

چند مہینے کے بعد نواب آصف الدولہ کچہہ تہوڑا سا بیمار رہا کہ اجل کا پیغام آپہونچا - اوسکے بہائیون
مین سب سے بڑا سعادتعلی خان تہا اس اندیشہ سے کہ کوئی سازش نکرے وہ بنارس مین رہنے کیلئے
مجبور کیا گیا تہا - اوسنے آصف الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا علی کی جانشینی پر یہہ اعتراض کیا کہ آصف الدولہ
کا کوئی بیٹا نہین - اور جو بیٹے اوسکے مشہور ہین وہ اوسکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا
ہے - اور اس جہگڑے کے انفصال کیلئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ہوے - آصف الدولہ مرزا علی کو
اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتا تہا - اور یہہ کہنا اوسکا شرع اسلام کے موافق اوسکی استحقاق
سلطنت کو مستحکم کرتا تہا - آصف الدولہ کی بیوی اور ماں کی مرضی تہی کہ وہ تخت نشین ہو - ساری
دار السلطنت کے آدمی اوسکے نواب ہونے سے خوش تہے غرض مرزا علی جسکو اکثر وزیر علی کہتے ہین
مسند آرای ریاست ہوا اور انگریزون نے اوسکی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا -
اور وہ افواہین جو اوسکے نطفہ نا تحقیق ہونیکی نسبت مشہور تہین اوسپر خیال نہین کیا -

اس نوجوان کے بہت دنون سلطنت کی مرتی اوڑانی نہ تہے کہ گورنر جنرل پاس اوسکی چال چلن کی
اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہونچنے لگین - اسلئے گورنر جنرل کے بموقع آنیکی ضرورت ہوی

اسلئے اوسنے لکھنو کی طرف سفر کیا۔ بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں وزیر علی کی بد افعالی کو روکنا چاہتا تہا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بہیجی گئیں اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئیں۔ الماس علیخان سے گورمنٹ انگریزی کو نفرت تہی جسنے نواب کی سرکاری خدمتوں سے اوسکو جدا کردیا تہا اب اوسنے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکہا تہا۔ اور اس ریاست مین بڑے رتبہ کا آدمی گنا جاتا تہا جب بیگم کا جہگڑا نواب سے ہوگیا تہا تو اوسنے الماس علی خان ہی کو اپنا مدارالمہام بنایا۔ اوسنے بیگم اور نواب کی ظاہرمین صلح کرادی۔ گورنر جنرل جب لکھنو مین پہونچے ہین تو اوسکو لکہا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ ایسی استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین ——— اور حسین رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن بہی اونکے شہون مین گہس گئے تہے نواب کے مزاج مین اوسکا خسر اشرف علیخان بڑا اثر رکہتا تہا۔ ان تمام گروہو نکا یہہ مطلب تہا کہ انگریزون کی مداخلت کا مقابلہ کیجیے۔ تہوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئی ہوئی ہوئی تہی کہ نواب کو چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین۔ سر جان شور خود لکہتے ہین کہ مجہے اپنے ہوش سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکاری اور حرامکاری کے معاملہ مین دقت اور دشواری اوٹہانی پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر کو الماس علیخان جو تمام امور کو نہایت غور و خوض سے دیکہتا تہا وہ وزیر کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسکے ساتہہ صلاح و مشورہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ بہت تہا اسراف اور عیاشی سے بیگم صاحب کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاعت الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہین نطفہ ناتحقیق ہین۔ غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمشنر انچیف کے سامنے ایکدفعہ بیان ہوئی بیگم صاحبہ اور الماس علی خان دونو مرزا جنگلی جو سعادت علیخان سے چہوٹا بہائی تہا نواب بنانا چاہتے تہے۔ اور گورنر سے درخواست کرتے تہے کہ اگر آپ اس پر راضی ہوجائین تو اوسکا عوضانہ بہت کچہہ نذر کیا جائے گا۔

وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت سے اور سلیقہ سے طرح گورنر جنرل کے

سامنے پیش ہوتی ہین کہ جسسے اوسکا دل وزیر علی سے پہر جاے۔ لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مت سمجہے کہ یہہ لڑکا کسی
آدمی اپنے گہرون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہان سے ادا کریگا مزاج اوسکا اکہڑ اور شرپلا ہے کہ وہ کسی
بات کو سمجہانے سے سمجہتا نہین اسلئے غالبا وہ انگریزونکا محکوم نہین رہیگا بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا
اور جہانتک وسے ہوسکے گا وہ اونکے حکومت کے نیچے سے نکلنا چاہیگا۔

جب یہہ باتین سرجان شور کے گوش گزار ہوئین تو اوسکا دل بہی وزیر علی کے نطفۂ ناتحقیق ہونے پر
یقین کرنے لگا۔ اور وہ اوسکی تحقیقات کے درپے ہوا۔ تو یہہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔
تحسین علیخان جو نواب کا بڑا معتمد خواجہ سرا تہا اوسنے یہہ فسانہ سنایا کہ وزیر علی کی ماما کا خاوند
موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تہی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تہی جب وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہو
نے کو تہا تو اوسسے پانچ سو روپیہ کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تہی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتا تہا
اور اونکے ہان جب بچے پیدا ہوتے تہے تو اونکو اپنا بتایا کرتا تہا اور اونکی پرورش بیٹونکی طرح کیا کرتا تہا
یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی ماما ایک میر کے گہر مین
ماما تہی یہین لڑکے اوسکے ہتے بڑے بیٹے کو اوسکے نواب نے پانچ سو روپیہ کو مول لیا تہا اور اوسکا نام محمد امیر
رکہا تہا۔ دوسرا بیٹا اوسکا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تہا تیسرا بیٹا یہہ وزیر علی تہا
اس وزیر علی کے سامنے کبہی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ ہوئی تہی تاکہ نواب کے بلانے پر
بہی اوسکے بیاہ مین شریک ہوئی اور اوسنے خاوند سے کہا کہ اچہا کہ مین ایسے ذلیلون کمینے کے روبرو ہوکر
اپنے خاندان کے نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی۔ نواب کے حقیقی دو بیٹے تہے وہ صغیر سنی مین مرچکے تہے
اب کوئی بیٹا نہین تہا۔ گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچہا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہہ تہا
کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے۔ اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کے
حاملہ ہونیکی بہی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوسکا حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ اب سرجان شور
نے یہہ کہا کہ جس شخص کو مین نے نواب وہ مان لیا تہا اور سعادت علیخان کے اور سب امراء
عالی تبار نے اوسکا اقرار کر لیا تہا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ تخت

معزول کیا جائے۔ گو گورنر جنرل کے خیال میں یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی میں ساری ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھہ میں لیجئے مگر بہت سے اعتراضات وسیر ہوتے تھے اسلئے اس خیال سے ہاتھہ اٹھا لیا۔ گو سر جان کی فہم مبارک ذکی پہلے کہاں گئی مگر تمام اوسکی تحریرات اس معاملہ میں پڑھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسانی اور انصاف پر تھی۔ وہ اپنی موٹی سمجھہ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم پر کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون انگلستان میں چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا۔ جب وزیر علی کی معزولی کی ٹہری تو سعادت علیخان مستحق سلطنت ٹہرا جب گورنر جنرل اوسکے نواب بنانے کے لئے شرائط پیش کیں تو اوسکا کیا مقدور تھا کہ اوسمیں حیل حجت نکالتا شرائط پر سر جھکا دیا۔ اور بنارس سے کانپور میں آیا اور کانپور سے اوسکے جلو میں ایک بزرگ ساتھہ ہوا۔ اس شان سے لکھنؤ میں آیا۔ سارا لشکر اوس پاس انگریزی تھا کیونکہ اس بیکس بیچارے پاس اور کہاں سے سپاہ آتی۔ غرض ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء کو وہ مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حق بحق دار رسید کا غلغلہ سارے شہر میں بلند ہوا۔

نواب سعادت علیخان سے یہہ عہد و پیمان ہوئے کہ نواب چہتر لاکھہ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیا کرے قلعہ الہ آباد حوالہ کرے۔ انگریزی سپاہ اکثر اودہ میں دس ہزار رہا کریگی۔ اگر تیرہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو نواب کو خرچ زائد دینا پڑیگا اور اگر آٹھہ ہزار سپاہ سے کم رہیگی تو تناسب کے حساب سے روپیہ مجرا کیا جائیگا انگریزوں نے جو محنت و شفقت نواب کی جانشینی کے لئے اٹھائی اوسکے عوض میں نواب نے بارہ لاکھہ روپیہ دئے۔ اور یہہ قرار کیا کہ بغیر اونکی اجازت کے وہ کسی ریاست غیر سے خط و کتابت نہ رکھیگا۔ نہ کسی اہل یورپ کو نوکر رکھیگا نہ اپنے ملک میں بسنے دیگا۔ وزیر علی کو ڈیڑہ لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ کے واسطے دیگا۔ اور وہ بنارس میں رہیگا۔ اور باقی اور جو بیٹے مشہور ہیں اونکو بھی تنخواہ دیگا۔

(۷) ہندوستان میں صوبہ اودہ اور اضلاع کرناٹک نہایت مرفہ الحال و سرسبز و شاداب و حاصل خیز تھی مگر جب سے کہ اونکے نوابوں نے سرکار انگریزی کی سعادت متابعت حاصل کی تھی تو اون میں وہ نحوست پھیلی کہ رعایا کو دیکھئے تو نہ ... کو روٹی نہ بدن کو کپڑا نہ رزق نہ موت۔ زمین کی پیداوار کو دیکھئے تو خاک

جہاں سو من غلہ پیدا ہوتا تھا وہاں سو سیر ہی پیدا ہوتا تھا۔ اب سوال نہایت توجہ کے قابل یہ ہے کہ
کیوں اس سعادت متابعت انگریزی سے ملک دراصل ملک پہ یہ شامت اور نحوست آ لگی۔ یہ آثار کیوں
انہیں نمودار ہوئے۔ اسکا جواب بیان کچھ مشکل نہیں ہے۔ ہندوستانی سرکاریں ہمیشہ ضعیف ہوتی ہیں اس لیے
انکا ظلم و ستم بھی ضعیف ہوتا ہے۔ مگر جب انگریزوں کی قوت حاصل ہونے اونکی تقویت کی تو اونکے ظلم و ستم
میں بھی جان آ لگی اور وہ ایسا زبردست ہو گیا کہ کوئی چیز اوسکے مقابلہ میں سوا سرکشی و بغاوت
رعایا کی نہ رہی۔ ابتک ایشیا نوں کو علم نظم و نسق و حل و عقد ملکی کا اتنا کم آتا ہے کہ تمام گورنمنٹوں
(سلطنتوں) میں سوا ایک خراب گورنمنٹ کی مزاحمت کے کوئی چیز سوا سرکشی اور ہمدردی رعایا
نہیں ہے۔ ایشیا کی تمام گورنمنٹوں میں رعایا کی سرکشی عجب اثر رکھتی ہے اور وہ حکمرانوں کے خاندانوں
میں انقلابات زیادہ تر کرتی رہتی ہیں۔ جب مصیبتوں اور آفتوں کے سبب سے رعایا ناراض ہوتی ہے اور
پھر ناراضی بڑھ کر بلندی پر پہونچتی ہے۔ سخت اسکو منتظر سرکشی کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب ظلم
سے ملک کی آمدنی میں تنزل ہوتا ہے تو مالگزار گورنمنٹ کے تنزل ہونے سے روپیہ نہیں دیتے اور جب روپیہ
نہیں ملتا تو سپاہ کی تنخواہ نہیں بٹتی تو سپاہ اول بہت غل مچاتی ہے اور وہ سزا دیتی ہے اور آخر کو
بغاوت اختیار کرتی ہے پھر ساری رعایا اس سپاہ کے ساتھ ہوتی ہے اسی انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے
کوئی دل چلا دلاور صاحب سیر پیدا ہوتا ہے اور رعایا اور سپاہ کے سر پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے کہ اودھر کے ساتھ
ہو میں حاکم ظالم کے گریبان کو پکڑ پکڑ کے اوسے پھاڑتا ہوں۔ پھر وہ سب اوسکے ساتھ ہو کے میں وہ
حاکم کو معزول کرتا ہے اور خود بہادری جلد یکسا زل ہو سنت کرکے معراج سلطنت پر پہنچتا ہے اور جو یوں حکمران
بنتے ہیں اونکے خاندان میں بھی دو تین نسل تک فرمان روائی ہوتی رہتی ہے اور پھر اونکا بھی وہی
حال ہوتا ہے جو فرمان روائوں کا ہو چکا ہے۔ ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہے
بد انتظامی سے ضعف سلطنت ہوتا ہے اور یہ ضعف سلطنت اور دشمنوں کو اوسکے فتح کرنے پر رغبت دلاتا ہے
بس کر یہاں تک کہ ضعف سلطنت نے سلطان ٹیپو کو اوسکے فتح پر دلیر کیا اور اودھ کی بدنظمی نے نحوست کو دراز کی
پھر مستعد کیا یہاں کے خراب کرنے کو بھی خیال میں لایا مگر سرکار انگریزی اونکی سرپرستی کرتی۔ ایشیا اور

یورو پ مین تمام سلطنتون مین ظلم ہونیکا یہہ ایک ہی سبب ہے کہ حکومت کرنیکی اجرت رعایا سے روز بروز زیادہ لیجائے جب ان ضعیف نوابون کی انگریزون نے استعانت اور امداد اور اعانت کی تو اوسکے عوض مین زر کثیر مانگا اور جب روپیہ مانگا تو ان نوابون کو اپنی رعایا سے زیادہ خراج لینا پڑا۔ تو رعایا ناراض ہوئی اور اس ناخوشی سے وہ سرکشی کرکے اپنے دل کا غبار نکالتی مگر قوت انگریزی اونکے سرکشی کا سر دبائے ہوئی تہی وہ کب اوٹھنے دیتی تہی۔ پس اس سبب سے کچہہ اور رعایا کو نہ بنا سوا اسکے دکہہ بہرتی روپیہ دیتی۔ اور دل مین کوستی۔ اس ظلم و ستم کی اصلاح انگریزونکے دل مین بہی جب ہی آتی کہ وہ دیکہتے کہ ہماری رسم عود اداکرنے مین کچہہ خلل آنے والا ہے۔ پس ان باتونکو سرناٹک اور اودہ کو وہ ویران اور تباہ کیا کہ کوئی قطعہ ہند کیا کوئی قطعہ دنیا بہی ایسا نہ تہا۔ جسمین رعایا کی یہہ خستہ حالی اور ملک کی یہہ لاثانی ویرانی ہو کہ سیکڑون گانؤن مین چراغ بہی ٹمٹماتا نظر نہ آئے۔ چکی کی آواز کی جگہہ اُلّو کی آواز کان مین آئے۔

(۸) ولایت مین ایک شور تہین سر جان شور کے کامون پر تہا۔ بادشاہ نے اونکو لقب لارڈ ٹین متہہ کا عنایت کیا۔ ۱۷۹۸ء کے شروع مین اونہون نے استعفا دیدیا اور انگلستان کو روانہ ہوئے۔ لارڈ کلایو جو بڑے لارڈ کلایو کے خلف الصدق تہے لارڈ ہوبرٹ کے قائم مقام دسمبر ۱۷۹۷ء مین مقرر ہوئے۔ اور ۲۱ اگسٹ ۱۷۹۸ء کو مدراس کے عہدہ گورنری کا کام لیا۔

فصل چہارم

(۱) جب سر جان شور نے ۱۷۹۳ء مین استعفا دیا تو اونکے قائم مقام مقرر کرنے مین ارکان شاہی کو کچہہ تامل ہوا۔ لارڈ ہوبرٹ ۲۳ اکتوبر ۱۷۹۳ء کو گورنر مدراس مقرر ہوئی اور ۲۴ دسمبر کو یہہ حکم تہا کہ مارکوئیس کورنوالس کے جانیکے بعد گورنر جنرل ہند مقرر ہونگے۔ مگر لارڈ ہوبرٹ نے جو نواب کرناٹک کے معاملات مین دستاندازی کی اور سپریم گورنمنٹ سے اپنی بگاڑ لی۔ وہ اس عہدہ سے محروم رہے۔ اور سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوگئے۔ اور اب سر جان شور کی جگہہ بہی وہ

اس منصب عالی پر سرافراز ہوئی۔ مگر اسکا معاوضہ یہ ہوا کہ پندرہ ہزار روپیہ سال پنشن اونکی مقرر ہو گئے
کچھ ایسے آنسو پونچھ گئے۔ اب پھر اس عہدہ پر مارکوئیس کورنوالس کا تقرر دوبارہ ہوا۔ اور اوسکا اشتہار
ہندوستان میں ہو گیا مگر اوسپر عمل نہوا۔ سوفت کا رنگ دیکھکر سب حیران تھے کہ یہ شخص پھر کیوں مقرر
ہوا ہے۔ مدبران ملک بھی حیران تھے کہ یہ تقرر عجیب ہے کوئی اسکا سبب بھی عجیب ہوگا۔ مگر یہ
عجیب و غریب معاملہ پردہ مستوری ہی میں رہا۔ کچھ کہلا نہیں کہ کیا ہوا۔ مارکوئیس کورنوالس نے
استعفا دیدیا وزیر اعظم کی یہ رائے ہوئی کہ اب بہ تقاضاء حال ہندوستان کی انتظام کیلئے کوئی
شخص ایسا تجویز کرنا چاہیے کہ کارنوالس سے زیادہ اولوالعزم ہو۔ تو لارڈ ولزلی (ارل مارننگٹن)
۱۸ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ یہ نامی گرامی امیرزادہ ۲۰ جون ۱۷۶۰ء میں ڈبلن
دارالخلافہ آئرلینڈ میں پیدا ہوا تہا ایٹن کے مدرسہ میں خورد سالی میں داخل ہوا۔ وہان جاکر ہم سبقون میں
بڑا نام پیدا کیا اور اپنا کمال دکھلایا۔ اور آخر کو بڑا عالم فاضل ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء میں اوسنے کامنس
میں فرانس کے خلاف میں ایک تقریر دلفریب فصاحت و بلاغت سے ایسی ادا کی کہ جسسے سب ہی لوٹ پوٹ
ہو گئے۔ اور سب کو یقین ہو گیا کہ یہ امیرزادہ بھی انگلستان کے نامآورون میں اپنا نام پیدا کریگا
وہ اکثر جلیل القدر عہدون پر ممتاز رہا۔ اور اونمین کار نمایان اور خدمات شایان کرتا رہا۔ ہندوستان
کے حالات معلوم کرنیکا اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا کچھ اس سبب سے نہیں کہ وہ گورنر جنرل ہونا چاہتا تہا
یہ عہدہ تو اوس زمانہ میں اوسکے رتبہ عالی سے بہت پست تہا۔ وہ چار برس تک بورڈ کنٹرول کے
جلسہ کمشنری میں رہ چکا تہا۔ وہ تمام ہندوستان کے معاملات ملکی کا ایسا علم رکہتا تہا جیسا گورنر جنرل
ہونیکے لئے علم رکہنا چاہئے سوا اسکے وزیر اعظم پٹ اور ڈنڈس صاحب پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے بھی اتحاد اور
اخلاص دلی رکہتا تہا۔ نومبر ۱۷۹۷ء میں ولایت سے چلا اور کیپ میں فروری ۱۷۹۸ء میں پہنچا
وہان لارڈ میکارٹنی سابق گورنر مدراس سے اور لارڈ ہوبرٹ سے جو ابھی مدراس کی گورنری
سے واپس بلائے گئے تھے ملا۔ اوسنے ان دو لوگون نیز دونون کے خیالات اور رائین دکھن کے معاملات مین
اونسے پوچھین اونہون نے بتلادین۔ یہان وہ میجر کرک پیٹرک سے جو سیندھیا کے دربار مین وزیر ادہر

حیدرآباد مین رزیڈنٹ رہ چکا تہا ملاقی ہوا۔ اور جنرل ڈی وڈیلی آرڈ جو سری رنگ پٹن کے جیلخانہ مین رہ چکا تہا اوس سے بہی ملاقات ہوئی غرض ان سب آدمیون سے اوسنے وہ حالات دریافت کرلئے کہ جسسے تمام ہندوستانی رئیسون کی قوت و قدرت اور انتظام اور اونکی تدابیر پر علم ہوگیا۔ اور تمام معاملات کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوگئی غرض جو باتین ہندوستان مین برسون رہ کر معلوم ہوتین وہ بیٹھے بیٹھے چندروز مین معلوم کرلین۔ ایک جہاز ہندوستان سے کیپ مین پہونچا تہا وہان لارڈ ولزلی نے اوسکو ٹہرا کر جو مراسلات ولایت جاتی تہے اونکو کہول کر پڑہ لیا۔ اور پہر اپنی خرد وزرمین اور کارشناس سے خیالات انتظام ہند کے باب مین ایسی لکہے کہ لوگون کو یہہ قوی امید ہوگئی کہ وہ ہندوستان کا خوب انتظام کریگا۔ وہ فرانسیسیون کے ساتہہ نفرت قلبی اور اونکی عظمت کا خوف ولایت ہی سے ساتہہ لایا تہا۔ اونکے قلع و قمع کے منصوبے اوسنے پہلے ہی سوچ رکہے تہے۔

(۳) اہل یورپ کے ہان امن و امان ملکون مین کہہ کا یہہ اصول ہے کہ سلطنتون کی قوتون کا باہم موازنہ ہوتا ہے یعنی کوئی سلطنت اپنی قوت کو بڑہا کر اورون کو زبردست نہین کر سکتی اور اگر کوئی سلطنت ایسا کرتی ہے تو اور سلطنتین ملکر اوسکی قوت کو کم زور کر دیتی ہین غرض قوائے سلطانی میزان معادلت مین جتنے ہین کوئی پلہ اوسکا گرانبار ہوتا ہے نہ سبک بار۔ ایسے اصول کو لارڈ کورنوالس نے دکن مین ٹیپو سلطان کو شکست دیکر ۱۷۹۲ء مین مصالحت باہم کرکے قائم کیا تہا۔ اور اوسپر اوسکو بڑا افتخار تہا۔ اوسکو وہ مستقل و مستلم جانتا تہا۔ ولایت مین وزرائے شاہی کو یقین دلا دیا کہ اب موازنہ قوائے کے اصول قائم ہونے سے سرکار کمپنی کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی اور اہل ولایت کی لاعلمی ہندوستان کے حالات سے تہی کہ اونہون نے اوس اصول کی بقا کا خیال ہندوستان مین کیا۔ اس اصول کا ہندوستان مین قائم رکہنا یہان کے فرمان رواؤن اور رئیسون کی شان سے ہی بعید ہے۔ اونکا اصول تو غارتگری اور شمشیر زنی ہے جنگ و پیکار کو اپنی شان اور شکوہ جانتے ہین جب وہ یہہ سمجہتے ہین کہ ہم مین قوت و قدرت اورون کے مغلوب کرنیکی ہے اوسوقت اونکو کوئی وجہ اٹہنیکے لئے نہین چاہئے۔ عدالت و صداقت اونکو میدان جنگ مین جانے سے نہین روک سکتی مگر ان دشمنون کا مقابلہ و مجادلہ اونکا نجیر یا ہو سکتا ہے۔ گورنٹ دانشمند زنی

لارڈ کورنوالس کے کہنے مین آکر یہ حکم دیدیا کہ آئندہ کوئی گورنر جنرل نہ ہندوستانی رئیسون کی آپس کی
لڑائیون مین مداخلت کرے اور نہ کبھی اونسے کوئی نئی مصالحت پیدا کرے۔ کوئی اونسے ہنگامہ جنگ برپا
کرے۔ سبکے ساتھ صلح کی ساتھ ہی سر جان شور نو ایک ایسا سادہ مرد تہا کہ اوتنا چپکے تک اپنی
آنکھون سے دیکھتا رہا کہ سلاطین دکن کی قوتون کا موازنہ ٹوٹا جاتا ہے۔ مگر اوسکے سنبھالنے مین اوسنے
دست و زبان کو نہ ہلایا۔ کردل کی لڑائی مین پیشوا اور دیگر مرہٹون نے ملکر نظام کو ہزیمت دیکر پامال
کردیا۔ سر جان شور سے مدد طلب کی اوسنے کہدیا کہ ہم کسی کے جھگڑے مین نہین پڑتے۔ علاوہ اسکے یہ ہوا کہ
انگریزی فوج جو حفاظت کے لئے نظام کی قلمرو مین رہتی تہی اوسکو بھی مرہٹون کے مقابلہ سے روک دیا
پھر پیشوا کی کم بختی سے سیندھیا کا ہاتھ ہوا۔ پیشوا نے سرکار انگریزی کے آگے دامن پھیلایا۔ مگر تہی دامن رہا
یہان تو پہلے ہی کورٹ ڈائرکٹرز کا حکم آچکا تہا کہ تم کسی کے جھگڑے مین مت بولو۔ پیشوا کا حال بھی وہی
ہوا جو نظام کا ہو گیا تہا۔ گو مرہٹون کی آپسکی نا اتفاقی سے نظام نے اپنے تئین سنبھالا۔ مگر یہ بھی اوس
بلندی پر نہ چڑھ سکا جس سے گرا تہا۔ سر جان شور کا یہ عمل کل ہندوستانی گورنمنٹ انگریزی کو ہندوستانی
رئیسون کی نظرون مین گرادیا۔ اور وہ سمجھنے لگے کہ انگریزون کے اقبال کا چاند گھٹنے لگا۔ اوسکی کمال کے
دن پورے ہوگئے۔ اونکے مہر جہانداری کا نور جہانتاب گرفتہ شب بنا۔ سر جان شور کی
بے تمکنی گر اوس سے بیجا ہوتی تو مصالحت کا کچھ تمام تہا۔ لارڈ کورنوالس نے اپنی غلطی نہین بھول
کو تسلیم کیا تہا اور سر جان شور اوسکی غلطی کو نہین سمجھا۔ مگر مارکوئس ولزلی آکر اوس اصول کی
غلطی کو جان گیا۔ گو اوسنے لارڈ کورنوالس کی مصالحت باتین کہین اپنی تحریر مین نہین
بیان کیا جس سے معلوم ہوتا کہ وہ اوسکو دل مین بھی برا نہین سمجھتا تہا۔ ورنہ دل کی بات زبان پر اور زبان سے
قلم کی نوک پر نہ آتی۔ مگر وہ اس اصول موازنہ قوائے سلطانی کی غلطی کو خوب سمجھ گیا۔

(۳۳) تاکہ یہ امر خوب معلوم ہوجائے کہ لارڈ ولزلی نے کن کن دشواریون اور دقتون کو رفع کیا۔
ضرور ہے کہ ہندوستانی رؤسا کا مختصر حال بالاجمال جو ۱۷۹۸ء مین تہا بیان کردین۔
دکن مین سلطان ٹیپو ہزیمت خوردہ تہا اور غصہ مین بھرا بیٹھا ہوا تہا۔ انتقام کا طلبگار اوسکے

ہندوستان کی حالت ۱۷۹۸ء مین

دل مین جوش زن تہا۔ اوسکی سب سے زیادہ دلی تمنا یہہ تہی کہ مین انگریزون سے اپنا انتقام لون جو اونہون نے
مجھے دکہایا ہے وہ اونکو دکہاؤن۔ اسی ادہیڑ بن مین رات دن لگا رہتا تہا۔ اس پانچ برس کے عرصہ مین کوئی تدبیر
اوسنے اپنی کامیابی کی نہین چہوڑی۔ آمدنی ملک کو ٹہیک ٹہاک کر لیا۔ لشکر کو درست کر لیا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس نے
اوس سے آدہا ملک چہین لیا تہا اور اوسکی سپاہ کو آدہا کر دیا تہا۔ مگر پہر بہی ایک سپاہ جرار اپنے پاس رکہتا تہا۔ فرانسیسی
افسرون سے اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا کسی وقت وہ اوس سے جدا نہ ہوئے۔ یہہ فرانسیسی ہمیشہ اس تاک مین بیٹہے ہی
رہتے تہے کہ کوئی موقع ہاتہ آئے تو ہندوستان مین پہر ہم ہی ہم ہو جائین۔ انگریزونکا پتہ کاٹ دین اور اپنا ڈنکا بجائین۔
سلطان فرانسیسون کے اتحاد سے بہت کام اپنے نکالنے چاہتا تہا۔ اور اونسے وہم دیتا تہا۔ ٹیپو کے پاس اسوقت چہتیس
ہزار چہہ سو پیادہ سپاہ تہی جسمین تخمینًا چالیس ہزار آدمی قواعددان تہے۔ نظام سر جان شور کی استعانت
اور مدد نہ کرنے سے انگریزون سے برہم بیٹہا تہا اونکو چہوڑ کر وہ بہی فرانسیسون کے ساتہہ مین جا بیٹہا۔ اور
زیادہ تر اوسکی سلطنت مین اونہین کا دخل ہو گیا۔ موسیو ریمنڈ جسکے تحت چودہ ہزار سپاہ تہی اور ۳۶
میدانی توپین اور اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ اس سپاہ کا تہا۔ ایک ملک اس آمدنی کا اوسکے واسطے مقرر تہا
یہہ سپاہ زبردست تمام نظام کی سپاہ مین شمار ہوتی تہی۔ سیندیہ بہی یونہین بڑا اقتدار اور اختیار رکہتا تہا
اس نے بادشاہ شاہ عالم کو اپنی مٹہی مین کر لیا تہا اور جو اس بادشاہ سے فائدہ حاصل ہو سکتا تہا وہ اوسکو
حاصل تہا۔ دکن مین اوسکا ملک دریاے تنگ بہدرا کے کنارہ تک تہا اور نظام اور پیشوا کا ملک اوسکے ملک
کے گرد حاشیہ تہا۔ شمال مین اوسکے ملک کی سرحد سرکار کمپنی اور نواب اودہ کے ملک سے ملی ہوئی تہین۔ فرانسیسی
سپاہ اوسکے ہان بہی بڑی قوت رکہتی تہی۔ ڈی بوئن نے جو سپاہ مرتب کی تہی اب اوسکی تعداد بڑہ کر
چالیس ہزار ہو گئی تہی اور ۴۶۴ توپین تہین اور ایک بڑا ضلع ملک کا اونکے خرچ کے واسطے معین تہا
اس سپاہ کے ساتہہ اور تمام ساز سامان جو اوسکے لئے ہونی چاہیے تہے موجود تہے۔ قلعے نہایت مستحکم اور استوار تہے
سلح خانہ نہایت آراستہ و پیراستہ۔ توپین ڈہالنے کے کارخانے۔ اور اور اسباب حرب و ضرب بکثرت اوسکے ساتہہ تہا
غرض اس سپاہ کی قوت وغیرہ انگریزون کی سپاہ سے جو ہندوستان مین تہی کم نہ تہی۔ اودہ مین جو نیا نواب
سر جان شور نے بٹہایا تہا اوسکا حال یاد ہوگا۔ وہان الماس علیخان شہ بست انگریزون سے

لڑنیکے لئے تیار بیٹھے تھے۔ پیلیون کی سرکشی خبر گرم تھی۔ نواب ارکاٹ تو بھی مندیاست پہ پہونچے تھے۔ اپنا ملک خود انگو دیکر کہا تھا۔ ریاست تنجور کا حال کچھ اچھا تھا وہان رعیت کو مرنے فساد برپا کر رکھا تھا۔ سوا ان سب آفات کے لارڈ ولزلی کی لئے یہہ آفت اور تھی کہ سرکار کمپنی کی انگریزی فوج مطیع اور فرمان بردار نہ تھی اور اس وقت سرکار کے ساکھہ ایسی بگڑی ہی تھی کہ بارہ روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض نہ ملتا تھا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس کی آخر وقت مین آمدنی ملک کی تو فیر ایک کروڑ پچاسی لاکھہ روپیہ کی چھوڑی تھی مگر اوسکے جانشین سر جان شور کے عہد مین بغیر جنگ کے وہ سال بسال کم ہوتی گئی۔ اور یہہ پہلی ہی دفعہ تاریخ سلطنت انگلشیہ مین تھی کہ امن کے زمانہ مین سرکار کے ہان ٹوٹا ہے۔ غرض اس وقت گو سرکار کمپنی کے پاس بڑا ملک تھا مگر وہ متصل نہ تھا جدا جدا منتشر تھا۔ اور وہ اپنی سلطنت کے استحکام کا کچھ اسباب رکھتی تھی۔ ملکی حالات اوسکے ایک مفلس کے گھر کا چراغ بن رہے تھے۔ اور بیچارے طرف طوفان کی تیز ناک آندھیاں تھیں کہ دیکھنے والے دن کو تارے دکھائی دیتے تھے۔ فرانسیسیوں کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا۔

(۳) لارڈ ولزلی کلکتہ مین ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء کو پہونچا۔ ابھی دن بھی گذرنے نہ پائے کہ یہہ واقعہ پیش آیا کہ کلکتہ کے اخبارون مین ایک خط مین موریشس کے گورنر جنرل مالارٹک کا ایک اشتہار فرانسیسی زبان مین اس مضمون کا چھپا کہ ٹیپو سلطان کے دو قاصد ہمارے پاس آئے ہیں اور وہ اپنے پاس خطوط شاہ فرانس کے نام مین وہ فرانس سے ربط و ضبط بڑہانا چاہتا ہے۔ اور فرانسیسیون کی دستگیری سے انگریزون کا ہندوستان سے نکالنا چاہتا ہے اور اپنی سپاہ مین فرانسیسی سپاہ بھرتی کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ہم جزیرہ فرانس اور بوربون کے باشندونکو یہہ ہدایت کرتے ہیں کہ سلطان کی فوج مین بھرتی ہو کر بیشک انگریزون سے لڑین۔ لارڈ ولزلی کو اول اول تو یقین نہ آیا یہہ اشتہار جعلی ہے کیونکہ اس بات کا باور کرنا بھی عقل سے خلاف تھا کہ ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل فرانس ایسا امر کو جو نہایت رازداری کی تھی اس طرح مشتہر علی الاعلان کرین۔ مگر جب اشتہار کی تصدیق بہت سے شاہدان معتبر کی شہادت سے ہوئی جو موریشس سے کلکتہ مین آئے ہوئے تھے اور کیپ گڈ ہوپ سے لارڈ میکارٹنی نے لکھا کہ موریشس مین جنوری ۱۷۹۸ء کو دو قاصد منگلور سے آئے ہین اور فرانسیسیون نے بڑی آؤ بھگت اونکی

ٹیپو کی فرانسیسیوں سے خط و کتابت ۱۷۹۸ء

مہمانداری کی ہے۔ اور ۷ مارچ کو یہان کے دو فرانسیسی جہاز مین بیٹھکر منگلور کو روانہ ہوئے مین جب یہہ گمان غالب ہے کہ ٹیپو حقیقت مین فرانس سے کمک طلب کی ہے۔ مگر جب کہ یہہ دو سو فرانسیسی ساحل ملیبار پر منگلور مین ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء مین اوترے اور سلطان نے حد سے زیادہ اونکی مہمان نوازی کی تو یہہ یقین ہو گیا کہ اشتہار سچا تہا گو وہی لکہتا ہے کہ ۹۹ ہی آدمی تہے۔ یہہ آدمی خواہ کتنے ہی ہون ناکارہ محض تہے۔ نہ اون مین کسی مین افسری کی لیاقت تہی نہ سپاہی بننے کی۔ مگر ہان انگریزون سے دشمنی کرنے پر سب کمر بستہ تہے۔ شاید یہہ حماقت اس سبب سے سلطان کے قاصدون سے سرزد ہوئی کہ ہندوستان کے آدمیون کی گفتگو ہمیشہ مبالغہ سے خالی نہین ہوتی۔ اور اوس مین شیخی اور نمود ضرور پائی جاتی ہے۔ اور سلطان تو یہان کے لاف زنون مین شیخی باز مشہور تہا۔ اوسکے قاصدون نے ڈینگ مین آکر یہہ اشتہار دیدیا تاکہ خلق یہہ جانے کہ ہمارا سلطان ایسا ہی بانکا اور دلاور ہے کہ انگریزون کی حقیقت کچہہ نہین سمجہتا اور ایسے اشتہارون مشتہر کر دیتا ہے غرض ٹیپو کی ان حرکات سے لارڈ ولزلی کے دل مین یقین ہو گیا کہ اوس سے لڑنا مصلحت اور انصاف اور عقل کا مقتضا ہے۔ اگر اس مین تخفیف کی جائے گی تو معلوم نہین کہ سلطان فرانسیسون سے سازش کر کے کیا گل کہلائے اور پہر کیسی ہوا چلے۔

(۵) اب لارڈ ولزلی کو ایسی تدبیرین کرنی پڑین کہ جو ٹیپو کے ارادون کو اوبہرنے نہ دین۔ جنرل ہیرس کو جو بالفعل قائم مقام گورنر مدراس کے تہے اشتہار کے دوسرے دن لکہہ بہیجا کہ ساحل کورومنڈل پر جہانتک جلد ہو سکے فوج جمع کرنے چاہئے تاکہ وہ سید سری رنگ پٹن کو روانہ ہو لیکن ابہی یہہ کام ایسی طور سے کیا جائے کہ فراہمی افواج کا باعث کسی پر کہلنے نہ پائے۔ ولزلی اس بات کو خوب سمجہتا تہا کہ ٹیپو سلطان سے ملاپ کی باتین کرنی کبہی سود مند نہ ہونگی اور جب تک وہ بیدست و پا نہو گا فتنہ انگیزی کے لئے ہاتہہ پیر ہلائے گا۔ نظام اور پیشوا کو بہی ٹٹولا کہ وہ کتنے پانی مین ہین اور اونکو لکہا کہ صلحنامہ سری رنگ پٹن کی گیارہوین دفعہ کے موافق اپنی سپاہ کو بہیجنے کے لئے حکم دین۔ جسوقت یہہ حکم گورنمنٹ مدراس پاس آیا تو اوسکا دم ہی نکل گیا۔ اور اوسکو سو سو طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوئے۔ جنرل ہیرس کو تو یہہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ گورنر جنرل کو خود لکہے کہ اس خطرناک ارادہ سے باز رہے اور بیٹہے بٹہائے اپنے سر آفت نہ لائے مگر جہان

سکرٹری صاحب تدبیر اور منشی بے نظیر گورنمنٹ مدراس کے چیف صاحب جو صاحب کا ابن ٹیکن سرکا تہا - ڈیوک
ولنگٹن جو اوسوقت جنرل ولزلی تہے اونکی شان مین یہہ کہا کرتے تہے کہ جتنے لائق آدمیونکو مین جانتا ہون
اونمین سے ایک یہہ بہی ہے اور وہ نہایت دیانتدار ہے - اونکا رنگ بہی اس حکم کو دیکہہ فق ہو گیا وہ اپنی آنکہون
سے دیکہہ چکے تہے کہ کرنیل بیلی کے لشکر کا کیا حال ہوا کرناٹک کیا تباہی اور بربادی آئی - حوالی
مدراس مین کیا مکانون کے جلنے سے آگ روشن ہوئی - غرض ایک چٹہی جسمین بہت سی فصاحت و بلاغت
و طلاقت اونہون نے خرچ کی لارڈ ولزلی کو لکہی اور اوسمین اونکے ارادہ کی یہہ خرابیان بیان کین کہ ۱۷۹۱ء
مین لارڈ کورنوالس پہلی دفعہ کس سامان سے سرنگاپٹن پہنچا تہا اور ناکام رہا تہا - اسوقت تمام پریسیڈنسی
مین آٹہہ ہزار سپاہ ہے نہ درست دہن ہے لڑائی کا سامان ہے - اس سپاہ سے ملک کرناٹک کی حفاظت
بہی بمشکل تمام ہوتی ہے - اگر ٹیپو سلطان کو ہماری تیاریون کی خبر پہونچیگی تو وہ او سپاہ اوٹہہ کہڑا ہوگا
خزانہ مین روپیہ نہین ہے دیوالہ ہے - قرض کی یہہ نوبت ہے کہ آٹہہ برس مین سترہ لاکہہ سے پچاس لاکہہ پہ نوبت
پہونچ گئی ہے - بارہ روپیہ سیکڑہ کے سود پر پانچ روپیہ سیکڑہ ڈسکاونٹ ہے - اب دشمن کی حالت کو دیکہیے کہ اوس پاس
ساٹہہ ہزار سپاہ ہے جسمین جوان ایسے ہین جو اپنے نام مین مشہور ہین - پیادے فرانسیسیون کے قواعد سکہائی
ہوئی ہے ہمراہ توپین ہین - اور ایک سپاہ بان پہینکنے والون کی جدا ہے - ہاتہی اور باربرداری کے
لئے چوپائے اور سامان رسد فراوان ہے - جسوقت ہمارا لشکر حرکت کریگا تو سلطان ٹیپو کا دل ہم سے
بیزار ہو جائیگا - اور کورنوالس کے عہد و پیمان شکستہ ہو جائینگے اور انجام اسکا یہہ ہوگا کہ ہم پر چڑہ
آئینگے - اور یہہ بہی لکہا کہ نظام اور مرہٹے جو ہماری دوستی کا دم بہرتے ہین اونکے کسی طرح امید کرنی
عبث ہے یہہ لوگ جبتک ہمارا پلہ بہاری نہ دیکہینگے ہرگز ہمکو خاطرخواہ مدد نہ دینگے - غرض جنرل ہیرس اور
منشی بے نظیر نے لارڈ ولزلی کو اپنے ارادہ سے باز رکہنے کی ایسی قباحتین بیان کین اور ایسے خوف دلائے
کہ اگر وہ بودے دل کا آدمی ہوتا تو اس تحریر کو دیکہہ کر کہندا ڈال دیتا - مگر وہ تو لارڈ ولزلی تہا جیسا
ہوشمند اور عالی دماغ تہا ویسا ہی دلاور اور بہادر تہا - اوسکی قوت دل و زور بازو کے سامنے
یہہ خوف کیا تہے فوراً اسکے جواب مین صرف یہہ لکہہ بہیجا کہ اس حکم کی تعمیل مین جون دراکی بیفائدہ

مین اس باب مین کونسل سے بحث کرنی عبث سمجھتا ہون مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے حکم کی تعمیل نہایت
سرگرمی سے شروع ہو۔

(۶) لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے مقدمات کیطرف توجہ کی۔ ریمنڈ صاحب جنہون نے نظام کی سپاہ کا عمدہ
انتظام کیا تہا۔ اسسال کے موسم بہار مین اوسکی بہار عمر پر خزان اجل آگئے۔ اوسکی جگہ پیرون ایک فرانسیسی
سپہ سالار مقرر ہوا۔ اوسکو انگریزون سے دلی نفرت تہی۔ سپاہ نظام لشکر کی جان تہی۔ البتہ لارڈ ولزلی نے
خیال کیا کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی یقینی ہونی والی ہے اگر اوسمین مین اس لشکر کو نظام کی طرف سے اپنی
امداد کیلئے لیجاونگا تو وہ ضرور میدان جنگ مین دغا دیگا اور سلطان کے لشکر سے جا ملیگا کیونکہ فرانسیسی
افسرون سے اوس کا دوستانہ ارتباط و اختلاط ہے۔ اور اگر اوسکو پیچہے چہوڑ جاونگا تو اوسکی
خبرگیری کے واسطے ایک لشکر کثیر متعین کرنا پڑیگا۔ اگر یہہ لشکر نظام سے ٹوٹ کر والی میسور یا سندہیا
پاس چلا گیا تو نظام اور پیشوا کا کام تمام ہو جائیگا۔ اور پہر فرانسیسیونکو وہ قوت اور سطوت حاصل ہو جائیگی
کہ دکن اور ہندوستان کو اپنے ساتہہ ملا کر سرکار کمپنی کے ملک پر اپنی دست درازی شروع کرین تو
تعجب نہین۔ پس اول کام یہہ ہے کہ حیدرآباد کے اس فرانسیسی سپاہ کو کسی طرح غارت کیجئے۔ اسیوقت زمان شاہ
امیر کابل کا خطرہ آیا کہ اگر انگریز کمک کرین تو مین ہندوستان سے مرہٹونکو نکالدون۔ شاہ ابدالی کا وہ پوتا
تہا اور اسکا حملہ ہندوستان کے اندیشہ سے خالی نہ تہا۔ دادا نے جو پہلا حال مرہٹون کا پانی پت مین کیا
تہا وہ ابتک لوگون کو یاد تہا۔ غرض سب طرف سے آفتون کے طوفان اوٹہہ رہے تہے۔ اسوقت لارڈ ولزلی کی
دانشمندی پر خیال کرنا چاہئے کہ اونہون نے اپنی سلطنت کی حفاظت مین کورٹ ڈائرکٹرز۔ اور بورڈ کنٹرول
کے حکمونکا مطلق خیال نہین کیا۔ اونہون نے انکی اس غلطی و ناسمجہی کو پالیا کہ سرکار کی عملداری کی ہمیشہ
عافیت نہ کہڑے رہنے مین ہے نہ پیچہے ہٹنے مین۔ بلکہ آگے بڑہنے مین ممکن نہین کہ سب سے جدا رہکر عالم تجرید مین
عافیت و طمانیت سے بسر ہوسکے اونہون نے کلائو اور ہیسٹنگز کے اصول کو قائم کرکے تمام ہندوستان کے ریئسون
کے ساتہہ راس کماری سے لیکر جمنا کے کنارہ تک عہد و پیمان کے لئے رسل و رسائل کو آناً فاناً مین بجلی کا تار
بنا دیا۔ یہان کے رئیسون نے جانا کہ ان اب پہر سرکار کمپنی کے عزم مردہ مین جان آئی ہے اور کوئی گورنر جنرل

ہیسٹنگز اور کارنوالس کا بہائی آیا ہے لیکن امر باعث طلب ہے کہ لارڈ ولزلی نے کیون اس پر کمر باندھی کہ سلطان
ٹیپو کو خاک مین ملا دے اور فرانسیسون کو بالکل ہندوستان سے نکالدے۔ سو ان ملکی کی تحریرات بہت شد و مد کے ساتہہ
موجود ہین بعض کی رای یہہ ہے کہ جو حال ۱۷۹۲ء مین تہا وہی اب ۱۷۹۸ء مین تہا کوئی خوف نہ فرانسیسون سے
زیادہ ہو گیا تہا نہ ٹیپو سلطان سے کوئی اندیشہ تہا۔ بلکہ ٹیپو سلطان کی دشمنی انگریزون کے حق مین اس سبب سے
مفید تہی کہ اوسکے ہمسایے مرہٹے دبے ہوئے تہے اور وہ اوسکے خوف کے مارے انگریزون کے آگے امداد اور کمک کے
واسطے دامن پسارے رہتے تہے چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۷۹۸ء کو جو ایک جلسہ کلکتہ مین فرانسیسون کے ساتہہ لڑائی کرنے
کے باب مین ہوا تو اوسمین ایڈووکیٹ جنرل لور صاحب نے یہہ تقریر کی کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ
جسقدر اسوقت ہمارے پاس ملک اور لشکر ہندوستان مین ہے وہ کبہی پہلے نہین ہوا تہا۔ جو قدرت ہمارے
تئین اب حاصل ہے وہ پہلے کبہی نہ تہی کسی کا حوصلہ نہین ہے کہ ہم پر حملہ کرے جو لشکر ہمارا ہندوستان مین ہے
وہ دلیری اور قواعد دانی مین پہلے ہمارے لشکر سے کہین زیادہ ہے ہندوستانی رئیسون مین ایک بہی ایسا نہین
کہ ہم پر حملہ کرنے کا قصد کرے مگر ہان ہمارا قدیمی دشمن سلطان ٹیپو ہے جو یہہ آرزو رکہتا ہے مگر اس سلطان
ٹیپو کی آخر زمانہ مین وہ مرمت اور شہانی ہے کہ اوسکو بہی حملہ کرنے کا حوصلہ تب تک نہین ہوگا کہ فرانس کی
امداد اور کمک معقول اوسکو حاصل ہو اور یورپ سے فرانسیسون کی امداد آنی ناممکن ہے کیونکہ فرانس مین
[illegible] کہ انگریزی جہازون نے فرانس کی راہین چارون طرف سے بند کر دی ہین فرانسیسی
[illegible] اپنے بندرگاہ [illegible] چنانچہ اندیشہ اوسکی طرف سے نہین رہا کہ سکتے جانب
[illegible] ہوتے ہین [illegible] فرانسیس نے ایسا اتفاق [illegible] ہی کر لیا تہا۔ وہان کے
[illegible] اتفاق و اتحاد کے [illegible] مین کہ [illegible] اس تمام تقریر سے یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان سے لڑنے کی کوئی وجہ نہین تہی سوا اوسکے جو یہہ دلائل [illegible] کرنے کے لیے بیان جاتی ہین
کوئی بات ۱۷۹۸ء زائد خوف کی ہو گئی تہی نہ تیاری جنگ شروع ہو گئی تہی نہ کوئی سلطان کی سرکار کمپنی کا
ملک نہین دبا لیا تہا۔ نہ کوئی مال چہین لیا تہا نہ کوئی حق تلف کیا تہا نہ کوئی حملہ کیا تہا۔ مرہٹہ اور نظام
جیسی بیوفائی اور نا اہلیت کسی دوست سے پہلے ہو چکی تہی وہ اب ہی تہی مگر ان دلائل کی تردید یون ہوتی ہے کہ سلطان

گو وہ کام نہین کئے تہے جو اصل لڑائی کی سبب تہے ہین مگر اونسے باوجود عہد و پیمان موثق کے یہہ عہد شکنی کی کہ ٹیپو سلطان
کی امداد بالکل انگریزون کی جڑ پیڑ کاٹنے کے لیئے مانگی اور اس امداد کے حاصل کرنے مین کسی بات مین اونسے کسر
باقی نہین رکہی گو وہ فرانسیسون کی ناقابلیت کے سبب سے بہم نہ پہونچی۔ مگر فرانسیسون نے بہی اسکو صاف جواب
نہین دیا۔ اب کیا یہہ مناسب تہا کہ جب اوسکے منصوبے پختہ ہوجاتی تو ہم سب شدنیات ہونیکے لئی منتظر
بیٹھے رہتے۔ نظام کا حال بہی کچہہ اور ہوگیا تہا جیسا اوپر ہوا۔ وہ فرانسیسی سپاہ کے قبضہ مین تہا جہان
اہل قلم کے ماتحت اہل سیف ہوتی ہین وہان خونریزی و فساد انگیزی کا اندیشہ نہین ہوتا۔ مگر نظام کے ہان اہل
سیف کے زیر حکم اہل قلم تہے ہمیشہ قلم ہونیکی دہشتین رہتی ہین۔ مرہٹون مین دولت راو سیندہیا سب مین سر برآوردہ
تہا وہ انگریزون پر رشک و حسد رکہتا تہا غرض یون اقوال ہزار بہت سے ہین مگر قول فیصل لارڈ ولزلی
کی ہی رائے ہے۔

(۷) اب لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکو مقدم سمجہا۔ اسوقت نظام الملک کا
وزیر مشیر الملک معروف میر عالم مدار المہام تہا۔ وہ مرہٹون کے ہان جس زمانہ مین قید تہا اوس عرصہ
مین فرانسیس نظام کے سر پر بہت چڑہ گئی تہے۔ اس میر عالم کا دل فرانسیسون سے ہٹتا چلا تہا اوسنے
وہ زمین جو اس سپاہ کے خرچ کے لئی معین کی تہی اپنے قبضہ مین لے لی۔ اور بار بار رزیڈنٹ سے کہا کہ اگر انگریزی
سپاہ آجائے تو ان فرانسیسون کے عذاب سے جان چہوٹ جائے۔ یہہ درخواست سر جان شور سے بہی
نظام نے کی تہی مگر اونہون نے انکار کر دیا تہا۔ سر جان شور کی اس غلط فہمی و نامعاملہ دانی کو لارڈ
ولزلی نے درست کر دیا۔ اور یکم ستمبر ۱۷۹۸ء کو نیا عہد نامہ دس شرطون کا لکہا گیا۔ اول پانچ شرطین
تو خرچ سپاہ کے باب مین تہین۔ کہ ستاون ہزار سات سو تیرہ روپیہ جو انگریزی سپاہ کے خرچ کے لئی پہلے سے
مقرر تہے اب اوسکی جگہ دو لاکہہ ایک ہزار چار سو پچیس روپیہ مقرر کئے جائین۔ اور چہہ ہزار سپاہ انگریزی
حفاظت کے لئی قلمرو نظام مین رکہی جائے۔ چہٹی شرط یہہ تہی کہ جسوقت انگریزی لشکر حیدرآباد مین پہونچے
تو تمام فرانسیسی افسر اور سرجنٹ موقوف کئی جائین اور اونکی سپاہ دیسی منتشر اور پراگندہ کردی جائے کہ
کوئی نشان اونکے پہلے کارخانون کا باقی نہ رہے۔ اور نظام کے تمام ملک مین کوئی فرانسیسی نہ پائے

کوئی اہل یورپ بغیر اجازت سرکار کمپنی کے نہ اوسکا ملازم ہو نہ اوسکے ملک مین سکونت اختیار کرے باقی
شرائط یہہ تہین کہ نظام کو مرہٹون کے ناجائز مطالبون سے انگریز محفوظ رکہینگے نظام کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنے
۶۵ برس کی عمر مین وہ ہوش اور عقل نہ رکہتا تہا جو اوسکے باپ کی سو برس کی عمر مین عقل و ہوش تہے
اوسکو ایسی شرائط کے منظور کرنے مین تامل ہوا کہ اوس قوم کو جسکو اپنی سلطنت کی ابتدا اوسی سے برسر عروج دیکہا تہا
اوسکو یون نکالدے جسمین سیکڑون خوف ہون۔ وزیر کے دلمین سو سو وسوسے آتے تہے کہ معلوم نہین کیا ہو جائیگا
مگر آخر کو وزیر خوش تدبیر نے نظام کو سمجہایا کہ اوسکی سلطنت بالکل بے حفاظت ہے اسلئے بہتر ہے کہ اوس قوم کے
ساتہہ اتحاد پیدا کیجئے کہ جو اپنے ایمان مین ایماندار اور وفاء عہد مین استوار ہو۔ یہہ حالت ابہی نہین گذرے تہے
مرہٹون کی دست درازی اور سلطان ٹیپو کی ترکتازی کے خوف و اندیشہ مین رہنے سے غرض اس وزیر نے
جون تون کرکے نظام سے عہدنامہ پر دستخط کرا لئے۔

(۸) اب لارڈ ولزلی نے یہہ قصد کیا کہ جو نظام سے عہد و پیمان ہوئے ہین اوسی قسم کے قول و قسم پیشوا کے
ساتہہ بہی ہو جائین مگر یہہ تدبیر کارگر ہوئی جب سیندہیا پیشوا پر چڑہا ہے تو اوسنے انگریزون سے
درخواست مدد کی تہی مگر اوسوقت سرجان شور نے اوسے انکار کر دیا تہا۔ اسلئے پیشوا نے نظام کو آٹہہ
لاکہہ روپیہ کا ملک لیا ہوا دیدیا۔ اور عہد و پیمان اوسنے کرلئے مگر سیندہیا نے جو اب اسکا عوض لیا۔ اور نانا فرنویس
جو قید مین تہا اوسکو چہوڑا اور ٹیپو سلطان کو ملاکر نظام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس سبب سے سیندہیا
اور پیشوا مین چند روزہ مصالحت کی صورت ہوگئی تہی مگر نانا فرنویس کے جہگڑے ہی بیچ مین پڑ جاتے تہے
کہ اسوقت ریذیڈنٹ نے لارڈ ولزلی کی طرف سے یہہ شرائط عہد و پیمان پیش کی کہ سیندہیا کی دست درازی
سے پیشوا کے بچانے کے واسطے ایک لشکر کثیر انگریزی اوسکی خدمت مین رہا کریگا۔ اور اوسکے خرچ کے واسطے
تدابیر مناسب کیجائینگی۔ فرانسیسونکو بالکل اپنے ملک سے ہمیشہ کے لئے نکالنا پڑیگا۔ جو نظام و سیندہیا مین قضیئے
پیش ہونگے اونکا انفصال انگریز ثالث بنکر کیا کرینگے۔ گورنر جنرل نے اس صلح کا ایسا شوق ظاہر کیا کہ
جیسے اوسکا مطلب حاصل ہوا۔ غرض اس صلح کی گورنر جنرل کی یہہ تہی کہ پیشوا کو وہ سلطنت و سطوت قدیمی
حاصل ہو جائے مگر وہ اپنی سیاست سے اس صلح کو یہہ سمجہا کہ حقیقت مین وہ مرہٹون کی عظمت دبانیکا

پیشوا کے ساتہہ عہد و پیمان

شان و شوکت کو مٹانیوالی ہے پیشوا نے نانا فرنویس کی صلاح سے یہہ عہد و پیمان تو نہ کئے مگر رزیڈنٹ سے کہا کہ مین اون عہد و پیمانونکا جو تینون کے درمیان ہوئے ہین ہمیشہ پاس اور لحاظ رکہونگا۔ اور مرہٹونکی سپاہ عظیم کو تیاری کا حکم دیدیا۔ کہ وہ گورنر جنرل کے ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے جائین مگر اوسکی نیت مین یہہ نہ تہا کہ یہہ سپاہ جاکر وہان اونکی ہی ہلائے۔ غرض مرہٹون نے مواعید کاذبہ سے انگریزون کو دم دلاسے مین رکہا اونکے ساتہہ لڑائی مین ہاتہہ نہ ہلایا۔

سندھیا اور نظام سے انگریزوں کا عہد وپیمان

(۹) جب پونہ مین یہہ عہد و پیمان ہورہے تہے تو کرنل کولنس رزیڈنٹ دربار سیندھیا نے زمان شاہ کا خط اوسکے روبرو پیش کیا جسمین لکہا ہوا تہا کہ اگر انگریز زمان شاہ کی امداد کرین تو وہ مرہٹون کا استیصال بالکل ہندوستان مین کردے اور شہنشاہ دہلی کو اونکی قید سے چہڑائے۔ مگر رزیڈنٹ نے سیندھیا سے یہہ کہا کہ گورنر جنرل کا ہرگز یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ زمان شاہ کو امداد دیگا اور اوسکے ساتہہ ملکر ہندوستان کی حالت کو تہ و بالا کرے اور تمہارے قبضہ مین جو ملک ہے اوسکو زیر و زبر کردے۔ اگر سیندھیا شمال کو چلا جائے تو انگریزی سپاہ اوسکی امداد کے واسطے موجود رہیگی سیندھیا نے انگریزون کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیسے تو انکار کیا مگر یہہ اقرار کیا کہ مین شمال مین اپنی ملک مین جاتا ہون مگر اوسکو پورا نکیا۔ سیندھیا اور پیشوا اسوقت انگریزون کی عالی ہمتی کو دیکہہ کر جلتے تہے اور سلطان کی طرف ہوا چاہتے تہے۔ مگر سیندھیا کو یہہ خوف لگا ہوا تہا کہ شمال مین جو اوسکا ملک ہے اوسپر کہین انگریز نہ حملہ کرین۔ اس خوف کے مارے وہ سلطان کے ساتہہ نہوا۔ غرض اس پیغام سلام کا نتیجہ یہہ تہا کہ مرہٹون سے نہ امداد کی امید ہوئی نہ مخالفت کا خوف ہوا۔ راجہ ناگپور اور سرکار کمپنی کا اس مہم مین اتحاد تہا جب کول بروک صاحب جو مشرقی زبانون کے فاضل اجل مشہور ہین اوسکے دربار مین بہیجے گئے کہ اتحاد قدیم کی از سر نو تجدید کرین تو راجہ نے صاف کہدیا کہ مین عہد و پیمان کے جہگڑون مین نہین پڑتا۔

(۱۰) اب موافق عہدنامہ جدید کے مدراس سے چار رجمنٹین مع توپخانون کے حیدرآباد کی طرف چلین اسوقت خزانہ سرکار مین اسقدر روپیہ نہ تہا کہ وہ اس سپاہ رستہ کا بہی خرچ کا متحمل ہوتا اسلئے لارڈ ولزلی نے بنگالہ سے روپیہ قرض لیکر اوسکو بہیجا اور وہ ۱۰ اکتوبر ۱۷۹۸ء کو حیدرآباد مین پہنچا

ایک نوجوان ہوشیار افسر تہے اور اونکے کاموں کی شہرت ہوتی جاتی تہی وہ اس ہندوستانی سپاہ کے سمجھانے کیلئے اور بہہ کہنے کیلئے بہیجے گئے کہ چڑہی ہوئی تنخواہ سب سپاہی اپنی لے لین - صاحب نے اس بیدارمغزی اور دانشمندی سے کام سرانجام دیا کہ چودہ ہزار آدمیون نے جو قواعد جانتے تہی اور بہاری توپخانے مسلح اور سامان حرب و ضرب تیار رکہتے تہے - اونہون نے صاحب کے سامنے ہتیار رکہدئے اور کسی کی نکسیر بہی نہ پہوٹی - اس کام کو دیکہہ کر سارے ہندوستانی رئیسون کے عقل دنگ رہ گئی اور وہ خیال اونکے دل سے کافور ہوگیا کہ سرکار کمپنی کی صولت و شوکت مین ضعف آتا جاتا ہے غرض یہہ بسم اللہ جنگ ٹیپو مین ایسی ہوئی کہ اوسکی برکت سی تمام منصوبے لارڈ ولزلی کے بخیر و خوبی انجام کو پہونچے - افران فرانسیسی کی لارڈ ولزلی نے بڑی خاطر کی - اونکو کلکتہ بہیجا اور یہان سے فرانس بہجوادیا - غرض کوئی مدارات اونکی ایسی نہین کی جیسے وہ قیدی اور اسیر معلوم ہوتے -

(۱۱) لارڈ ولزلی گرد اوری اسباب اذوقہ کے اہتمام مین جنگ ٹیپو کے لئے مصروف تہا کہ کورٹ ڈائرکٹرز کا بہی مراسلہ موریشس کا اشتہار دیکہہ کر آگیا تیس برس کے عرصہ مین تین دفعہ والی میسور سے انگریز جنگ کرکر نقصان اوٹہا چکے تہے - اسلئے اوسکا خوف اہل ولایت کو بہی بہت ستاتا تہا -

اسوقت سلطان ٹیپو کے ارادون کو سنکر اونکے پیرون تلے کی زمین نکل گئی - اور اندیشہ پیدا ہوا کہ اب سارا ملک حاصل کیا ہوا ونکے ہاتہہ سے نکلا - اسلئے اونہون نے لکہا کہ اگر فی الحقیقت ٹیپو سلطان نے فرانسیسون سے سازش کی ہے تو وہ سارے امن وامان کے عہد و پیمان سے پہر گیا - کچہہ ضرور نہین کہ ہم اسکے منتظر بیٹہے رہین کہ جب وہ لڑائی شروع کرے تو ہم لڑین بلکہ اوسکا علاج پہلے سے کرنا چاہئے اور اشتہار جنگ دیدینا چاہئے لیکن ہمکو یقین نہین ہے کہ یہہ اشتہار موریشس کچہہ اصل رکہتا ہے یا یونہین ڈہکوسلہ ہے - لارڈ ولزلی کی رائے سے جب اہل ولایت کا بہی صاد ہوگیا تو اونہون نے پوری پوری آمادگی سپاہ اور ساختگی اسباب کا ارادہ کیا -

۱۸ اکتوبر کو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بوناپارٹ مصر مین لشکر سمیت آن پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ مشرق مین فرانسیسی سلطنت کی اساس محکم قائم کرے - اگر یہہ آرزو اوسکی پوری ہوجاتی - اور مصر شام مین اوسکی سلطنت جم جاتی تو ہم فوراً گنگ کے کنارہ پر کرنیل ولزلی اور اوس مین دو دو ہاتہہ ہوجاتے اور

واٹرلو کی لڑائی کا انتظار کرین صاحب دنیا مین اپنی ناموری حاصل کرنیکی لگن مین تھا بغیر کسی کی ... جنرل ... کی
خبر پرونداران انگلستان نے لارڈ ولزلی کو لکھا کہ اس صورت مین گورون کی سپاہ ہندوستان مین زیادہ کی
جائے۔ چار ہزار گورے بھیجے جاتے مین جو عنقریب پہونچینگے۔ اس خبر کے پہنچنے کے بعد ولزلی نے احکام تاکیدی مدراس
کو روانہ کئے کہ ہر کارخانہ مین اسباب حرب کی تیاری بہت جلد کیجائے اور سرحد پر بھاری توپین اور بہاری
اسباب لیے توقف روانہ ہو۔ اور اوسنے ساحل کی سپاہ کو بھی مرتب کرنا شروع کیا اور اولٹن مین ہزار دو ہزار لشکر
(جو اپنی خوشی سپاہی نہین) سپاہی بھرتی کی اور ۳۳ رجمنٹ شاہی روانہ کی جسکے افسر کرنیل ولزلی
جنکا خطاب پیچھے ڈیوک ولنگٹن ہوا روانہ کیا۔

(۱۴) ۸ نومبر ۱۷۹۸ء کو کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ حیدرآباد مین فرانسیسی سپاہ کی برطرفی بسہولت بخیر و
خوبی عمل مین آئی تو اوسنے ایک خط ٹیپو سلطان کو یہہ لکھا کہ تمہاری اون سازشون اور کاروائیون
سے سرکار کمپنی ناواقف نہین ہے جو تم فرانسیسیون کے ساتھہ کر رہے ہو جو ہمارے سخت دشمن جہان مین اور
ولایت مین اونسے ہماری لڑائی ہو رہی ہے۔ پھر فرانسیسیون کی خصلت کے باب مین بہت کچھہ لکھا اور آخر
کو یہہ کہا کہ مجھے مناسب نہین ہے کہ مین تم سے یہہ بات کو چھپاؤن کہ جو تعلق دربردہ تمنے فرانسیسیون سے
پیدا کیا ہے اوسکے نتیجہ فقط یہی نہین ہین کہ ہمارے تمہارے اتحاد کی بنیاد برباد ہوجائے بلکہ تمہاری ملک
کے اندر کھلبلی اور ہلچل ایسی پڑجائیگی کہ تمہاری سلطنت اور مذہب دونون خاک مین ملجائینگے
غرض یہہ کام تم آپ اپنی خود تخریب کا کر رہے ہو۔ لارڈ ولزلی یہہ نہین چاہتے تھے کہ ساتھہ صلح [illegible] چاہتا تھا
اسلئے اوسنے سلطان کے ساتھہ حجت تمام کرنیکے واسطے میجر ڈوٹن صاحب کو سفیر بنا کر بھیجنے کا قصد کیا
اکتوبر کے آخر مین یہہ خبر آگئی تھی کہ نلسن صاحب نے خلیج ابوقیر مین فرانسیسیون کے بیڑے کو شکست فاش
دی۔ مدراس بھی گورنر جنرل نے جنگ کی تیاریان بہ زور جاری کین۔ اب لارڈ ولزلی کو یہہ یقین تھا
کہ ٹیپو سلطان کو فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اور حیدرآباد مین فرانسیسیون کے خارج ہونے سے اور انگریزی
سپاہ کی قدرت سے اور ساحل ملیبار پر انگریزی بیڑے کے ہونے سے دل پر ضرور ایسا اثر ہوا ہوگا کہ وہ
شرائط صلح کو جو مین پیش کرونگا مان لیگا۔ لارڈ صاحب کے [illegible] جنگ جو کچھہ ہو

لارڈ ولزلی اور سلطان ٹیپو کی خط و کتابت

جلد ہو۔ اسلئے اوسنے یہہ چاہا کہ مدارس چلئے۔ جہان سب معاملات کا تصفیہ جلد ہو جائیگا۔ اور راستے سے ایک خط سلطان کو بھی اس اطلاع کا لکھا کہ مین مدارس مین عنقریب پہونچنے والا ہون۔ ۳۱ دسمبر کو وہ مدارس مین اگیا اور یہان سلطان ٹیپو کے خط کے جواب کا منتظر تہا۔

یہان سلطان ٹیپو کا خط بھی ویسا ہی محبت آمیز باتون سے بہرا ہوا تہا جیسا کہ لارڈ ولزلی کا خط تہا۔ اوسنے اول انگریزون کی فتح کی جو فرانسیسون پر ساحل مصر پر حاصل ہوئی تہنیت دی اور اپنی بڑی خوشی اور مسرت ظاہر کی۔ فرانسیسون نے ساری جہان کی برائیان اور انگریزون مین دنیا کی بھلائیان ہین لیکن سلاد سفیرون کے بہیجنے کے جواب مین یہہ لکھا کہ یہان سوداگرون کی ایک قوم ہے اوسکے گماشتے ایک جہاز مین بہت سا اسباب لاد کر منور شمس لے گئے تہے اوسمین چالیس فرانسیس اور دس بارہ کالے رنگ کے کاریگر بیٹھے ہوئے روزگار کی تلاش مین میسور مین آگئے تہے بعض اونمین سے میرہان نوکر ہین بعض چلے گئے ہین۔ فرانسیس بڑے بدکار اور عیار ہین اونہون نے اس جہاز کی روانگی کی خبر کو اس طرح مشتہر کیا ہے کہ جس سے میرا اور سرکار کے دلون مین غبار کدورت آجائے۔ بہجرڈوٹن کے ساتہہ مشورہ اور صلاح کرنیکی ضرورت اس سبب سے نہین کہ جو انگریزون نظام پیشوا اور مجہہ مین معاہدہ اور مصالحت قائم ہوا ہے وہ ایسا مستحکم اور استوار ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہین سکتا۔ اوسکی استواری اور نظام فرمان روایان زمانہ کے لئے ایک نمونہ ہے ان عہد و پیمان نے ہمارے درمیان وہ الفت و محبت و مودت و موالست استحکام کے ساتہہ قائم کی ہے کہ اوس سے زیادہ خیال وگمان مین بہی نہین آتی۔

اس خط کے جواب مین لارڈ ولزلی نے ۹ جنوری ۱۷۹۹ء کو تحریر کیا اوسمین سلطان کے تمام وہ افعال اور حرکات مفصل بیان کئے کہ جسسے وہ سارے عہد و پیمان سابق سرکار کمپنی کے ساتہہ باطل ہوگئے۔ ہر کام سے اوسکی بیوفائی اور بدعہدی ٹپکی پڑتی تہی۔ جب سلطان نے سب دوستون کی دشمن سے جدید عہد و پیمان کئے ہین تو ضرور ہوا کہ دوستون کے ساتہہ بہی ابتعاہدہ جدید کیا جائے۔ دوستانہ سلطان کو فہمائش کی کہ وہ مسٹر ڈوٹن صاحب کی صلاح و مشورہ کو گوش ہوش سے سنے اور یہہ بہی لکہدیا کہ اگر خط کے پہونچنے کے بعد ایک دن سے زیادہ توقف کروگے تو اوسکا بڑا خمیازہ اوٹہانا پڑیگا۔ اب جنوری

ختم ہوا سلطان کا جواب آیا اسسے اوسکی گستاخی اور سرزوری معلوم ہوئی ورا دسے دشمنی کی آگ
اور بہڑکی اوتہی پہلے تو لارڈ صاحب نے ساحل ملیبار ہی مانگا تہا۔ اب آخر جنوری ۱۷۹۹ء مین اسکا
ارادہ ہوا کہ بہت سا روپیہ و بہی خرچ سپاہ کا مانگون۔ اب ۳ فروری کو ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل کو
معلوم ہوا کہ سلطان نے ڈبولو ایک فرانسیس افسر کو ڈچ کے علاقہ ٹرنکوبار سے پیرس روانہ کیا اور درخواست
بہیجی کہ دس یا پندرہ ہزار سپاہ انگریزون کو ہندوستان نکالنے کے لئے بہیجدو اوسکا سارا خرچ
مین دونگا اور زمان شاہ سے سازش کرنی شروع کی اور لکہا کہ دریاء سندہ سے پار اوترکر
اور کفار و مشرکین پر جہاد کرو خدا کے فضل و کرم سے آپکے غازیون کی شمشیر تیز سے انگریز علیہم
بہینگے جب ۹ جنوری کا خط لارڈ ولزلی کا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچا تو اوسکے کان کہڑے ہوئے
اور جو عہد و پیمان فرانسیسون سے کئے تہے اوسسے خوف اوسکے دل مین پیدا ہوا۔ اب نپولین بونا پارٹ
کا خط سلطان کے نام اس مضمون کا روانہ ہوا کہ مین بحر قلزم کے کنارے بیشمار لشکر جرار لیکر آن پہنچا
ہون اور عنقریب انگریزی لوہے کا جوا اوسکے کندہے سے اوتہا دونگا۔ اگرچہ یہہ خط ٹیپو سلطان
پاس نہین پہونچا تہا مگر افسران فرانسیس اوسکو یقین دلاتے ہے کہ بونا پارٹ لشکر ہندوستان
کو روانہ کیا ہے اور وہ عنقریب آنیوالا ہے اور وہ اسی انتظار مین بیٹہا ہوا آنکہین سینکا کیا۔ آخر
لارڈ کے خط کا جواب ہی مشرقی تحریر کے طور کا کہ القاب و آداب بہت لنبا چوڑا اور مطلب تہوڑا
یہہ لکہا کہ میری عادت شکار کہیلنے کی ہے مین شکار کو جاتا ہون اب جو ڈیوٹن کو تنہا یا تہوڑے
آدمیون کے ہمراہ بہیجدیجئے۔

(۱۳۳) اسوقت ٹیپو سلطان جو جال چلا ہی چلا وہ یہہ سمجہا کہ مجہے کس صاحب تدبیر و شمشیر سے
پالا پڑا ہے اوسکے آگے یہہ وعدہ و درخواستی کیا خاک سنبہلینگے اس لیت و لعل سے کیا
فائدہ اوٹہیگا لارڈ ولزلی نے اب عزم مصمم کر لیا کہ ایک ہی لڑائی مین تمام کام سلطان کا تمام کیجئے
اور دار الخلافہ سرنگاپٹن کو لے لیجئے۔ یہی دار السلطنت اوس کا سرمایہ ناز اور افتخار
ہے اور سکے استحکام پر اوسکو گہمنڈ ہے۔ یہی سلطان کی ساری سلطنت کی جان ہے۔ اوسکا

انگریزی سپاہ کی چہاونی سرنگاپٹن اور ... دیوار شہر سے ... فاصلہ ...

لے لینا سلطان کو بے جان بنانا تھا۔ برخلاف اور قلعون کے یہہ قلعہ جون سے نومبر تک ممتنع الوصول تھا۔ اسکا سبب یہہ
تھا کہ وہ ایک جزیرہ مین واقع تھا۔ اس موسم مین جزیرہ کے گرد دریاء کاویری کی طغیانی خود ایک قلعہ
خدا آفرین بن جاتی تھی پہر وہان کسی کا پہونچنا مشکل تھا۔ پس اگر وہ اس موسم سے پہلے فتح نہو تو دوسری لشکر کشی بیفائدہ
تھی اور دوسرے موسم کے لئے خرچ لشکر کشی کی زیر باری جدا تھی۔ اسلئے شروع سال کا ایک ایک دن گنا جاتا تھا
اب گورنر جنرل نے اپنے خط مورخہ ۲۸ جنوری ۱۷۹۹ء کے جواب کا انتظار نہ کیا۔ اور ۳ فروری کو حکم دیدیا کہ جنرل ہیرس کے
ساتھ انگریزی سپاہ اور میر عالم کے ساتھ نظام کی سپاہ فوراً میسور کو چلی جائے۔ کیونکہ اتنے دنون تک جو
وہان سے کچھ جواب آیا اس سے یہان خیال پیدا ہوا کہ باوجود جواب کی جلد لکھنے کی تاکید کے اسکا کچھ اثر
نہین ہوا۔ یہہ امر گستاخی اور چال بازی سے خالی نہین۔ جب وہ گستاخانہ جواب ۱۳ فروری
کو آیا جو اوپر بیان ہوا تو لارڈ ولزلی نے کہا کہ میجر ڈیوٹن کی سفارت کی اب ضرورت نہین۔ مگر اب
جنرل ہیرس جو سپاہ کو لیکر سب سے پہلے روانہ ہوئے تھے اختیار رہے کہ وہ اگر ضرورت جانے تو ٹیپو سلطان
کے کسی سفیر کی باتین سن لے۔ کیا تعجب کا مقام ہے کہ چھ مہینے پہلے کیا بے سامانی تھی گورنمنٹ مدراس نے
لکھا تھا کہ آٹھ ہزار آدمیون سے زیادہ لشکر جمع نہین ہو سکتا۔ اور یہہ سپاہ اسقدر بھی نہین ہے کہ اگر سلطان ٹیپو
حملہ کرے تو کرناٹک کی بھی حفاظت کر سکے۔ مگر یہہ گورنر جنرل کے حسن تدبیر اور دانش اور فرزانگی کا۔ اور
کرنیل ولزلی کا حسن اہتمام اور لارڈ کلائیو گورنر مدراس کے تنسیق مہام کا کارنامہ ہے کہ ایک لشکر
۲۰۸۰۲ سپاہیون کا آراستہ و پیراستہ ویلور مین ہو گیا۔ اور اسمین چھ ہزار گورے تھے۔ اور ۱۰۴
توپین اور ۴۰ توپین میدانی تہین اور پیراسپر اور لشکر نظام کا اضافہ تھا اوسمین دس ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے تھے۔ اور ان پیادون مین ۳۶۰۰ وہ سپاہی تھے جنکو ریمنڈ فرانسیسی
نے قواعد سکھائی تھی۔ اور اس سپاہ نظام کے افسر کرنیل ولزلی اور کپتان مالکم تھے۔ اسلئے اب کی دفعہ
نظام کا لشکر حقیقت مین لشکر تھا۔ لارڈ کورنوالس کے عہد کی طرح وہ نام کا لشکر نہ تھا۔ اور اوسنے اسوقت
بڑی بڑی کام کئے۔ جتنے افسر اس سپاہ مین تھے سوا ایک کے سب پہلے میسور کی لڑائی مین شریک تھے۔ جنرل ہیرس
صاحب خوب با اصول اور مقامون سے واقف تھے۔ لارڈ ولزلی اسوقت سلطان کو ایسا ہی حقیقت جانتا تھا

یہہ ملک ایسا تہا کہ جنرل سٹوورٹ نے اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کردیا تہا وہ جدا جدا سفر کرتا تہا تب
جنرل سٹوورٹ اور جرنیل ہارٹلی کے سپاہیون کے درمیان جنمین دس میل کا فاصلہ تہا کہ سلطان
نے ان دونون کے بیچ مین اپنا لشکر ڈالدیا ساحل ملیبار پر جرنیل ہارٹلی کا نام بڑا مشہور تہا
اوسنے اور کرنیل لونٹرڈ سٹو ر سے چہہ گہنٹہ تک اوسکا سخت مقابلہ کیا - اور جسوقت اون پاس فقط
ایک کارتوس رہ گیا تہا تو جرنیل سٹوورٹ بہی عین ضرورت کے وقت آن پہونچا اور اوسنے آتے
ہی لڑائی کا فیصلہ کردیا ٹیپو سلطان شکست کہا کر اور دو ہزار آدمیون کو میدان جنگ مین قتل
کرا کے جنگل مین چلا گیا - انگریزون کے بہی ۱۴۳ آدمی ضائع ہوئے جنرل ہیرس کی سپاہ مع
لشکر نظام کے ۵ مارچ کو دشمن کی سرحد پر قدم رکہا - اوسکے ساتہہ قلعہ شکن توپین بہاری بہاری
تہین - اور بہیڑ بہنگاہ بہت کچہہ تہا نظام کے لشکر کا سامان بہت تہا بنجارون کی بہیڑ بہاڑ جدا تہی
غرض بڑی مشکل اور جر ثقیل سے لشکر ہر روز پانچ میل چلتا تہا - اور قحط بہی دو چار منزل پیچہے ہی اوسکے ساتہہ
ساتہہ چلا آتا تہا - اگر سلطان مین دسان باقی ہوتے تو وہ اپنے سوارون سے ان بنجارون کی خبر لیتا -
وہ ایسے پراگندہ اور منتشر تہے کہ انگریزی لشکر اوسکا کچہہ انتظام اور علاج ہی نہین کر سکتا تہا -
غرض یہ لشکر کے سفر کی مانع ہوتی اور برسات کا موسم آجاتا جسمین لشکر کا سفر دشوار ہوجاتا
اور لارڈ کورنوالس کی مراجعت کا سا حال ہوجاتا - جب سلطان جنرل سٹوورٹ سے شکست کہا کر
اپنی دار السلطنت مین آگیا ہے تو اوسنے اب ارادہ کیا کہ جنرل ہیرس کے لشکر پر حملہ اسسے پہلے کرون
کہ بمبئی کا لشکر اوسمین شامل ہو - بنگلور پر جنرل ہیرس کا لشکر ۱۵ مارچ کو پہونچا تہا - بنگلور
سے سری رنگ پٹن کو تین سڑکین جاتی تہین جس راہ پر جنرل ہیرس چلا وہ سلطان کو نہین معلوم
تہی - اسلئے راہ وسط پر سلطان چلا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ جنرل ہیرس کا لشکر کس رستہ پر گیا ہے
تو وہ ادہر کو روانہ ہوا - اور اس خوبی راہ مین وہ بہت جگہ انگریزی لشکر کو روک سکتا تہا - اور اوسنے
ایک عمدہ مقام اوسکے روکنے کے واسطے تجویز کیا مگر تعجب ہے کہ اوسے چہوڑ کر مالاولی سے دو میل پر لڑنے کا
ارادہ کیا - جہان انگریزون کو اپنی پناہ کے لیے بہت سی اوٹین مل گئین - ۲۷ مارچ کو سلطان کے لشکر کی

یہان کرنیل ولزلی کے لشکر پر حملہ کیا اور اوسکا مقابلہ کرتے کرتے سانڈیکے فاصلہ پر جا پہونچے معلوم نہین
نتیجہ کیا ہوتا کہ عین وقت پر کرنیل فلوئڈ سوارونکو لیکر آگئے اور سلطان کے لشکر کا شیرازہ کردیا۔ ایک ہزار
سے زیادہ آدمی اوسکے مارے گئے اور ۹۰ سپاہی انگریزی ضائع ہوئے۔ اور پہر سلطان جنرل ہیرس کے
عقب مین چلا گیا سلطان کو یہہ خیال تہا کہ جنرل ہیرس اوسی بیچ کی شمالی راہ سے آئیگا جس پر پہلے
لارڈ کورنوالس آیا تہا۔ اسلئے اوسنے اس راہ کو بالکل ویران اور برباد کردیا تہا اور بیرکا بہی وہان
نہ چہوڑا تہا۔ مگر جرنیل دس میل سے جو پہلے راہ کے مقابل تہی چلا اور کاویری سے سوسلا پر پایاب اوترا
یہہ مقام مشرق مین سری رنگ پٹن سے پندرہ میل پر تہا اور کوئی اوسکا مزاحم نہوا جب سلطان
کو یہہ معلوم ہوا کہ جو مین منصوبہ باندہتا ہون اوسمین مات ہوتا ہون۔ اور کسی تدبیر کا نشانہ نہین
بیٹہتا۔ ساری تدبیرین اولٹی ہوئی جاتی ہین تو اب اوسنے تدبیر کا دامن چہوڑ تقدیر کا ہاتہہ پکڑا۔ قاعدہ
ہے کہ مسلمانون کو مصائب اور نوائب مین دل کی بڑی تسلی بخش تقدیر ہی ہے اس وقت اوسکے
اوسان خطا تہے۔ اس حال مین بہی اوسنے اپنے سب افسرونکو بلایا اور آبدیدہ ہوکر مشورہ و صلاح لینی چاہی
سب نے کہا کہ ہم سب نے یہہ جان تصدق کرنیکو موجود ہین اور ہم سب کی اور آپکی دار السلطنت و سلطنت
کے بچانے مین جان و دل سے جد و جہد کرینگے۔ دشمنون کو مار لینگے یا خود مر جینگے۔ انگریزی سپاہ ایک مہینہ
سلطان کی عملداری مین سفر کرکے دارالسلطنت کو دارالسلطنت سے تہوڑے مقام پر پہونچے۔ انگریزی لشکر
اپنی عملداری مین سات میل روزینا اور سلطان کی عملداری مین پانچ میل روز ...
لشکر نے مورچون کی لین دولت باغ سے ہیرچم کے پل تک چہ سات سو گز فاصلہ پر باندہ دی
ان مورچون اور دریا کے درمیان سلطان کا لشکر تہا۔ کرنیل ولزلی نے شام کو اوسپر حملہ
کیا مگر ناکامیاب ہوا۔ دوسرے روز استقدر لشکر بہیجا گیا کہ دشمن اوسکا مقابلہ نہ کرسکتا تہا اوسنے اس لشکر
کو نکال دیا اور اس طرف مورچے ہزار بارہ سو گز پر قائم ہوگئے۔ اور بمبئی کی سپاہ بہی آکر جنرل
ہیرس کے لشکر کے ساتہہ شامل ہوگئے۔ سلطان نے یہہ حالت دیکہکر وکیل کو جنرل ہیرس
پاس صلح کا پیغام بہیجا۔ اسکا جواب جنرل ہیرس نے یہہ دیا کہ مجہکو اجازت ان شرائط پر صلح کرنے کی ہے

ہوش افزا کو نہ پہونچے ۔ مگر اونکے مرنیکی خبر گئی ۔ اوسوقت ہوش آیا ہائے وائے مچائی کہ کیا میرا جوانمرد بہادر مارا گیا ہے ۔ جبکہ سپاہ سلطان پاس نہی اوسکو تیار کرکے وہ خود اوس شرقی دروازہ کی طرف چلا جہان انگریزون نے یہہ ٹہرایا تہا کہ اوسکے دونو طرف سے آدمی آدمی فصیل پر لشکر قبضہ کرتے ہوئے آئین اور ملیچا ئینز یہان انگریزی کچہہ اونچی سپہ سالاری کا کام نہین کیا اور کوئی جوہر سپہ گری نہ ظاہر کیا جیسے اور سپاہی ہندو مارتے تہے وہ بہی دشمنون پر گولیان چلاتا رہا ۔ اب جنرل بیرڈ لشکر لیکے دہاوا کیا ۔ اور آفتاب کی طرح نصف النہار پر اپنے چہرہ روشن کو فصیل پر چڑہ کر دکہایا ۔ اور انگلستان کا نام روشن کر دیا ۔ پہر کیا تہا سارا لشکر چڑہ گیا شرقی دروازہ پر سلطان کی جان نثار سپاہیون نے جان نثاری کی سلطان کے پہلو مین ایک گولی آکر لگی اور اوسکے ساتہہ ایک اور زخم لگا پہر گہوڑا زخمی ہوکر مرا یہہ بہی گر پڑا ۔ اوٹر گئی ۔ اوسوقت اوسکے بعض نمک شناس و جان نثار ملازم اوسکو پالکی مین ڈال لے چلے ۔ مگر کشتون کے پشتون نے پالکی کے پاے پکڑ کر اوسکو چلنے نہ دیا ۔ راہ مین انگریزی سپاہیون سے دوچار ہونا پڑا ۔ ایک سپاہی نے جواہر سے قبضہ شمشیر کو مرصع دیکہکر اوسپر ہاتہہ ڈالا ۔ سلطان نے پیش قبض اوسکے مارا ۔ اوسنے جہنجلا کر سلطان کے گولی ایسی ماری کہ وہ بہی کشتہ ہوکر مردون مین شامل ہوا ۔

(۱۵) اب جنرل بیرڈ کا لشکر سلطان کے محل کی طرف چلا ۔ اور میجر ایلیٹ ایک لیوار پر جو نا تمام پڑی تہی چڑہا اور علم امن و امان اوسکے ہاتہہ مین تہا پہر وہان اوسکو ایک کمرہ مین لوگ لیگئے جہان سلطان کے دونو بیٹے ایک عجب حیرانی اور پریشانی کے عالم مین بیٹہے تہے میجر صاحب نے اونکی اور اونکے ملازمون کی تشفی اور تسلی دی اور کہا کہ کوئی محل خطر نہین ہے اگر تم محل کے اندر سے اپنے باپ کو لا کر حوالہ کر دو اسپر اونہون نے کہا کہ سلطان یہان محل مین نہین ہے ۔ پہر اوسنے یہہ کہا کہ باہر کا دروازہ کہولو کہ ہمین سپاہ ظفر یاب داخل ہو اس بات کو بامشکل اونہون نے مان لیا ۔ اب یہہ دو لڑکے جنرل بیرڈ کے پاس بلائے گئے ۔ اور وہ اپنی کمال مہربانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا ۔ اب جنرل صاحب سلطان کی تلاش مین تمام محلات ڈہونڈتے پہرتے تہے کہ وہ اوس دروازہ پر پہونچے جسکو جنگ نے مسلخ قصاب بنا رکہا تہا ۔ رات مشعلیں جلا کر مردون کی لاشین جدا جدا دیکہی جاتی تہین ۔ ایک پالکی مین راجہ خان زخمی پڑا تہا

اور سپنے آقا کی لاش کا پتا پایا تو وہ بعد تلاش ملی۔ پہر نہایت اعزاز اور احترام سے حیدر علی کی قبر پابر
سلطان دفن ہوا۔ اسوقت جو انگریزون نے مروت اور انسانیت و آدمیت ہمدردی سلطان کے اہل و عیال
کے ساتھہ برتی ہے وہ ایسی ہے کہ انسان اپنی انسانیت پر افتخار کرے تو بجا ہے وہ ایک انسانیت کا کام تہا کہ جسکو
انسان ہمیشہ خیال کرکے مسرور ہوگا۔ غور کا مقام ہے کہ اس قلعہ کا فتح کرنیوالا وہ جو انمرد بیرڈ تہا جو سلطان کی
قید میں تین برس تک زنجیرون کی کشاکش میں رہا تہا۔ سپاہ گو وہ وہی تہی کہ جو اس انتقام کے جوش میں بہری
ہوئی تہی کہ سلطان نے تمام انگریز قیدیوں کو اس حملہ سے کچھہ قبل قتل کرڈالا تہا۔ سلطان وہ تہا کہ جسکی نفرت
قلبی انگریزون کے ساتھہ ضرب المثل تہی۔ انسان کا کوئی جذبہ انتقام سے زیادہ زبردست نہیں ہے۔ وہ شاید اور
کاموں میں اتنا جوش میں نہیں آتا جیسا کہ لڑائی میں وہی سبب اور نتیجہ جنگ ہوتا ہے۔ جسوقت دشمن کو
کوئی مغلوب کرلے تو اوسوقت انتقام کی اور آدمیت دکہانیکا مقتضا یہہ ہوتا ہے کہ اوسکو پامال کردے۔ اگر کسی
دشمن کو ہم اپنے انتقام و رحمت کے تیر کا شکار بنانا چاہیں اور اوسکو بلندی سے گرا کر خاک مذلت پر لائیں اور اوسکی
قوت کو توڑ کر ضعیف کردیں تو اوسکا ایک غیر حالت کا سا ہوجائیگا کہ خود ہم اوسکو دیکہنے سے مسرور ہوں یا پہر سے
بچا کر اوسکے حال زار پر دو چار آنسو بہاوین۔ ادسیر پر کہنا کوئی بڑی نیکی انسان کی نہیں بلکہ وہ نیکی
جسپر انسان کو اپنی مخلوقات میں اشرف ہونیکا افتخار ہو وہ ہے کہ جسوقت نفس امارہ کا شیر اغراض نفسانی کی دہاڑ میں بار بار
تو اوسکے غصہ کو اوتاریں اور دبائیں شجاعت اور جوانمردی اسکا نام ہے کہ ایسے وقت میں اس نفس کشی کو
ماریں۔ سو اسوقت انگریزون نے یہہ نفس کشی کی یہہ ایک نتیجہ تعلیم ہے۔ غرض چند مہینون میں وہ دارالسلطنت جسکو
بیسو فتح ہوگیا جسکی حفاظت بیس ہزار سپاہ کرتی تہی اور ۲۸۷ توپین اور بہت ذخیرہ ہوتی تہیں اور سامان
ضرب و رکہا ذخیرہ بکثرت سے موجود تہا۔ لارڈ ولزلی اور مہارت فن سپہ گری کی بہتر ہوتی تہی اگر انگریزی
سپاہ فرانسیسی کسی عمدہ سپہ سالار پاس اس قلعہ میں ہوتی تو قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ وہ ہرگز لشکر انگریز سے فتح
ہوا ہی نہ لگنے دیتے۔ اور اوسکی سرحد پر دشمن کے لشکر کے گرد نہ اوڑنے دیتے۔ دارالسلطنت کیا فتح ہوا سلطنت اور
کا خاندان ہی ختم ہوا۔ اسوقت سلطان کی چہیالیس برس کی عمر تہی۔ اوسمیں نے باپ کی ہی سلطنت
سلطنت کے باب میں زمین ہندوستانی کہتی ہے کہ باپ نے جو کچھہ پیدا کیا تہا بیٹے نے سب کہو دیا

تمام بازار کھل گئے اور اجناس تجارت کی آمد نے شہر کو رونق ہو گئی - بازار مین اسقدر ہجوم آدمیون کا ہوتا تہا
کہ کھوے سے کھوا چھلتا تہا - غرض جو طوفان بے تمیزی کا ایسی حالتون مین برپا ہوا کرتا ہے وہ ہنگامہ ہیچ تہا - سلطان کو
اپنی شجاعت پر نخوت تہی - قلعہ کی حصانت اور استواری پر افتخار تہا - محافظت ایزدی کا بھروسا تہا - اسلیئے
اوسنے کوئی چیز قلعہ سے اپنی جدا نہین کی - سارا خزانہ دولت کا سب اوسی مین رہنے دیا - جب انگریزون کا قبضہ
اوسپر ہو گیا تو اونہون نے محل سلطانی پر سپاہیون کی دست درازی نہونے دی - اسلیئے سارا مال اسباب امانت کا
امانت ہاتھہ لگا - ایک تنکا اختلال نہونے پایا - نفیس اسباب غنیمت کی یہہ تہی ۹۲۹ توپین جنمین سے ۲۸۷
قلعہ پر چڑہی ہوئی تہین - ایک لاکھہ بندوقین اور کاربین اور تلوارین ہزارون - گولے بارود کے ڈہیر کے ڈہیر
جواہر ایک کروڑ دس لاکھہ روپیہ کے - یہہ تو سب کچھہ تہا ہی مگر سب سے زیادہ عمدہ چیز جو انگریزون کے ہاتھہ لگی وہ
کتب خانہ سلطانی تہا - گو اوسمین کتابین بہت عمدہ نہین مگر اوسکے اندر وہ سب تحریرات اور نوشتے موجود
تہے جو امورات ملکی مین لکھے گئے تہے - اور اوسے لارڈ ولزلی کو کمال خوشی ہوئی کہ اب انکو تحریری شہادت
اس امر کی ہاتھہ مین آگئی کہ ٹیپو سلطان نے کیا کیا کارستانیان انگریزون کے استیصال کرنے مین کی تہین
لارڈ صاحب کو خوف تہا کہ اگر یہہ ثبوت نہ پہونچتا تو ولایت مین یہہ میری جنگ باوجود فتحیابی کے اونکو پسند خاطر
نہ آتی جنکو مین چاہتا تہا کہ پسند آئے - اب ان کاغذات کو دیکھئے تو موریشس مین قاصدون کے جانیکا
حال آئینہ ہو گیا کہ ۱۷۹۸ء مین منگلور مین فرانسیسی ریپالیو کا جہاز شکستہ ہو کر پہونچا - اوسکو یہان سے
آدمی سری رنگ پٹن مین لے گئے - یہان وہ بعض اپنے ہم وطنون سے جو منصب اعلا رکہتے تہے ملا - یہہ
شخص ایسا جاہل تہا کہ اپنی زبان کے ہجے تلک نہین کر سکتا تہا - ۲۳ مئی ۱۷۹۸ء کو جو خط اوسنے لکھا ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے بدی کا موجب کرنیکے لیئے آمادہ تہا یہانتک کہ اپنے ہم وطنون پر تہمت لگانے مین بہی
اوسکو عذر نہ تہا - وہ ساری مکاری اور عیاری اس کام کے لئے کام مین لایا کہ مین سلطان تک پہونچون
اوسنے بیان کیا کہ انگریزون پر ہندوستان مین حملہ کرنیکی آتش شوق ہی گورنمنٹ فرانس کے سینہ مین
نہین مشتعل ہو رہی ہے بلکہ وہ حملہ کرنیکے لئے آمادہ بہی ہے اور بہت سی سپاہ اوسنے جزائر فرانس مین بہیجدی
ہے اور اب وہ اسکی منتظر بیٹہی ہے کہ سلطان ٹیپو اونکا قدیمی رفیق اور دوست کیا معاونت و مساعدت

رقم مختصر تہی کہ گورنر جنرل نے مع کونسل کے بغیر ولایت کی منظوری کے سپاہ کو حکم دیدیا کہ روپیہ تقسیم کرلین ولایت مین بہی یہہ حکم لارڈ ولزلی کا منظور ہوگیا اور اوسکی ذات خاص کے واسطے حکم آیا کہ اناج جو قلعہ مین ہاتہہ آیا تہا اور وہ سرکار کمپنی ہی کی ملک ہی تہا اوسکی قیمت سے دس لاکہہ روپیہ وہ اپنے کارنمایان کے صلہ مین لیلے - مگر اس حسنا اعتبار اور والا تبار نے اوس روپیہ کے لینے سے بہی انکار کردیا اسپر اہل ولایت نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ بیس برس تک اونکا مقرر کردیا - جنرل ہیرس نے اپنی حرص و ہوس سے اپنے حصہ سے بہی دو چند تیرہ لاکہہ روپیہ لیلیا اور افسرون نے بہی یہی کام کیا - اس نامناسب تقسیم غنائم سے بہت مستحق اپنے حق سے محروم رہے - آخر کو دیوانی عدالت مین اسکا مقدمہ ولایت مین دائر ہوا جسمین بعض کی نیک نامی پر بدنامی کا داغ لگا - اور اونکی فتح کی عزت مین بٹا آیا - جب انگریزون کو فتح حاصل ہوگئی تو وہ اب کل سلطنت میسور کے مالک ہوگئے - چاہتے تو شیر کا سا حصہ لیسکتے تہے - مگر سرکار کی ہمیشہ یہہ تدبیر چلی آتی تہی کہ جہانتک ہوسکے اونکی وسعت سلطنت ہندوستانی رئیسون پر نہ ظاہر ہو کہ جس سے اونکے دلمین حسد اور رشک کی آگ بہڑکی اور ناحق کی تکلیفات اوٹہانی پڑین - اس سبب سے گورنر جنرل کو تقسیم ملک مین وقت آنکر پڑی - اب ملک کی محبت کا اقتضا یہہ تہا کہ سارا ملک اپنے پاس رکہیئے - پہر اسمین یہہ اندیشہ تہا کہ اس سے نظام و مرہٹون کے دل ناراض ہونگے تو اونسے اور لڑائی لڑنی پڑیگی اگر اوسکو برابر ہم اور نظام تقسیم کرلیتے ہین تو حسد کے مارے مرہٹون کے تن بدن مین پتنگے لگ اوٹہینگے سوا اسکے نظام اپنے ملک کا خود انتظام اچہی طرح نہین کرسکتا تہا - جسقدر اور ملک اوسکو دیدیا جائیگا تو کیسی نظم و نسق کریگا - دوسرا اوسکا کام بہی لڑائی مین آدہا نہ تہا کہ آدہا ملک پاجاتا - اگر پیشوا کو جسنے لڑائی مین ذرا بہی امداد نہین کی اور کوئی تکلیف و مضرت نہین اوٹہائی کچہہ ملک اوسکو دیدیا جاتا تو بہی نامناسب ہے اور ایسی سلطنت کو قوی کرتا ہے جس سے وفاداری کی امید کوئی نہین ہے - اور دوستون کی دوستی کو بے قدر کرتا ہے - سر کٹانیوالی اور تماشا دیکہنیوالے دوست برابر ہوجاتے ہین اسلئے لارڈ ولزلی نے اس تقسیم ممالکت مین اپنی حکمت و فطرت کو دکہادیا - یہہ تمکو یاد ہوگا کہ میسور مین پہلے راجہ راج کرتے تہے اونہین کو سلطنت سے محروم کرکے حیدر علی نے سلطنت اپنی جمائی تہی

چار ہزار سواروں سمیت اپنی فوجین انگریزون کے حوالہ کر دیا تہا۔ اور ایک قطعہ ملک ۲۶۳۰۰۰ ستار
پگوڈا یعنی ۱۰۵۲۰۰۰ روپیہ کا پیشوا کے دینے کے لئے بشرطیکہ وہ بعض شرائط کو منظور کرے
رکہا گیا۔ ان شرائط کا ہم آگے ذکر کرینگے۔ غرض اس تقسیم ملک سے سرکار کمپنی کی قلمرو مین ساحل ملیبار
اور جزیرہ نماے دکن کا جنوبی حصہ ساحل سے ساحل تک آ گیا۔ اور اوسمین سری رنگ پٹن بہی
شامل تہا۔ اس دار السلطنت کو آب و ہوا کی برائی کے سبب سے چہوڑ دیا۔ اوسکی آبادی بہی ڈیڑہ لاکہہ
آدمیونکی سلطان کے وقت مین تہی وہ بہی گہٹ کر بارہ ہزار آدمیون کی رہ گئی تہی۔

(۱۷) جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ختم ہونیکو تہی تو لارڈ ولزلی نے پیشوا کو لکہا تہا کہ عہد نامہ ۱۷۹۲ء کے
موافق جو سپاہ سے کمک کرنی اوسپر لازم ہے وہ سپاہ بہیجدی۔ پیشوا نے ظاہر مین اپنی فوج کے افسر پرشرام
کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر لیکر انگریزون کے پاس چلا جائے مگر سلطان کے دو سفیر پونہ مین پہونچے اور تیرہ لاکہہ روپیہ
کی رشوت باجے راؤ پیشوا کو ایسے چپکے سے دیدی کہ نانا فرنویس کے فرشتونکو بہی خبر نہ ہوئی۔ اس
سبب سے مرہٹون کی سپاہ نے کسی قسم کی اعانت انگریزی سپاہ کی معرکہ جنگ مین نہین کی بلکہ پیشوا اور
سیندہیا نے ملکر یہہ ارادہ کیا کہ نظام کے ملک پر ہاتہہ صاف کیجیے۔ اس کام کے واسطے پہر ایسا وقت نہین ہاتہہ آنیکا
خود نظام کی سپاہ اور اوسکے اخلاص مند دوستون یعنی انگریزونکا لشکر سری رنگ پٹن مین سرزنی کر رہے
ہین۔ ۲۴ اپریل ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی کو اونکی اس دغا کی منصوبے کی پوری خبر پہونچ گئی اور اوسنے جان لیا کہ
اب اونسے ضرور بگاڑ ہوگا۔ مگر ابہی اونکی یہہ تدبیرین اور سازشین پختہ نہ ہونی پائی تہین کہ یکایک اونکے کان مین
ہوش باخبر پہونچی کہ سلطان پر چار تکبیر پڑہی گئین اور اوسکی سلطنت بہی ختم ہوئی۔ باجی راؤ نے
ظاہر مین اس فتح انگریزی کی بڑی خوشی منائی سیندہیا نے بہی تہنیت نامہ گورنر جنرل کو بہیجا مگر ساتہہ
ہی اوسکے چارون طرف جاسوس بہجوائے کہ جو سلطان کے پس ماندہ طرفدار باقی ہون اونکو انگریزون سے
لڑنے پر اوکسائین۔ باوجود یہہ سب پالکاریان اور عیاریان گورنر جنرل کو معلوم تہین۔ مگر اس دانشمند فرزانہ نے
پامر صاحب رزیڈنٹ کو لکہا کہ وہ پیشوا سے کہدے کہ اگرچہ اوسکی طرف سے شرائط امداد اور وداد اور لوازم اعانت و
اسعاد نہین پوری ہوئین۔ اور کوئی استحقاق ملک مقبوضہ و مفتوحہ پر نہین ہے۔ مگر پہر بہی ہم اوسکو واسطے

پہالسنی دولتخواہ بہت سی شاباش اور تحسین اور آفرین کہو اور بڑے درجہ کا میرا اعزاز اور اکرام کر دے ہر صورت
مین مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسلئے کہ مجھے ہندوستان کی دارائے انگریزی دار بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب
اس فتح نمایان کی خبر ولایت مین پہونچی تو پارلیمنٹ نے لارڈ ولزلی اور تمام سپاہ اور افسرون کے نام بڑی
دہوم دہام کی سپاس نامے بہیجے اور کمپنی نے اونکی شائستہ خدمتون پر بہت تحسین و آفرین کی۔ اور بادشاہ انگلستان
کی طرف گورنر جنرل مارکوس کا خطاب ملا۔

(۱۸) جو ملک میسور فتح کئے جاتے ہین اونمین اکثر مدت تک ہنگامہ فساد برپا رہا کرتا ہے مگر میسور مین کرنیل ولزلی
رزیڈنٹ مقرر ہوئے تھے۔ اونہون نے اپنی عقل دوراندیش اور فہم رسا سے وہ نظم و نسق ملک کیا کہ کسی مفسد کا
چراغ نہ جلنے دیا۔ مگر ہان دوندیا واگ نے دند مچایا۔ اوسکا حال یہہ ہے کہ وہ بڑا ہی قزاق تہا۔ وہ ملک
میسور مین ہمیشہ ترکتاز کیا کرتا تہا سلطان نے اوسکو فریب سے گرفتار کرکے سری رنگ پٹن کے قیدخانہ مین
زنجیرون مین پہنا رکہا تہا جب انگریزونکی فتح ہوئی تو اور قیدیون کے ساتھہ وہ بہی چہوٹ گیا۔ وہ قفس سے
چہٹتے ہی بلند پروازیان کرنے لگا سلطان کی سپاہ آوارہ کو جمع کرکے اپنی افسری اور امارت کی عمارت
جمائی۔ شمال کی طرف دیہات اور قصبونکا لوٹنا شروع کیا جب اپنے کامون مین کامیاب ہوا تو لوگون کا اوسکے
گرد ازدحام ہوا۔ اوسنے ضلع بیدنور پر مع اوسکے قلعون کے قبضہ کر لیا۔ دو انگریزی پلٹنین اس فتنہ کو
مٹانے گئین۔ اوس سے اونہون نے ضلع چہین لیا اور اوسکو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اوسنے پیشوا کی سرحد مین
پہونچا دیا۔ یہان مرہٹون کے سردارون مین آپسمین نااتفاقی کا بازار گرم ہو رہا تہا اسلئے دوندیا کی ادبار آئی اوسکے
ساتھہ بہت سے اور لٹیرے ہو گئے۔ اس ہزارون کے قافلہ سالار نے اپنا نام شاہ دو جہان رکہ لیا اور بڑے بڑے ارادے کئے یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ دکن مین امن امان نہین قائم ہوگا جبتک اوسکا دم باقی رہیگا۔ کرنیل ولزلی پہلا ان قزاقونکی
غارتگری کی کتاب کہتا تہا۔ اوسنے گورنر جنرل کو لکہا کہ پہلے اس موذی مار در آستین کا سر کچلنا چاہئے۔ وہان سے
اجازت آگئی جو چاہو سو کرو۔ غرض چار مہینے تک شب و روز کرنیل حساب ستی لئے پہرے۔ اس ضلع سے نکالا وہ اوس ضلع مین
چلا گیا۔ آخر کو گہات لگائی لگاتی اخیر ستمبر ۱۸۰۰ء کو اوسکو گہیر لیا۔ ہندوستانی اور گورونکی چار جمعیتون نے اوسکو بالکل شکست دی
اور اوسکے پانچہزار سوارونکو پریشان و منتشر کر دیا۔ دوندیا اور بہت سے اوسکے ساتھی لڑائی مین مارے گئے۔ اور جو باقی رہے

نظام کا نام بھی گمنام ہوجاتا - اور آج جو تاریخ میں قلیچ خان کی نسل فہرست سلاطین ہند
میں رہی ہے نہ رہتی - گو نظام کی سلطنت میں وہ قدرت اور حکومت باقی نہیں رہی جو سلطنت میں ہونی
چاہیئے مگر ہندوستان میں پھر بھی غنیمت ہے - یہہ عہد و پیمان بھی گورنر جنرل کی دانشمندی کی یادگار رہیگی
کہ جسنے اپنی سلطنت کی عظمت بڑہائی اور ایک دوست کی ریاست سب آفتوں سے بچائی - اپنے لئے تہوڑے سے
ملک کا نفع حاصل کیا اور غیروں کو بڑی ملک کا نفع پہونچایا -

تنجور کی ریاست کا جھگڑا

(۴۰) اب دکن کے چند مقدمات باقی ہیں جنکا حال ہم لکہتے ہیں - تلجاجی راجہ تنجور نے
۱۷۸۷ء میں پرلوک گون کیا - اوسنے مرنیسے پہلے سرفوجی کو اپنا متبنی کیا تہا - گورنمنٹ انگریزی
اور اپنے بہائی امر سنگہ کو ولی اور سرپرست مقرر کیا تہا - اب امر سنگہ نے اس بچے کو ریاست سے
محروم کرنا چاہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکا انفصال پنڈتوں کے حوالہ کیا - ایک لڑکے اور جوان کا مقدمہ
پنڈتوں کے روبرو پیش ہوا - اونہوں نے سوچ بچار کیا کہ لڑکے کے حق میں جو مشورہ دینگے تو ہم کو کیا
ہاتہہ لگے گا - اسلئے جوان کے حق میں گدی پر بیٹہنے کا حکم لگا کر اپنا ہاتہہ خوب سونے سے گرم کیا - اس لئے
سرفوجی کی گود لینے میں تین اعتراض دہرم شاستر کے موافق کئے - اول راجہ نے اوسوقت گود لیا ہے کہ اوسکے
ہوش حواس کچہہ باقی نہ تہے - دوم سرفوجی کی عمر دس برس سے کم تہی - سوم خود وہ اکلوتا بیٹا تہا -
اسلئے راجہ کا سوتیلا بہائی امر سنگہ کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق مسند نشین ریاست ہوا - اب سرفوجی
کی تعلیم و تربیت سے امر سنگہ نے غفلت کی تو گورنمنٹ نے اوسکو معہ بیت مدراس میں بلا لیا اور پادری شوارٹز
اوسکو تعلیم کرتے تہے اونکی حسن تعلیم سے اس راجہ میں حسن اخلاق اور اطوار نیک نے جلوہ دکہایا -
اور اوسنے کبہی ریاست کے دعوی سے ہاتہہ اوٹہایا - اودہر سرفوجی کی نیک کرداری نے جلوہ دکہایا -
اودہر امر سنگہ کی زشت کاری نے رنگ دکہایا - اسلئے یہہ دونو محبوب ور یہہ برا اور وہ بہلا
سب کے نزدیک ٹہرا - سرجان شور کے زمانہ میں یہہ مقدمہ پیش ہوا - اونہوں نے بنگال اور دکن کے
پنڈتوں سے جو مشورہ طلب کیا - پنڈتوں نے کہدیا کہ دہرم شاستر کے انوسار کچہہ سرفوجی کے گود لینے میں چوک
نہیں ہے پہلے اعتراض کا جواب تو یہہ پنڈتوں نے دیا کہ راجہ کا بحواس ہونا ثابت نہیں اور دوسرا اعتراض جو عمر

پھر ۱۷۳۲ء مین مرہٹون نے دست درازی اوسپر کی اور بہت سا علاقہ اوسکا لے لیا - جب نواب کی آمدنی کم ہوئی تو اوسنے بیڑے کا خرچ کم کردیا - اسپر شیدیون نے بغاوت کی اور زبردستی نواب سے بعض ضلاع کی محاصل زمین اور مال تجارت کے محصول سے بیڑے کا خرچ لینے لگے - ۱۷۴۶ء مین نواب تیغ بیگ خان تہہ مر گئے صفدر خان نواب سورت سے ہوا اور اونکے بیٹے وقار علی قلعدار - پہر کسی رشتہ دار نے ریاست کے لئے جہگڑا کیا - وہ داماد اچہا تہا اور انگریزوں کو ملک دیکے خود نواب بنا پہر پیشوا کی چوتہائی بہی کر لی - غرض اسطرح سے ملک کی آمدنی روز بروز گہٹتی گئی ۱۷۵۸ء مین شیدیون نے کچہ انگریزون سے جہگڑا کیا جب اُسکی بازپرس نواب سے کی گئی تو عہدنامہ ۴ مارچ ۱۷۵۹ء مین ہوگیا کہ انگریز نواب کا نائب اپنی مرضی سے کسی شخص کو مقرر کیا کرین اور شیدی قلعہ و بیڑا اونکے حوالہ کرین اور انگریز دو لاکہ روپیہ سالانہ اُنکی حفاظت اور حراست کا لیا کرین - بادشاہ دہلی نے بہی اس عہدنامہ کی تصدیق کر دی اور انگریزونکو سند دیدی - اب نواب ۱۷۹۰ء مین مرگیا - بمبئی کی گورنمنٹ کی استعانت سے اوسکا بیٹا مسندنشین ہوا ۱۷۷۷ء سے نیابت نواب کا عہدہ موقوف ہوا - ۱۷۹۰ء مین ایک اور نواب مسندنشین ہوا - قلعہ سورت کی حفاظت کا خرچ ہمیشہ آمدنی سے زیادہ ہوتا تہا - اور نواب سے بہت اس معاملہ مین جہگڑے ہوئے مگر خرچ کا پورا کسی طور سے نہ ہوا - انگریزونکو کیا ضرور تہا کہ وہ روپیہ کسی اور ملک سے لاتے اور اس ملک کی حفاظت کا خرچ اوٹہاتے - لورڈ ولزلی کے عہد مین ۱۷۹۹ء مین نواب سے بڑی مشکل سے زیادہ محصول دینے پر آمادہ کیا ان بنے کہ ہنوز ابہی عہدنامہ پر دستخط نکئے تہے کہ نواب کا دفتر حیات ہی اُلٹ گیا - ایک ننہا سا لڑکا چہوڑا - وہ بہی چند ہفتہ مین آغوش لحد مین سو یا - بہائی اوسکا مدعی ریاست ہوا - گو بادشاہ دہلی کی طرف سے سورت کی حکمرانی کا استحقاق نواب و سرکار کو یکسان تہا - مگر قاعدہ ہے کہ جب دو آدمی ایک شے کا استحقاق مساوی رکہین تو جو اونمین سے زورآور ہوتا ہے وہ غالب ہو جاتا ہے اور دوسرا مغلوب - اب سلطنت انگلشیہ کو وہ سطوت اور صولت حاصل ہو گئی تہی کہ بغیر اوسکی مرضی کے کوئی مسند ریاست کی طرف رخ نہین کر سکتا تہا وارث ریاست سے کہا کہ مسند پر بیٹہنا جب نصیب ہوگا کہ تمام ملک کا انتظام سرکار کمپنی کو دیدو - نواب اول تو اس خواست کو منظور کرتے ہوئے گہبرایا اور اوسنے کہا کہ اس سے میری بڑی تذلیل اہل اسلام مین ہوگی کہ مین نے وہ مقام جو ہندوستان مین حاجیونکے واسطے باب مکہ کہلاتا ہے غیر مذہب والون کو دیدیا

مگر یہی مغز نواب کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا کہ کوئی نیک صلاح کیا صلاح دیتا ہے ۔ نواب کے
گرد تو اور ہی لوگ جمع تھے وہ خودغرض تیرہ تدبیر بھلا نواب کو کب شرائط جدید کو ماننے دیتے تھے ۔ انہون نے بجز
گستاخ بہانہ تنگ بنا دیا کہ اوسنے کہدیا کہ سرکار کمپنی کو ملک کرناٹک کی آمدنی سے سروکار کیا ہے ۔
اور پہر دماغ کو یہہ چڑہی کہ انگریز ونسے کہا کہ جو ملک فتح کیا ہے اوسمین سے حصہ دلائیے ۔ اسلئے
عہد پیمان کا باب تو بند ہوا ۔ مگر ۱۷۹۲ سنہ کے عہدنامہ کے موافق سلطنت پر ایام جنگ مین گورنر جنرل کو اختیار تہا
کہ تمام ملک کرناٹک کے انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لے لے اور پانچوان حصہ آمدنی کا نواب کو دلائے ۔
جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونے کو تہی تو کورٹ دایرکٹرز نے گورنمنٹ انڈیا کو ہدایت کی کہ وہ ملک
کرناٹک اپنا قبضہ و تصرف کرلے ۔ اور جبتک وسکو چھوڑیے کہ ہم کوئی اور حکم اوسکی نسبت بہیجین
۔ مگر لورڈ ولزلی نے یہہ مروت اور فتوت اسوقت کی کہ سارا ملک نہین لیا اور نواب سے یہہ درخواست
کی کہ مصارف جنگ کے واسطے تین لاکہہ پگوڈا دیدے نواب نے اقرار اس روپیہ کے دینے کا کرلیا ۔ مگر اوسکا کچھہ
لحاظ اور پاس نہ کیا اور اس عہد کو پورا نہ کیا ۔ اگر بنگال سے خزانہ نہ آجاتا تو اوسکے اس قرار کے بہروسہ
پر آمادگی اسباب جنگ مین بڑا فتور پڑ جاتا ۔ اسپر بہی لارڈ ولزلی نے یہہ عنایت کی کہ نواب سے یہہ کہا کہ
جسقدر روپیہ کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے دیتا ہے اوتنا ہی آمدنی کا ملک وہ سرکار کمپنی کو دیدے
آئندہ پہر کچھہ اوس مطالبہ کا ذکر اوس سے نکریگی اور سرکار کے عمدہ انتظام سے جو اس ملک کی آمدنی مین
افزائش ہوگی وہ بہی نواب کو دیدی جائیگی ۔ سوا اسکے دو کروڑ روپیہ جو سرکار کے قرض دینے ہین
اونکے لینے مین بہی بہت رعایت کیجائیگی ۔ مگر نواب معلوم نہین کس نشہ مین مست تہا کہ اوسنے اس
عنایت اور رعایت کو نہ سمجھا ۔ اس نے اس سے بہی انکار کردیا اور گورنر جنرل پر عتاب کیا کہ جب یہہ قسط
بقسط پہونچ جاتا ہے تو اسکے پہر درخواست کرنے کے کیا معنی ہین ۔ یہہ قسطین سود ہی روپیہ ادا کی جاتی
نہین ۔ اور خلاف عہد ملک تنخواہون مین دیا جاتا تہا ۔ ۱۷۹۲ سنہ کے عہدنامہ کے موافق نواب ارکاٹ
مجاز نہ تہا کہ کسی سلطنت اور ریاست غیر سے کسی قسم کی خط و کتابت کرسکے ۔ جب ٹیپو فتح ہوا تو
دفتر سلطانی مین ایسے [illegible] ہاتہہ لگے جنسے یہہ ثابت ہوا کہ نواب محمد علی اور یہہ نواب بہی دونو

التفات کیا۔ وہ باپکے مرنے کے بعد خانہ نشین تھا۔ کوئی اوسکی بات نہین پوچھتا تھا مسند ریاست پر بٹھایا۔
اور تمام ملک کرناٹک کا انتظام اپنے ہاتھہ مین لے لیا۔ اور یہہ عہد پیمان ہوا کہ نواب کو پانچوان حصہ آمدنی ملک کا دیا جاے گا
۔ نوابکے باقی رشتہ دارون کے لئے وظیفے معقول تجویز کیے جاینگے۔ اور جو نواب کا قرض ہے وہ سرکار کے ذمہ ہوگا۔ غرض کرناٹک بہ
بہی ایک ضلع سرکار کمپنی کی عملداری مین ہوگیا۔ بس اب سرکار کی فرمانروائی دکن مین پوری ہوگئی۔ سلطان ٹیپو
میسور سے ملک ٹہہ لگا۔ نظام سے کچہہ ملک لیا کرناٹک کو شامل کیا۔ تنجور کو ضبط کیا۔ اس ایک معقول بندوبستی
مدراس ہوگئی۔ آبادی دو کرور تیس لاکہہ آدمیونکی ہوگئی۔ لارڈ ولزلی نے جو ملک الحاق کیے اونکی
آبادی ایک کرور اسی لاکہہ آدمیونکی تہی۔ اگرچہ یہہ سارے کام لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ انگلنڈ کے
حکمون کے خلاف کیے تہے۔ مگر اسوقت سب اوسکو مبارکباد دیتے تہے اور ان کامون پر تحسین و آفرین کرتے تہے
کاغذات جو سلطان ٹیپو کے دفتر سے انگریزونکے ہاتہہ آئے اور اسکی تحقیقات کرنل کلوز اور ویب صاحب نے
کی اور اسکا نتیجہ جو کچہہ ہوا اور بیان ہوا اوسکی نسبت محققین کی مختلف رائین ہین۔ مگر اسپر سب متفق القول ہین کہ یہہ کہنا کہ
لارڈ ولزلی نے ان کاغذات کو بنایا اور شہادت دروغ کو پیدا کیا۔ چاند پر خاک ڈالنی ہے۔ ایسے ستودہ صفات
اور نیک ذات کی نسبت ایسی بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ توبہ سے بہی معاف نہین ہوسکتا۔ شائستگی تہذیب تعلیم فلسفت
یورپ مین ایسی پہیل گئی ہے کہ اگر ایسے کاغذات جعلی بنانے سے اور ایسی شہادت دروغ کی تصنع سے ایک سلطنت
بہی ہاتہہ لگے تو وہ لوگ اسپر تف بہی نکرین۔ مگر اخلاق ملکداری مین ترقی ایسی بیچ بیچ ہوتی ہے کہ ہم یہہ
نہین کہہ سکتے کہ اسکے اندر جعلسازی عنقا ہوگئی ہے۔ اور شہادت دروغ توپ کے منہ سے اڑکر بالکل چہچہڑے ہوکر
اڑ گئی ہے۔ مگر انگلش گورنمنٹ کی نسبت یہہ وہم بہی نہین ہوسکتا کہ اوسنے اس کام مین جعل کیا ہو اور شہادت
بنائی ہو۔ اسکو ضرورت بہی اسکی نہ تہی اسلئے کہ اصلی کاغذات اور شہادت خواہ کیسی ہی ہون اوس سے جو
سرکار کا مقصود تہا وہ حاصل تہا۔ اب ان کاغذات کی اصل یہہ ہے کہ مدراس مین ٹیپو سلطان کے دو لڑکے
جب اول مین رہے تہے تو انکی ملازمت مین دو وکیل غلام علیخان اور علی رضا خان بہی تہے۔
کبہی انکی ملاقاتین نواب سے چہپ چہپا کے ہوجاتی تہین۔ نواب کبہی کبہی ان لڑکون سے ملتا تہا۔ اور پیار محبت کی
باتین انسے کیا کرتا تہا۔ یہہ وکیل ان باتون کو جو ملاقاتین ہوتی تہین سلطان کو لکہہ بہیجا کرتے تہے۔

اب کورٹ ڈائرکٹرس کو یہ لکہا کہ نواب محمد علی خان نے مجرمانہ خط و کتابت سلطان کے ساتھہ خلاف
عہد و پیمان کے کر کے اپنے تمام حقوق کو باطل کر دیا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو اس جرم کی سزا پاتا۔ اور اسکے
بیٹے نے بہی (جو باپ ہی کے عہد و پیمان کے موافق مسند نشین ریاست ہوا تہا) ایسا ہی کیا۔ پس اسلئے ملک
کرناٹک ضبط کرنا عین انصاف ہے۔ اب گفتگو یہہ ہے کہ کیا نواب کو استحقاق سلطنت انگریزوں کے کسی عہد نامہ
کے سبب سے پیدا ہوا تہا کہ وہ اسکے ٹوٹ جانے سے سلطنت کا مستحق نہیں رہا۔ ابتدا میں تو انگریز اسیکو کرناٹک
کی سلطنت کا مستحق سمجہتے تہے اور اسی بنا پر برسوں فرانسیسوں سے معرکہ آرائی کیا کئے۔ اگر عہد شکنی ہی معزولی
بادشاہ اور اسکی سلطنت کی ضبطی کا سبب ہوا کرے تو اور بادشاہوں کی تمام سلطنتیں ہندوستان میں کیونکر سرکار
ضبط کر سکتی ہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے پہلے کہا تہا کہ نواب نے جو ملک سرکار کے قرض ادا کرنے کے واسطے
تجویز کیا تہا اور اسکے لئے قول و قسم ہوئی تہی کہ وہ قرض میں بطور تنخواہ نہیں دئے جائینگے اسپر عمل نہیں کیا
تو اس عہد شکنی پر کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ کو اسوقت نہیں لکہا کہ نواب کو معزول کر دو۔ اور ملک کو
ضبط کر لو۔ اصول عامہ یہہ ہیں کہ جب سلاطین میں عہد و پیمان اور قول قسم ہوں اور انمیں سے ایک
عہد شکنی کرے تو دوسرے سلطان پر یہہ واجب نہیں ہوتا کہ عہد شکن بادشاہ کو معزول کرے اور
اوسکی سلطنت ضبط کرلے۔ بلکہ اوسکا حال اور تعلق باہم وہ ہو جاتا ہے جو پہلے اونمیں ہوتا ہے۔
اگر لڑائی بہی شروع ہو تو بہی کچہہ ضرور نہیں ہوتا کہ عہد شکن سلطان معزول ہو اور سلطنت اوسکی
ضبط ہو بلکہ لڑائی وہانتک ہوتی ہے کہ دوسرے سلطان کو اپنی سلامتی سلطنت کا کچہہ خوف نرہے اور عہد شکنی
کی تلافی ہو جائے۔ مگر اب بحث اسمیں ہے کہ اس اصول عامہ کا مورد معاملہ کرناٹک تہا
یا نہیں جو لکہتے ہیں نہیں۔ وہ یہہ استدلال کرتے ہیں کہ نواب محمد علی کوئی آزاد بادشاہ
نہ تہا۔ پہلے وہ صوبہ دکن کا ماتحت تہا اب سرکار کمپنی کا تابع تہا۔ اگر سرکار اسکے سرپر ہاتہہ نہ دہرتی
تو وہ ابتک دشمنوں کی ٹہوکروں میں پامال ہو گیا ہوتا۔ ملک کرناٹک کی یہہ خوش نصیبی تہی کہ
اسمیں شورش و بدنظمی کی جس سے سرکار کمپنی کا داہنا ہاتہہ بہی انتظام ملکی میں فالج زدہ ہو رہا تہا
اب صحیح اور تندرست ہو گیا۔ اور اوسنے ایک خلق خدا کو ظالم کے ظلموں سے اور جفاکاروں کے جوروں سے بچا

زمیندار جارج مالکم کے گھر مین دومی سنہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوئے - لڑکپن مین شوخ مزاجی
انپر ختم تھی - اوسکے دو بہائی اور سرکار کمپنی کے ملازم تہے - بارہ ۱۲ برس کی عمر مین ایک شخص کی
سفارش سے کورٹ ڈائرکٹرز کے روبرو نوکری کے لئے پیش کئے گئے - جب اونسے کورٹ نے کہا
ہون میان لڑکے اگر حیدر علی سے تمہاری مٹہبہیڑ آن پڑے تو تم کیا کروگے - اوسنے اوسکا
جواب بیدھڑک یہہ دیا کہ میان سے کرچ نکالونگا اور اوسکی گردن اڑا دونگا - یہہ جواب سنکر سب
دنگ ہوگئے اور سمجھہ گئے کہ وہ بیشک سپاہ مین بہرتی ہونے کے قابل ہے - اسکو سپاہ مین بہرتی
کرلیا - اور وہ ۱۷۸۳ء مین ہندوستان مین آگیا - یہان آتی ہی ہندوستان کی ہوا لگی اور
بخشش دولت ہونے لگی - یہانتک قرضداری کی نوبت پہونچی - مگر پہر کچہہ سمجھہ آگئی - پرانا قرض اتار دیا
نیا قرض نہ لیا - بعد اسکے فضولی و اوباشی سے ایسی توبہ کی کہ پہر عمر بہر اوسکو نہ توڑا - ہندوستان مین آتے ہی
اوسکو شوق عربی - فارسی پڑہنے کا یہان کے لوگونکی زبان سیکہنے کا اور ہندوستان کے حالات لکہنے کا ہوا
- جو کچہہ احوال ملک اور اوضاع اہل ملک اوسکو تحقیق ہوئے وہ ہمیشہ اونکو قلمبند کرتا رہا - نوجوانی مین یہہ رائے
صائب لکہی کہ جن فرنگیونکو اہل ہند سے کسی طرح کا تعلق اور لگاؤ ہے انکو ہمیشہ اس قاعدہ کا پابند رہنا چاہئے
کہ اپنی مطلب آری اور کارروائی کی لئے مکر فریب نکرین - اور ٹیڑہی ترچہی چالین نہ چلین - اور سب
چہوٹے بڑے معاملونمین اپنے قول و عہد کا پاس رکہین - اگر اس سیدہی راہ پر چلینگے تو غالب ہونگے -
اگر خوشامد یا مکاری ہندو مسلمانون کے ساتہہ ذریعہ ٹہرائینگے تو ہرگز نہ جیتینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے
- اوسکو بڑا شوق تہا کہ مین اہل قلم مین نوکر ہوجاؤن - اس شوق مین وہ صبر سے حصول مدعا کا
انتظار دیکہتا تہا - ۱۷۹۲ء مین وہ سری رنگاپٹن مین تہا کہ گورنر جنرل نے اوسکو یاد کیا - اور جو فوج
نظام کی سپاہ کی ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے گئی تھی اوسمین فارسی ترجمان مقرر کیا - اوسکے سوا
کوئی افسر اس کام کے لائق نہ تہا - جب اوسنے اس ترقی کے زینہ پر پہلی ہی سیڑہی پر قدم رکہا تہا
کہ علالت مزاج نے اوسکو ولایت کا سفر کرایا - وہان اوسکے دوست اور عزیز اس جوان [illegible]
کو دیکہکر باغ باغ ہوگئے - اوسکی پاکیزہ صورت ایک ایک کے جی مین کہبی جاتی تہی خوش بیانی

اور بذلہ سنجی سے لوگوں کے دل اوسکی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ جب صحت حاصل ہوئی تو دوسرے
سال فوج مدراس کی سپہ سالار لشکری بنکر ہندوستان میں پھر آیا۔ پھر اوسکی ملاقات لارڈ
ولزلی سے ہوئی اور اوسنے جو انگریزوں سے ہندوستانی ریاستوں کے تعلقات کا حال لکھا
ہتا وہ بھی پیشکش کیا اور زبانی بھی تقریر کی تو اوسکی حسن لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتقاد
ہو گیا۔ حیدرآباد کی ریاست میں نائب رزیڈنٹ مقرر کر دیا۔ وہ نظام کی پلٹن کا افسر بھی
تھا۔ پھر جب ٹیپو سلطان سے لڑائی ٹھہری تو جس حکمت سے فرانسیسوں کی سپاہ منتشر کی
اوسکا حال ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ بعد اسکے وہ کلکتہ کو گیا۔ گورنر جنرل بڑا مردم شناس تہا
وہ آدمی کو نظر ہی میں تول لیتا تہا۔ مالکم کی ساری لیاقت اور ہوشیاری سمجھ گیا
اور جان گیا کہ وہ خدمات بزرگ کے لائق ہے۔ غرض یہ ملاقات اوسکے حق میں اکسیر
ہو گئی اور اب اوسکے ستارہ اقبال نے عروج پکڑنا شروع کیا۔ سری رنگ پٹن
کی تسخیر کے وقت وہ نظام کی پلٹن کا ایک سپہ سالار تہا۔ پھر ملک میسور کے انتظام کے
واسطے جو کمیشن مقرر ہوا اوسکا سکرٹری مقرر ہوا۔ غرض جو کام اوسکے سپرد ہوا اوسکو کمال
خوبصورتی کے ساتھ سرانجام کیا۔ اب گورنر جنرل نے اوسکو فارس کی سفارت پر مامور کیا
[illegible] ہوئے خیر میں جہاں مالکم بمبئی سے روانہ ہوا [illegible] تعلقات کی
سیر کرتا ہوا شیراز پہنچا۔ راستے میں ایک تاریخ بھی اس ملک کی لکھتا گیا۔
١٦ نومبر ١٨٠٠ کو طہران میں پہونچا [illegible]
سے کوئی انگریزی سفیر اس دربار میں نہیں آیا تہا۔ [illegible]
تہا جسکی [illegible] مالکم نے اپنے کام کے انجام کرنے میں [illegible]
سے کہدیا کہ آپ عہدنامہ کی شرطیں لکھیں۔ وہ عہدنامہ [illegible] تجارت کے باب میں
تہا دوسرا ملکی معاملات [illegible] ہندوستانی سفیر کی معرفت زمان شاہ حاکم افغانستان کا
[illegible] اوسکی نسبت یہ [illegible] کہ وہ ہندوستان پر حرکت [illegible] ایران [illegible]

ملک پر حملہ آور ہو اہلِ فرانس کے اوسکے اسباب حرب وضرب بہی معاونت کرینگے۔ بعد اسکے فرانسیسون کی نسبت یہہ شرط لکہی گئی کہ اگر فرانسیس مملکت ایران مین اپنا قدم جمانا چاہینگے تو اہل فارس اور انگریز دونو ملکر اونکو نکال دینگے اور شاہ فارس فرانسیسون یا فرنگستان کے کسی اور قوم کو جو اوسسے اتحاد رکہتی ہے اپنے علاقہ مین نہ تو کوئی قلعہ بنانے دیگا نہ ٹہرنے دیگا۔ مگر یہہ عہدنامے کچہہ عمل کرنے کے لئے نہین لکہے گئے یونہین شاعرانہ دل لگی تہی اس سفارت مین جتنا خرچ ہوا اوتنا اوس سے فائدہ نہ ہوا تجارت فارس تو محض ایک خیالی چیز تہی تجربہ سے ثابت ہو چکا تہا کہ اوسسے کچہہ فائدہ نہین ہان یہہ فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ فارس سے میل جول خوب ہو گیا اور کسی اہل یوروپ کے حملہ کا ہندوستان پر شاہ فارس کے ملک مین سے ہو کر جانا رہا۔ جس شان سے یہہ سفیر پاکیزہ صورت اور نیک سیرت گیا اوس انگریزی شان و شکوہ کا نقش ضرور ایرانیون پر ہوا۔ پانچ سو آدمی اوس کے ساتہہ تہے۔ تحفے تحائف ہندوستان اور انگلستان کے اوسکے ساتہہ بڑی قیمتی اور عمدہ تہے۔ ایک سے ایک زیادہ گران مایہ اور افضل تہا۔ اگرچہ شاہ ایران بہی اون جواہرات مین مرصع بنے ہوئے بیٹہے تہے جو نادرشاہ یہان سے لے گیا تہا۔ مگر ان تحائف کا رنگ دیکہہ کر وہ بہی دنگ ہو گیا۔ اور اس بات کا نقش اوس کے دل پر ہو گیا کہ ہندوستان کے یہہ فرمان روا بڑے دولتمند ہین اور اوس کے سفیر جان ملکم رستم سے کم نہین۔ اس سفارت کے کام کی بڑی شہرت ہوتی اگر جان ملکم کسی حکمت سے خرچ سفارت کو وصول کرلاتے۔

(۲۴) بعد فتح سری رنگ پٹن لارڈ ولزلی نے ڈنداس صاحب بورڈ کنٹرول کو لکہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین ہندوستان سے سپاہ بہیجون اور آپ ادہر سے سپاہ بہیجئے تاکہ اہل فرانس کو مصر سے دونو ملکر نکال دین مگر اس کا جواب سات مہینے تک کچہہ نہ آیا۔ اوس وقت ایسا ہی ڈاک کا انتظام تہا۔ اس سبب سے لارڈ صاحب نے سیلون

مین ترنکومالی کے عمدہ بندرگاہ مین گوروں کی سپاہ کثیر جمع کی۔ اور یہہ ارادہ کیا
کہ اس سپاہ سے موریشس اور بوربون کو فتح کرلون۔ ان جزیرون کا
قربت کے سبب سے ہندوستان سے فتح کرلینا آسان ہے۔ اور اون سے انگریزی تجارت
کو بہت نقصان مشرقی ملکون مین پہونچتا ہے۔ جب سے لڑائی شروع ہوئی فقط تاجران
کلکتہ کا دو کروڑ روپیہ کا نقصان اونکے سبب سے ہوچکا ہے۔ اور وہ ایسی خوفناک
ہوگئی ہے کہ مال کے بیمہ کا بہاؤ ایسا چڑہ گیا ہے کہ تجارت کا باب ہی مسدود ہوگیا ہے
ہندوستانی بیڑا جو میر بحر رینیر کے ماتحت تہا وہ اس قابل نہین ہے کہ خلیج
بنگال محافظت کرسکے۔ پانچ سو جہاز سوداگرون کے لٹ چکے ہیں ہگلی کے
دہانہ ۔ ۔ اکتوبر سنہ۱۸۰۰ء کو کمپنی کا ایک جہاز جسپر ۱۲ تہا ۔ ۔ توپین تہین۔ فرانسیسون کے
ایک جنگی جہاز نے دفعتہ پکڑلیا۔ ۵۵ آدمی مارے گئے۔ لارڈ ولزلی کی غیرت کا
کیا مقتضا تہا کہ وہ اپنی دار السلطنت کے سامنے یہہ آفت دیکہتے اور اوسکے تدارک کے
درپے نہ ہوتے۔ اسلئے اونہون نے یہہ ارادہ کیا کہ ترنکومالی کے بیڑے کو جزائر
مذکور پر بہیجے۔ اور رفقا قون کے گہر ہی کو آگ لگائے۔ مگر میر بحر رینیر نے اس عزم کو
کو پست کردیا۔ اور کہدیا کہ جب تک خاص بادشاہ انگلستان کا حکم نہین آئے گا
مین اس مہم پر نہ جاؤن گا۔ ہمیشہ بادشاہی ملازمون کی عادت رہی کہ وہ سرکار
کمپنی کے حکمون کی تعمیل کو اپنے اوپر واجب نہین جانتے تہے اور اون کو ذلیل اور
حقیر جانتے تہے۔ جو عذر میر بحر نے کیا وہ بذاتہ لغو تہا سلطنت انگلشیہ کا
عام اصول یہہ ہے جب لڑائی ہو تو تمام افسران سرکاری کو حکم تاکیدی ہے
کہ وہ اپنی تمام قوت بازو اور نیروے عقل کو یکدل اور متفق ہو کر دشمن کے
مغلوب کرنے مین کام مین لائین۔

اور جب جان و دل سے سعی کرین کہ اپنے ملک کی عزت جو ہے اور اوسکو بہت نامی حاصل ہوں

اس حکم کی ہان تو اور بہی زیادہ تعمیل چاہیئے تہی جہان انگلستان سے زیادہ بعد تہا۔ غرض اسوقت میر بحر
ریئیر نے سرکار کے گورنر کے حکم کو ذلیل سمجہکر اپنے منصب کے فرض وقت کو ادا نہ کیا اور اوسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ جزائر مذکور پر جیہم کا عزم لارڈ ولزلی نے اس سبب سے ملتوی کر دیا کہ بغیر جہازون اور بیڑے کے
کچہہ ہو نہین سکتا تہا۔ وہ آٹہہ برس تک اور اہل فرانس کے قبضہ مین رہی۔ اور تجارت کی حارج رہی
اور دو کڑوڑ روپیہ کا اور نقصان ہوا۔ فقط میر بحر کی اعمالہ فہمی و نادانی نے یہہ نتایج بد دکہائے
تاکہ پہر ایسی حماقت سے یہہ نقصان اور زیان نہ پہنچے۔ پارلیمنٹ نے ایکٹ جاری کر دیا کہ بادشاہی جہازون کے
کارخانے تمام ساری فوج سمیت نائب گورنر جنرل ہند کے تصرف مین رہے۔

(۲۵) اب آخر کار لارڈ ولزلی کے پاس ولایت سے مراسلہ آیا کہ سر رلیف ابیر کرومبی پندرہ ہزار
سپاہ لیکر ترکون کی سپاہ کے ساتہہ مصر کو فرانسیسون کے نکالنے کے لیئے گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم ہندوستانی
لشکر سے اوسکی کمک کرو۔ پس جو بیرڈ اسر ترنکومالی مین تہا اوسکو بحر قلزم کی طرف سفر کا حکم ہوا۔
اور اوسکے ساتہہ بمبئی کی سپاہ مین سے ایک لشکر چار ہزار گورون کا اور پانچہزار ہندوستانیون کا جسنے خود
جانا قبول کیا روانہ کیا۔ جنرل بیرڈ اوسکی سپاہ کے سالار ہوئے گورنر جنرل نے ارشاد کیا کہ جنرل صاحب کی ذہانت
اور شجاعت کے واسطے کوئی اسسے زیادہ بڑہ کر دو سلہ سری رنگ پٹن مین نہین پیش کر سکتا
بحر قلزم پر کوسیر پر لشکر پہونچا۔ اور صحراء نیل مین ایک سو بیس میل سپاہ راہ بیراہ مین چلا۔ اور
۲۷ اگست سنہ ۱۸۰۱ کو بحیرہ روم کے کنارہ پہنچا۔ مگر فقط اوسکی دہوم دہام نے اور انگلستان سے جو افسر آیا تہا
اوسکی چابکدستی اور قوت بازو نے اہل فرانس کو مجبور کیا کہ اونہون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا
ہندوستان کے یون تو بہت واقعات ہین کہ جنمین تفریح افسانہ موجود ہے۔ مگر یہہ اونمین بہی عجیب تر ہے
کہ گنگا کے کنارہ سے دریائے نیل کے کنارہ پر سپاہ فرعون کے ملک مین قیصر کے قدم بقدم ایک انگریزی افسر
کے ماتحت جائے۔ اٹلی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیون سے جو فرعون بن رہے ہون لڑنے جائے جب
فرانس کی سپاہ نے مصر مین اپنے تئین حوالہ کر دیا ہے تو ایک مہینہ کے اندر لارڈ کورنوالس سابق
گورنر جنرل ہند اور فرانس کے درمیان امینس مین مقدمات صلح طے ہو گئے تہے کورٹ ڈائرکٹرز نے

فوراً لارڈ ولزلی کو یہ حکم بھیجا کہ وہ سپاہ کے خرچ میں تخفیف کریں مگر اس دانشمند اور دور اندیش نے اس حکم
کی تعمیل میں تاخیر کی۔ ابھی امینس کے عہدنامہ کی تکمیل ہوئی ہی تھی کہ ایک بڑا بیڑا پونڈچری میں بوناپارٹ
نے بھیجا۔ اوسمین چھ جنگی جہاز تھے اور چودہ سو فرانسیسی سپاہ تھی اور اوسکی برابر پیچھے سے دوسرا بیڑا
آنا تھا۔ لارڈ ولزلی نے تین برس کے عرصہ میں بہی حکمتوں اور جانفشانیوں سے فرانسیسوں کو دکن
میں سے خدا خدا کرکے نکالا تھا۔ اب پھر ان کا آجانا اوسکو خالی از خطرہ نہ معلوم ہوا — اونکو مناسب
نہ جانا کہ ساحل کورومنڈل پر پھر اونکے کارخانے آباد اور قائم ہو جائیں جنسے پھر ہندوستانی
سرکاروں سے جو عہد و پیمان قائم ہوئے ہیں وہ بالکل شکستہ ہو جائیں اور پھر نئے سر سے عناد اور فساد
کی تخم ریزی ہو جسکو یہاں کی زمین کی قابلیت اور انقلابوں کی ہوا اگر وہ درخستان بنا دیکر
جنگلے کاٹنے کے واسطے آدمی اور بسولی بھی نہ ملیں۔ اور اگر ملیں تو کاٹتے کاٹتے حیران ہو پڑے
بہتر ہے کہ اس بیج ہی کو نہ پڑنے دیجئے۔ اسلئے لارڈ ولزلی نے مدراس کے گورنر لارڈ کلائیو کو لکھ بھیجا
کہ امیر البحر فرانس کو اطلاع دیدے کہ وہ فرانسیسی ملک کو بحال کرنے میں جب تک ولایت انگلستان
سے جواب آئے توقف کریں۔ پس یہ بیڑا ماریشس کو چلا گیا۔ پھر وہاں یوروپ میں انگریزوں اور
فرانسیسوں کی لڑائی ٹھن گئی۔ اسوقت کی عاقبت بینی لارڈ ولزلی کے کام آگئی کہ ہندوستان میں
اوسکے کوئی آفت نہ آئی۔ اگر بوناپارٹ کی تدبیر پونڈچیری میں قائم مستقل ہو جاتی تو
پھر دیکھئے کہ ہندوستان میں کیا تلوار چلتی۔ بلائے رسیدہ بود و لے بخیر گذشت۔ فقط

فصل پنجم

معاملات ملک اودھ

(۱) جسوقت لارڈ ولزلی کو دکن کی مہمات سے فراغت ہوئی تو اوسنے اودھ کے معاملات
کی طرف توجہ فرمائی۔ اودھ کا ملک وہ ہے جس میں ایک خاندان سلطنت تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا تھا مگر
اوسمین وہ خرابیاں اور دشواریاں کہ اس ملک میں پیش نہیں کم تھیں غربت تھا یا تفصیل

مالگذاری مین وہ ظلم و ستم ہوتا تہا کہ خدا کی پناہ مگر پہر بہی سرکار کمپنی کے زر موعود کا پورا نہ پڑتا تہا
ہمیشہ باقیات رہتی تہین۔ عدالت اور انصاف کو چراغ لیکر سارے ملک مین ڈہونڈئے تو کہین اسکا
سُراغ نہ پائے۔ فوج کو دیکہئے تو بہوکی ننگی خوگیر کی بہرتی۔ غریبون کو ستانا بہی ہی آتا کو دہمکا
میدان جنگ مین کبہی نہ جائے۔ اور جو جائی تو نامرد ہاتہی بنجائے۔ دشمن سامنے آئی تو اوسکو موت
نظر آئی جب ہندوستانی سرکارونکا ادبار آتا ہے تو یہہ برائیان اونمین ہوا کرتی ہین مگر اودہ مین
ایک اور طرہ اوسپر یہہ چڑہا کہ بعض فرنگیون نے یہان اپنا جدا ہی فرنگی محل ملک کے اوجاڑنیکے لئے
آباد کیا۔ یہہ سارے فرنگی بندہ زر اپنے قوم مین بدنام برادری سے باہر تہے۔ بگڑی ہوئی ہندوستانی
ریاستین اونکے لئے کان زر تہین۔ لباس و صورت فرنگستانی کے سبب سے اونکے پوبارہ ہوتے تہے اور
سب انکے آگے مات ہوتے تہے۔ پہر ایسی ہندوستانی سرکارونمین ملک اودہ سے زیادہ تو کہین اپنی جوہر
لیاقت دکہانیکا موقع اور نہ تہا۔ اونکی بدگہری کے خریدار تو یہین کے جوہری تہے۔ ہندوستانیون
کی رشتکاری کے چہرہ پر جب فرنگستانی غازہ ملا گیا تو کچہہ اوسکا اور ہی روپ ہو گیا۔ الماس علی
خان نے اپنی الماس کاری سے اور بہی اوسکو رونق دیدی۔ اوسکو بڑا اقتدار اور اختیار حاصل
تہا۔ بندہ سے خداوند ہو گیا تہا۔ اوسکا لوہا سب مانتے تہے۔ وہ سب کے لئے سوہان الماس تہا۔ غرض یہہ سب
معاملات ایسے پیش آئے کہ لارڈ **ولزلی** پر واجب و فرض ہوا کہ وہ اپنی توجہ عالی کو اسطرف
مشغول کرین۔ چہہ مہینے کے بعد کلکتہ مین آنے سے اونہون نے رزیڈنٹ **لکہنو** کو لکہا کہ مہمات دکن کے
سبب سے مجہکو **لکہنو** مین آنے کی فرصت نہین ملی اور نہ مجہے ایسی فراغت نصیب ہوئی کہ مین اپنے دل
و جان سے بالکل توجہ نواب اودہ کی اصلاح معاملات پر کرتا۔ اب مین تمکو دو تین باتین لکہتا ہون
جب تمکو موقع ملے انکی اصلاح اور انتظام کی طرف کمال جد و جہد کرو جب کبہی **الماس علیخان** مر
جائے تو تم اسمین کوشش کرنا کہ **سر جان شور** کے عہدنامہ مین جو زر موعود ٹہرا ہے اوسکی اصلاح ہو اور الماس علی
خان کو جو اختیارات دوآبہ مین حاصل تہے وہ سرکار کمپنی کو حاصل ہو جائین اور اوسکے عوض مین زر
موعود مین تخفیف کیجاسے۔ اوسکے مرنے کے وقت تو تمکو یہہ سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا

اوسکا انتظام مثل اوسکے مناسب لیاقت اور عالی حوصلہ اور صاحب تدبیر مقرر کیا جائیگا تو ملک کے
اندر فساد برپا ہونیکا اندیشہ ہے۔ اور اگر کوئی نالائق مقرر ہوگا یا ملک مختلف زمینداروں کو تقسیم
کر دیا جائیگا تو سرحد اودہ ایسی ضعیف ہو جائیگی کہ پھر اوسمین مرہٹوں کی لشکر کشی اور حملہ اوسکا
کے مقابلہ کی قوت نہ رہیگی۔ اس سے بہتر یہی تدبیر ہوگی کہ اودہ کو سرکار کمپنی خود اپنے قبضہ
مین کر لے۔ سپاہ کی برائیان تم خود ہی جانتے ہو جو اوسکے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ میرا
ارادہ ہے کہ جب کبھی قابو پڑے تو مین نواب کو سمجہا دون کہ وہ اپنی سپاہ بالکل موقوف کر دین فقط
اتنی سپاہ رہنے دے جو تحصیل مالگزاری کے لئے کافی ہو اور شریف عالی خاندان اور شریف منتخب
کر کے نوکر رکھے کہ جو ہمیشہ نواب کے کام اور پیشہ کی شرم ہو بلکہ جو مین لیتے دیتے ہون وہ ملازمت کے
سپاہی سپاہیانہ صفت کا آدمی تلاش کیا جاوے اس کے ذہن مین سپاہی کا ڈھونڈنا سب۔ یہان کے
سپاہی تو وہ نامرد ہین کہ جو افسر دشمنونکو ملک مین بیٹھے لاتے ہین اور اپنے فائدہ کے لئے نواب کو ڈراتے
ہین وہ سب نکالدیے جائین اور اونکی جگہ سرکار کمپنی کے سوار اور پیدلونکی تعیناتی ہو جنکی تنخواہین
اور اونکا سارا خرچ وقت پر نواب دیا کرین سوا اسکے جو فرنگی یورپین نواب کی ریاست مین پہر
آتے ہین اور کاموں نہین بہت ملک کی خرابیان پیدا کرتے ہین انکی نسبت بہی ساتھہ خارج کرنے
کی بہی تدبیرین سوچتا ہون۔ لارڈ ولزلی کی نیت مین جو اودہ کے معاملات اودہ مین پہر ہونگی
بسم اللہ یہی تہی۔

(۲) ابہی ان ارادونکا کچہہ ظہور نہین ہوا تہا کہ ایک عجیب تدبیر سوا سرجان شور نے
وزیر علی نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک مناسب مقام بنارس تجویز کیا تہا۔
گو سرجان شور کی تجویز سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ سب لوگ اوس سے ناخوش ہین مگر اوسکے خلاف
جہان جہان اونکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل ہند کو تاسف ہوا اور بعض نے
خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض حتی جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجہتے تہے اوسکے مشیر
اور مصاحب بنے۔ ان نادانون اور ناسمجہون کے ذہن مین یہ سمانا شروع کیا کہ حضور نے

سردار اور امیر نزدیک و دور ہیں آپ کی معزولی پر رات دن روتے ہیں۔ بہت سے زمیندار ایسے تھے
کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک میں کمین لگائے ہوئے تھے وہ اونکے نوکر ہو گئے بعض شخص
جو سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوس پاس آگئے۔ بالا بالا ایک وکیل
کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل پاس بھیجا معلوم نہیں اون دو چار معقولوں سے جنہ
مین بہت سے جوانی اور حد سے باہر خرچی کے لئے روپیہ پر پڑے رہتے تھے کیا اوسنے لکھوا کر بھیجا یا غرض اُن
سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ اوسکا ارادہ تہا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے
جائے تو وہ یہاں ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے۔ بدمعاش مصاحبوں نے اوسکو یہہ سمجھایا کہ آپ ایسے
شاہزادے ہیں کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے باز پرس نہیں کرسکتا۔ اور آپ پر کوئی ہاتھہ نہیں
ڈال سکتا۔ اس سبب سے کئی دفعہ شہر میں اوسنے شورش برپا کی۔ غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علی خان
نے درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہیں اور بھیجا جائے۔ گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت
سمجھا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتہ کے قرب و جوار
میں سکونت اختیار کرے۔ اوسکا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا۔ سوا تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل
اوسکی حالت میں نہوگا۔ صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہوں نے یہہ حکم گورنر جنرل کا
اوسکو سنا دیا جسکے سبب سے وہ صاحب موصوف کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہہ حکم ناگوار ہوا مصاحبوں
نے سمجھایا کہ آپ کلکتہ تشریف لیجا کر کیا قبر میں گڑینگے حکم کی منسوخی کے واسطے اوسنے بہت ہاتھہ پیر مارے مگر
جب کچھہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو وہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس
سے تین میل تہی گیا۔ دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی چاہ پی گئی۔ پہر اوسنے اس حکم کی شکایت کا
دفتر کہ[illegible] بیان کرتا جاتا تہا [illegible]زاج اوسکا بگڑتا جاتا تہا۔ اور غصہ پر غصہ چلا آتا تہا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجہپر کیوں عتاب فرماتے
ہیں یہہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجہے اوسکی تعمیل واجب ہے۔ یہہ سنکر اوس ظالم نے تلوار کہینچی اور ایک تلوار لگا دی
یہہ دیکہتے ہی اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوئے تھے تلواریں لیکر اوس مظلوم پر گر پڑے اور ان قاتلوں

نواب کو اوسے اطلاع دو۔ اور سمجہا دو کہ زمان شاہ دریا سندہ سے پار آگیا ہی وہ ضرور اودہ پر حملہ کریگا
پہلے اودہ کی بغل مین بیٹھے ہین ضرور اپنے ہم قومونکی ساتہہ شریک ہونگے اب امن کے زمانہ مین ایسی تدبیر کرلو
کہ جیسے یہہ خوف جاتا رہی۔ سپاہ کے کارخانون کی خرابیونکا نواب خود مقر تہا۔ یہہ سپاہ نکمی ہی نہ تہی بلکہ
اندیشناک بہی تہی جسوقت انگریزی سپاہ کو سرحد پر ایک ہیبت ناک کام کرنیکے لیئے جانیکی ضرورت
ہوئی تو اسکی حاجت پڑی کہ ایک حصہ اوسکا نواب کی جان کی حفاظت کے واسطے لکہنئو مین
بہی چہوڑا جائے کہ وہ اوسکی خود سپاہ کی شورش کو نہ ہونے دے۔ ان واقعات سے صاف یہہ نتیجہ
نکلتا تہا کہ نواب کے ملک کی حفاظت باہر کے حملونسے اور ملک کا اندرونی امن امان یون ہی حاصل
ہوسکتا ہے کہ یہہ بیکار سپاہ کم کردیجائے جسکی تنخواہ نواب کی خزانہ سے ملے۔ اس معاملہ کی خط وکتابت
مین کچہہ التوا اس سبب سے ہوا کہ لمسڈن صاحب ریزیڈنٹ نے استعفا دیدیا تہا اور کرنل سکوٹ
صاحب ونکی جگہ مقرر ہوکر آئے تہے۔ اور وہ ایک چٹہی کونسل کے وائس پریزیڈنٹ سر الورڈ
کلارک صاحب کی نواب کے نام لیگئے تہے جسمین اصلاح سپاہ کی طرف متوجہ ہونیکی ضرورت کی وجوہات
لکہی ہوئی تہین۔ اتفاق سے اس چٹہی کی پیش کرنیکا یہہ موقع خوب ملا کہ نواب نے ریزیڈنٹ سے
بعض اپنی سپاہ کے پلٹنون کی بغاوت کی شکایت کی تہی۔ اوسکو نواب نے پڑہا اور جو کچہہ اصلاح سپاہ
کے باب مین لکہا تہا اوسکو پسند کیا۔ پہر ریزیڈنٹ نے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ کو بہت جلد
طے فرمائین۔ اور سپاہ کی قسم اور تعداد اور خرچ جو حضور کو منظور ہو اوس کا پورا پورا حال لکہکر
مرحمت فرمائین۔ مگر بیس روز کا عرصہ گذر گیا کہ نواب نے کچہہ خبر نہ لی۔ ریزیڈنٹ کا جب تقاضا ہوا
تو اس معاملہ پر مباحثہ کرنیکے لئے ایک دن تجویز ہوا۔ مشرقی ادب کا قاعدہ ہے کہ جب بڑے کوئی بات کہتے
ہین تو چہوٹے صاف انکار اوسکے قبول کرنیمین نہین کرتے ہین۔ نواب نے بہی اپنے مطلب کو
لباس نیازمندی مین یون ادا کیا کہ جو تدبیر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اوسکی تعمیل ممکن تو ہے
مگر مجہے یقین ہے کہ اوسکی تکمیل میری مرضی کے موافق ہوگی سوا اوسکے اونسے یہہ بہی کہا کہ میرا
ارادہ ہے کہ ایک بات کی درخوست کرون جسمین میرا بہی آرام ہے میری رعایا کی بہی آسائش ہے

میری سلطنت کی بھی بہبودی اور فلاح ہے مگر میں اوس بات کا آنا جانا بھی نہیں بتلاونگا جب تک گورنر جنرل
سے میری ملاقات (جسکی توقع جلدی لکھنؤ میں ہوگی) یا تو اس امر خاص کو اونکے سامنے کہونگا۔ یا
اوسوقت کہ کوئی رزیڈنٹ کے نام اوس تدبیر منصوبے کی تعمیل کا حکم آئیگا غرض یہہ ایک پہیلی سی کہدی
جسکو کوئی بوجہہ نہیں سکتا تہا۔ ہرچند رزیڈنٹ نے اوسکا حال دریافت کیا مگر کچھہ نہ بتلایا اور ایک
دوسرا روز اور ملاقات کے واسطے ٹھہرایا۔ اور کہا کہ میں ایک یادداشت لکھکر پیش کرونگا۔ مگر جب ملاقات
ہوئی تو وہی باتیں تہیں جو اول روز ہوئی تہیں۔ اب رزیڈنٹ نے وزیر اول نواب کے سامنے اس امر کو
بیان کیا کہ جو منصوبہ مخفی آپکے دل میں ہے اگر وہ تدبیر اصلاح سپاہ موقوف کی جاوے تو بہت عرصہ درمیان
لگے گا۔ اوس منصوبہ کا لکھنا دو باتوں پر موقوف ہے اگر تو گورنر جنرل سے ملاقات ہو سو وہ ابھی ہوگی
نہیں۔ یا گورنر جنرل اوس آپکے منصوبے کی تعمیل کے لئے کوئی اپنا نائب مقرر کرے یا رزیڈنٹ سے
کہے تو جب تک منصوبہ کا معا کہلے ہی نہیں کیسے گورنر جنرل اوسکی تعمیل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے
مقرر کریگا۔ اسکے جواب میں نواب چپ تہا۔ یہہ ملاقات بھی یونہیں ختم ہوئی کوئی اوسکا ثمرہ
نہ حاصل ہوا۔ اب نواب کے منصوبے کے پہیلی بوجہنے میں لوگوں نے قیاسات اپنے لگائے رزیڈنٹ کا یہہ
قیاس دوڑا کہ شاید نواب اپنے تمام عہدہ داروں کو موقوف کرانا اور ان عہدوں ہی کو مٹانا چاہتا ہے
اکثر وزرا اور سرکار کی منظوری اور شفارش سے مقرر ہوتے وہ نواب کو خاطر میں نہ لاتے اور اوسکا کہنا
نہ مانتے۔ رزیڈنٹ کو جو چاہتے لگا تہا کہ یہہ سبب بدنظمی کے سابق حساب پر اور اضافہ ہو گیا
تہا۔ جب رزیڈنٹ کی اس صورت حال کی اطلاع دی گئی تو گورنر جنرل نے حکم دیا کہ حسین رضا
خان وزیر جسے نواب ناراض ہے موقوف کر دیا جاوے اور کوئی دوسرا لائق آدمی جو سرکار کمپنی کی
تدبیر اصلاح سپاہ کا بھی ممد و معاون ہو مقرر کیا جاوے۔ رزیڈنٹ نے یہہ بھی لکھا کہ تحصیل مال گزاری
میں جو رعایا پہلے جور و ستم ہوتے تھے اوس میں کچھہ کمی نہیں ہوئی ہے بلکہ یہہ ہے چند اور
نواب کے درمیان اور متوسط داخل کرکے کہا جاتا ہے اور کچھہ نواب کے خزانہ میں اونکو کھلے
اوڑانے کے لئے داخل کر دیتے تہے۔ اب اس نواب کے عہد میں مستغرق ہو گیا ایسا ظلم کا

نواب کی جیب خاص مین داخل ہونے لگا تہا - اور کفایت اندیشی اور جزرسی سے خزانہ خانگی مین تہیلیونکا
ڈہیر لگنے لگا ہے - غرض تباہی ملک کی جو اگلے نوابونکی اسرافی اور کاہلی وعیاشی و اوباشی سے شروع ہوئی وہ
اس نواب کی کفایت شعاری اور جزرسی سے اور بر سر ترقی ہوئی ہے -

سرکار کمپنی نے بعض ہندوستانی سرکارون سے یہہ عہد و پیمان کر لیا تہا کہ اونکے ملک کی محافظت سرکار
کی سپاہ کریگی اور اس خدمت کے عوض مین وہ رئیس زر مقررہ سالانہ دینگے - اور وعدہ کر لیا تہا کہ اندرونی
انتظام ملکی مین وہ دست انداز نہوگی - اب یہہ معاملہ نازک ایسا آ کر پڑا کہ سرکار کسی عنوان الزام سے
نبچ سکتی تہی - اگر سرکار انتظام ملکی بالکل اختیار مین اون ریاستون کے رئیسون کو سپرد کرتی تو اوسکو
یہہ معنی تہی کہ رعایا کا حال جو جی مین آسے کرو تو سرکار پر یہہ الزام لگایا گیا کہ دیکہو بہیڑون پر بہیڑیے
چہوڑ دئی ہین - بیگناہونکو ظالمون کے پنجے مین پہنسا دیا ہے - جن برائیون کا روکنا اوسکا کام تہا اوسمین اون
کی تائید کی ہے - اور جب سرکار نے احتیاط اور اعتدال کے ساتہہ انتظام ملکی مین مداخلت کی اور اوسکو خود لیلیا
تو یہہ کہا کہ دیکہو عہد شکنی کی - اور شخصون کے حق تلف کر کے خود غصب کر لئے - مگر مدبران و منتظمان ملکی جو
اپنی دیانت امانت خلوص صداقت پر اعتماد رکہتے ہین وہ ایسے بے اصل تہمتون سے نہین ڈرتے ہین نہ اپنا قسم
اپنی راہ کو کتون کی بہون بہون کے سبب سے کبہی نہین چہوڑتے ہین وہ اپنی ایمان سے کام کرتے ہین - اور اوسمین ذرا بہی
لغزش و لرزش اس دہیان سے نہین آتی کہ آیا کسی کام کے کرنے سے لوگ ہمکو برا کہینگے یا بہلا کہینگے - جن مدبران
ملکی کو یہہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا کام کیجئے کہ جس سے سب ہمکو اچہا کہین وہ ایمان سے ایسی ریاستون کے
معاملات کا تصفیہ نہین کر سکتے تہے - لارڈ ولزلی اس قسم کا مدبر نہ تہا کہ وہ اوپری بات کا خیال کرتا - اوسنے
جیسی چالین دیکہین اونکے مناسب کام امانت دیانت خلوص صداقت سے کئے - نیکنامی اور بدنامی کا کچہہ خیال
نہین کیا - اصلاح سپاہ کو وہ اپنے جی و دل سے نیک جانتا تہا اوسکے باب مین یہہ نواب کو اوسنے خط لکہا

(۴) اب نواب اور اوسکی سپاہ کے بعض پلٹنون کے درمیان ایک معاملہ ایسا آ کر پڑا کہ جس سے صاف یہہ
بات کہل گئی کہ نواب و سپاہ کے درمیان کس قسم کا رشتہ و علاقہ ہے اور باہم ایک دوسرے پر کتنا بہروسا
اور اعتبار ہے - ایک پلٹن لکہنؤ مین تہی اوسکو کسی مقام پر بضرورت جانیکا حکم ہوا - اوسنے کہا کہ اگر ہماری

نواب و سپاہ کے درمیان فساد - اور گورنر جنرل کا تقاضا اصلاح سپاہ کا نواب پر

پہر جس بات کا اقرار وہ کرتے ہین اوسکے پورا کرنے کا ذرا نہین خیال کرتے اوسکے لئے عذرات تصنع وتکلف
پیش کرتے ہین۔

جب گورنر جنرل پاس نواب کا [illegible] جسکا وعدہ تہا نہ پہونچا تو ۵ نومبر ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی نے صاف
صاف لکہہ بہیجا کہ ضرورتین ایسی داعی ہین کہ جو سپاہ کے انتظام کی تدابیر پیش کی گئی ہین اونپر نواب کو
خوب علم ہوگیا ہے اور اونمین آپکو بہی پورا اتفاق ہے بے تامل بتعجیل اونکی تعمیل کیجائے۔ اس
جلدی کی ضرورت یہہ ہے کہ عہدنامہ کے موافق ملک اوده کی حفاظت تمام دشمنون سے برٹش گورنمنٹ
کے ذمہ واجب ولازم ہے۔ بالفعل جتنی سپاہ انگریزی نواب کے ملک مین ہے وہ غیر کافی ہے۔ اب اوسکے
ملک پر زمان شاہ یا شاید کسی اور دشمن کا حملہ ہونے والا ہے پس جبتک یہہ اصلاح سپاہ نہ ہوگی
کہ سرکاری سپاہ اوسکے ملک مین زیادہ ہو اور اوسکی خود سپاہ بے ترتیب بے تربیت نہ موقوف ہوگی اور
اوسکی تنخواہ کی بچت سے انگریزی لشکر کے خرچ کی تدبیر نہوگی مشکل ہے کہ سرکار کمپنی سپاہ کا انصرام معاً وفجأۃً
حملہ کی صورت مین کرسکے۔ مین آپکو وہ عمدہ تدبیر بتلاتا ہون کہ جسسے آپکو ہمیشہ ایسی ضرورتون کی حالت
مین اپنی سپاہ کی کمک کی حاجت ہی نہ رہے۔ آخر مین خط کے یہہ اور لکہہ دیا کہ عنقریب نواب کے ملک مین پہنچی سپاہ
کی تقویت کے واسطے ایک حصہ اوس سپاہ کا بہیجا جاتا ہے جو افزائش کے لئے تجویز کی گئی ہے اور باقی سپاہ
بعد اوسکے بہیجی جاویگی۔ اب ایک مباحثہ عظیم اسپر یہہ ہے کہ اس افزائش سپاہ کا اختیار گورنر جنرل کو
عہدنامہ کے موافق تہا بہی یا نہین بعض اوسکے مخالف رائے کہتے ہین بعض موافق ہم دونو بیان کرتے

ہین۔ سابق موافقین کی رائے یہہ ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے کام کے انصاف کے موافق ہونیکی دلیل یہہ
بیان کردی کہ سر جان شور اور نواب سعادت علیخان کے درمیان جو عہدنامہ لکہا گیا
تہا اوسکی ساتوین دفعہ یہہ تہی کہ جب کبہی نواب کو زیادہ سپاہ کی ضرورت ہوگی تو سرکار کمپنی سپاہ
زیادہ بہیجیگی اور اوسکا خرچ نواب کے ذمہ ہوگا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت کا مجوز کون
ہوگا اسکا جواب کہین عہدنامہ مین موجود نہ تہا۔ ابکہ نواب سعادت علیخان اوسکی مجوز
ہوتے۔ وہ تو اپنی بات مین ہٹ کا پورا تہا۔ روپیہ کی بچت مین ایسا اندہا تہا کہ ضرورت کا وقت جب

سب کورون کی طرح کہانی دیتا تو وہ اندہون کی طرح ہاتھہ ہی ٹٹولتا کہ کہان ہے کدہر ہے
اگر اس ٹٹول ٹٹال مین کہیں کہتا کہ کیون بہکاتے ہو ضرورت کا وقت نہین ہے تو دشمنون کے ہاتھہ سے ملک
پامال ہو جاتا اور پہر سرکار کمپنی کو وہ دقت اور دشواریان اٹہانی پڑتین جنکو وہ بڑے بڑے اپنی عمدہ سپہ
سے رفع کر سکتی تہی۔ شرط عہدنامہ یہہ تہی کہ ملک کی حفاظت سپاہ سے کیجائیگی سپاہ کی تعداد کی قید نہ تہی
تو اوسکی حراست ایسی سپاہ سے جو اوسکی حفاظت کے واسطے کافی نہو ایک بیہودہ اور حماقت کی حرکت تہی
اسلئے افزائش سپاہ کی شرط ضرورت کے وقت لگائی گئی تہی اب یہہ لارڈ **ولزلی** کا حق تہا کہ جب ایسی
ضرورت سمجہے سپاہ کو زیادہ کرلے۔ اگر یہہ اختیار نواب کو دیا جاتا تو سرکار کو ملک کی حفاظت کرنا
محال تہا۔ لارڈ **ولزلی** نے نواب کو لکہا کہ عہدنامہ کی ساتوین دفعہ مین یہہ لکہا ہے کہ نواب کے
ملک مین بسبب ضرورت کا جو کچہہ ازدیاد سپاہ کا ہو اختیار سرکار کمپنی کو ہوگا یہہ عبارت غلط ہے
حقیقت مین عہدنامہ مین یہہ لکہا ہوا ہے کہ سرکار کمپنی کو اختیار ہے کہ جسوقت اوسکو ضرورت افزائش
سپاہ کی معلوم ہو تو وہ زیادہ کردے پس اس افزائش سپاہ کے ساتہہ کوئی قید نہین لگی ہوئی ہے
کہ وہ بالاستقلال اور دوام کے واسطے ہوگا یا کہ کہ ہے گا پس گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ اس عہدنامہ کے
بموجب جسقدر افزائش سپاہ کو چاہئے مستقل اور دوام کے واسطے تجویز کردے مخالفین اس دلیل کا
یون مضحکہ کرتے ہین کہ جیسے جب ملک اونکے ختم ہو جاتے ہین ایسی منطق جہانداری کی لڑائی مین
ہی اونکی ہوتی ہین۔ زبردست کی زیردست کے ساتہہ ایسی ہی دلیل ہوا کرتی ہے جیسی کہ دیر پائی
ہوئی۔ دونون ہر جہوٹی تو ہے ایسی صغری کبری بنا کر نتیجے اونکا لاتے ہین۔ عہدنامہ کے موافق یہہ امر
طے ہو گیا کہ سرکار کمپنی کو افزائش سپاہ کا اختیار حاصل ہے۔ اب اوسکے خرچ کے واسطے وہ یہہ کہ نواب
کے ذمہ تجویز کیا سرکار کی عنایت اور رعایت یہہ تہی کہ جب نواب نے اپنی ضعف حالی کے سبب
اپنے ملک کی حفاظت سرکاری سپاہ کے حوالہ کی اور اس معاہدہ مین بنایا قائم مقام بنا دیا۔ اور اوسکے
واسطے شرائط کو قبول کیا۔ اور زمین سرکار کے ہاتہہ بیچا جیسا ہو اور مطالبہ ہوتا ہون تو اوسکا اب کچہہ
حق نہین رہا کہ ان شرائط کے ایفا کا جب تقاضا اوسسے کیا جاتا تو وہ اوس پر اعتراض کرے مگر برٹش گورنمنٹ کا

یہہ فرض ہوگیا کہ ایفاء شرائط کے لئی کوئی وجہ ہو تو نواب سے ضرور شرائط کو پورا کرائیں۔ اور نواب کو
کچہہ عذر حیلہ حوالہ اونکو تعمیل میں نہو۔ مگر ناحق اور بیوجہ نواب کو دبانا برٹش گورنمنٹ کو بہی ناجائز تہا
دوسرا سوال تحقیق طلب یہہ ہے کہ آیا اسوقت ضرور تہا کہ نواب کو افزائش سپاہ کے لئے مجبور کریں۔
اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاتا ہے کہ اودہ پہر **زمان شاہ** حملہ کرنیکو تہا۔ وہ لاہور میں تو آ ہی چکا
تہا۔ اگرچہ اسوقت وہ اولٹا اپنے وطن کو ضرورت کے سبب سے واپس چلا گیا تہا مگر پہر اوسکا آنا آسان تہا
سیندہیا بہی اودہ کی تاک میں بیٹہا تہا کہ جب موقع ملے تو اوسکے غلہ لگاؤں۔ رہیلے بہی تیار
بیٹہے تہے۔ نواب کے ساری ملک کی رعایا اور سپاہ بگڑی ہوئی بیٹہی تہی اوسے بہی بڑے وقت میں
حملہ کرنے کا اندیشہ لگا ہوا تہا۔ اب نواب کی سپاہ کا حال تم پڑہ ہی چکے ہو۔ اب اگر اور زیادہ حال
معلوم کرنا ہو تو سودا کا قصیدہ پڑہ لو نہیں پہر لو سر جیمس **کریک صاحب** جو سپہ سالار انگریزی سپاہ کے
ملک اودہ میں تہے سن لو وہ گورنر جنرل کو لکہتے ہیں کہ نواب کی سپاہ کا عدم وجود برابر ہے۔ نواب
سعادت علی کی کفایت شعاری اور کنجوسی نے سپاہ کی صورت منحوس بنا رکہی ہے نہ اوس
پاس ہتیار ہیں نہ وردی ہے۔ نہ کوئی توپ ہے۔ جب ایک موقع پر میں نے نواب سے وردی اور ہتیار اور
توپیں سپاہ کے لئی مانگیں تو نواب نے کہا کہ میرے پاس یہہ چیزیں فقط اتنی ہیں کہ جو سپاہ میری اردلی
میں رہتی ہے اوسکے لئی کافی ہوتی ہیں اور زیادہ نہیں جو بہیجوں۔ غرض نواب کی سپاہ بالکل نکمی
ہے۔ مجہے خوف ہے کہ اگر اس تباہ مزاج سپاہ کا پہلے سے علاج نہو گا تو اوسکی سپہ کاری کا مرض مضرت
رسان ہو جاویگا۔ میں اگر کہیں جاؤں اور اس سپاہ کو پیچہے چہوڑ جاؤں تو مجہے اوس سے ایسا
ہی خوف معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی قلعہ دشمن کے پاس چہوڑ دینے سے خطر ہوتا ہے۔ پس جب ملک
کی رعایا اور سپاہ کا یہہ حال ہو کہ ایک والی ملک کی جان کو رو رہی ہو اور دوسری اوسکی خون
کی پیاسی ہو۔ اور پہر ادہر **زمان شاہ** کی حملہ کا اندیشہ ہو جو **دلی** کے بادشاہ کو بحال کرکے مسلمانون
کی سلطنت جانے کا ہندوستان میں دل سے ارادہ رکہتا ہو۔ مرہٹون کے ایفاء وعدہ کا اعتبار نہ ہو
پہلے بغلی دشمن موجود ہوں۔ پہر کیا ایسے حال میں گورنر جنرل مبارکباد کے شادیانے بجاتا کہ شمال مغرب

لیپا فغانون کے حملون کے خوف سے ملک اودہ مین سپاہ گرادن کا ۔ خانون کا قائم کرنا جو جنگ کے وقت
چہوٹنے مین ایسا بیہودہ کام تہا جیسے انگلستان مین ترکون کے خوف سے یہہ کام کیا جائے ۔ بغرض
زمان شاہ کا ڈرانا ڈہرکا سعادت علی خان کو دینا ایسا ہی تہا جیسے کوئی بچے کو ہوئے سے
ہے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک محققین کے نزدیک واہیہ امر پیش از مرگ واویلا تہا دوسرونکے نزدیک علاج واقعہ
پیش از وقوع باید کرد پر عمل تہا

(۶) نواب سرکار کے مقاصد اصلی پر بہ پہنچ گیا تہا وہ یہہ جانتا تہا کہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ میری
فوج کو بالکل تباہ و برباد کردے اور ملک کی حفاظت اپنی سپاہ کے حوالہ کرے ۔ بغرض کچہہ اوسکا
دل سلطنت سے ایسا کچہہ گیا تہا کہ وہ رزیڈنٹ سے اشاروں اور کنایون مین ایسی باتین کیا کرتا تہا
کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کے کام سے برداشتہ خاطر ہے اور اوسکے چہوڑنے کا قصد ہے
باتین تو اوسکی ایسی ہین مگر کام اوسکے ایسے تہے کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ ہمیشہ لکہنو مین
رہنا چاہتا ہے تعمیر عمارت کی تیاریان ۔ قوانین سلطنت کے بڑے بڑے مسودے ۔ امور خانگی کا نہایت
انتظام ۔ آخر دل کی بات نہ چہپ سکی ۔ اور ایک دن رزیڈنٹ کے سامنے زبان پر آہی گئی ۔ نہ مین
رعایا سے خوش ہون نہ رعایا مجہسے ۔ سپاہ میری نہ وفادار ہے نہ فرمانبردار ۔ رعایا سپاہ دونو سرکش
اور فساد اندیش اسلئے مجہے سلطنت سے نفرت ہے مین اس بار سلطنت کو سر پر نہین اوٹہا سکتا ۔ اور
خلق جو ودیعت الہی ہے اوسکی خبرگیری اچہی طرح نہین کرسکتا ہون ۔ اب مین تو سلطنت چہوڑتا
اور مجہے اسکا یقین ہے کہ سرکار انگلیشیہ میرے بیٹے کو میرا جانشین کریگی جسسے میرا نام آئندہ باقی رہیگا
اور میرے خویش و یگانون کا وظیفہ بہی کردیگی جس سے اونکا گزارہ اچہی طرح ہوسکے گا ۔ میرے پاس جو
کچہہ سرمایہ ہے وہ زندگانی بسر کرنے کے لیے کافی ہے ۔ مین اوسی ساتہہ لیجاؤن گا جب رزیڈنٹ
نے یہہ باتین سنین تو اوسنے کہا کہ آپ اپنے اس منصوبے کو گورنر جنرل پاس لکہہ کر بہیجدین ۔ اوسنے
اوسنے کہا کہ آپ ہی یہہ تکلیف کرین ۔ مجہے کسی اور پر اعتبار نہین کہ مین اپنے راز کی باتین اوس سے
کہون بغرض رزیڈنٹ نے یہہ تمام احوال اور گفتگو جو ہوئی تہین قلمبند کرکے لارڈ صاحب پاس

ورنہ کام سلطنت کا وعدہ کیا اور پہر زور دیکر اوسکو اوٹہایا ۔ نواب کا سپاہ کا موقوف کرنا ۔ مرزا جانی علی کی بربادیان اور آخری عہد نامہ

بھیجدین۔ اور اوسپر یہہ جانتے بہی چہڑا دیا کہ نواب کے بیٹے بہت بڑے طلب حرامی - خزانہ کا
حال یہہ ہے کہ نواب خزانہ عامرہ سے روپیہ اپنے محل سرا مین لیگیا ہے آصف الدولہ کے
قرض مین اوسکی بہی پہہ نہین دی ہے ملازمان سرکار کی تنخواہین چڑھی ہوئی ہین پنشن وارثان
کی پنشن کا بہت روپیہ دینا ہے نواب اسمین سے کسیکو پہوٹی کوڑی نہین دیگا۔
لارڈ صاحب نے ۱۷ دسمبر ۱۸۰۱ع کو اسکا ایسا چہوٹا جواب لکہا کہ مین نواب کو ترک سلطنت اور عزلت نشینی
کی اجازت دیتا ہون بشرطیکہ وہ سرکار کمپنی کی عملداری مین ہمیشہ سکونت اختیار کرے اور سلطنت
اودہ کو ہمیشہ کے لیئے سرکار کمپنی کے حوالہ کرے۔ مگر یہہ اجازت نہین دیتا ہون کہ وہ اوس خزانہ عامرہ
کو ساتہہ لیجاے جو مصارف سلطنت کے واسطے جمع ہوا ہے گورنر جنرل نے یہہ خیال کیا کہ نواب کی عزلت
نشینی سے جب ہی بہت سے فایدے حاصل ہوتے ہین کہ وہ بالکل اپنے ملک کو سرکار دولتمدار کے حوالہ
کرے ورنہ کوئی اوسکا جانشین مقرر ہوگا تو وہی بات بنیگی خرمان خرچ اسا یاران دیگر است
جب نواب پاس لارڈ صاحب کا جواب باصواب آیا تو اوسنے کہا کہ مین سلطنت سے جو دست بردار
اسلیئے ہوتا تہا کہ میرا بیٹا سلطنت کرے نہ یہہ کہ سرکار کمپنی میری جانشین ہو جبکہ نواب دولت
دیکہا سلطنت چہوٹتا تہا گیا اوسکی آتش طمع بہ نسبت سلطنت کے کسی اور طرح سے نہ بجہہ سکتی تہی جو وہ
ترک سلطنت کرتا۔ اوسنے کہا کہ یہہ آئی سلطنت سو برس کے عرصہ سے چلی آتی ہے اگر مین اوسکو لارڈ صاحب
کی مرضی کے موافق ترک کرتا ہون تو ساری دنیا مین میرا منہ کالا ہوگا کہ اپنے اغراض ذاتی کے لیئے
سلطنت کو جو جواہر کی طرح بیچ ڈالا اور باپ دادا کا نام ڈبو دیا۔ اولاد کو سلطنت سے محروم کر دیا۔
اب مینے ترک سلطنت کا عزم ترک کیا۔ جب نواب کے اس ارادہ کی خبر سکوٹ نے لارڈ ولزلی
کو اطلاع دی تو وہ بہت غیظ و غضب مین آیا۔ اور اوسنے ۵ دسمبر کو رزیڈنٹ کو لکہا کہ مین نواب
کی اس دو روئی اور مکاری سے نہایت ناخوش ہوا۔ یہہ الزام لگانا بہی ستم تہا۔ اسمین دو روئی کی کیا
دو رنگی کیا تہی۔ اوسکو ترک سلطنت ہونا بیٹے کی جانشینی پر موقوف تہا جب یہہ نہوا تو وہ بہی
نہ ہوا۔ رزیڈنٹ پاس یہہ حکم لارڈ ولزلی کا آگیا تہا کہ وہ کانپور سے فلان فلان سپاہ بلا کر جہان

مناسب سمجھی نواب کی ملک مین بھیجدی اور نواب کو اطلاع دیدی اسکی جلدی اس سبب سے پڑرہی تھی کہ فوج کے سفر کا موسم نکلا جاتا ہے۔ اس ترک سلطنت کے منصوبہ کے سبب سے نواب کو اطلاع دی گئی کہ جسقدر افزائش کی سپاہ سرکار کمپنی کو منظور تھی اوسکا پہلا ڈویزن (غول) نواب کی عملداری مین داخل ہونیکو ہے جہان حکم ہو وہان بھیجا جاے۔ نواب نے کہا سفر سپاہ مین جب تک توقف فرمائے کہ مین اپنی سب خواہشونکو لکھکر پیش نہ کرون۔ ریزیڈنٹ نے جواب دیا کہ سفر سپاہ مین التوا ناممکن ہے۔ تمام اوسکی وجوہات حضور کے گوش گزار ہو چکی ہین۔ اسکا جواب نواب نے یہہ دیا کہ مین نے افزائش سپاہ کو کبھی منظور نہین کیا۔ اگر میری منظوری کی ضرورت نہین تو مجھسے اس بات مین صلاح و مشورہ عبث ہے۔ پھر اسکا جواب ریزیڈنٹ نے کچھہ نہین دیا اور باتین ہونے لگین۔ ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۰۰ع کو نواب نے ریزیڈنٹ کو لکھا کہ میری اور لارڈ صاحب کے درمیان جو تحریرات ہوئی ہین اونمین مین نے کبھی یہہ نہین لکھا کہ افزائش سپاہ مجھے منظور ہے مگر لارڈ صاحب کے خط سے یہہ ظاہر ہے کہ اونہون نے مجھے لکھا کہ جب تک افزائش سپاہ کا انتظام نہین کیا جائیگا اوسکے خرچ کے واسطے میری سپاہ کو موقوف کرنیسے روپیہ کا انصرام نہوگا۔ ابھی میری فوج بدستور نوکر ہے موقوف نہین ہوئی انگریزی سپاہ میرے ملک مین آموجود ہوئی۔ اوسکا خرچ کس طرح سے دیا جائیگا۔ سردست کوئی اوسکے واسطے سامان نہین سپاہ کا موقوف کرنا کوئی لڑکون کا کھیل نہین سیکڑون خطر اوسمین ہوتے ہین۔ ہزارون آدمی بیکار ہونگے سیکڑون مفسد پردازی پر آمادہ ہونگے بہت سے بیچارے بیٹھکر پیٹ کو رووینگے۔ مگر مجھکو سب سے زیادہ گورنر جنرل کی ناراضی کا خوف ہے۔ فقط اونکی خوشی کے لئے اونکی تجویز کو قبول کرتا ہون قہر درویش بر جان درویش۔ اب مین ان شرائط کو بیان کرتا ہون جو اس افزائش سپاہ کے باب مین عہدنامہ مین مرقوم ہین۔ اول شرط یہہ ہے کہ افزائش سپاہ ایسی کبھی نہین کیجائیگی کہ نواب سے اوسکے خرچ کا بار نہ اوٹھ سکے۔ دوسرے یہہ کہ سپاہ زاید کا ایک غول ہوگا اور وہ ہمیشہ ایک جگہ وہان رہیگا جہان زمان شاہ اور اور دشمنونکے حملہ کو روک سکے گا اور فقط اوسکا یہی کام ہوگا۔ سوم افسران سپاہ کو اختیار نہوگا کہ تحصیل مین دست اندازی کرین اور کچھہ اور چھوٹی چھوٹی باتین لکھکر یہہ متمندانہ فقرہ لکھا کہ مجھے سرکار

کچھہ کرسکتا ہون نہ رعایا پر رعب داب بٹھا سکتا ہون - نہ آبائی سلطنت پر حکومت کرسکتا ہون کسی
کام کا نہین رہتا ہون - اسلئے سرکار دولت مدار کی شاہانہ عنایت اور رفعت کا امیدوار یہہ خاکسار
بمیفدا ہے - کہ جو تدابیر تجویز کی گئی ہین وہ سب موقوف کیجائین -
ان موجبات شکایت کا جواب دینا تو مشکل تھا - مگر محکوم حاکم کی لڑائی تھی محکوم کا کب یہہ منصب تھا
کہ وہ یہہ کہتے کہ یہہ ہو اور وہ نہو - زیردست کا لبس بردست پر کیا استدلال سے چل سکتا ہے
اسوقت لارڈ ولزلی وہی چال چلا اوسنے اس خط کو دیکھکر کہا کہ یہہ تحریر گستاخانہ قابل جواب
نہین - ۱۸ کو سکرٹری نے رزیڈنٹ کو یہہ لکھوایا کہ تمہاری چٹھی کے ساتھہ جو نواب کا خط بجواب
چٹھی گورنر جنرل مورخہ ۵ نومبر کا آیا تھا وہ واپس بھیجا جاتا ہے تم نواب کو وہ دیدو اور ہماری
طرف سے نواب کو یہہ سنادو کہ اوس سرکاری تحریر کے جواب مین جسپر گورنر جنرل کے مہر ثبت ہو جو نواب نے اس دفعہ
طرز تحریر اختیار کی ہے وہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ ہے سلطنت انگلشیہ کا ادب و تعظیم جو
اوسپر واجب ہے اوس سے اوسنے باہر قدم رکھا ہے - اسلئے اس خط کی تحریر پر لارڈ صاحب کچھہ توجہ نہین
فرماتی ہین بلکہ اپنی چٹھی مورخہ ۵ نومبر کا جواب مانگتی ہین اگر اب کی دفعہ نواب نے سرکار انگلشیہ کی
عہد شکنی کی اظہار کے واسطے وہی لیچر براہین پیش کین اور وہی پہلے خط کی طرز تحریر اختیار کی تو
سرکار کو اس گستاخی کی خبرگیری کرنی پڑیگی - غرض اس چٹھی کا ترجمہ رزیڈنٹ نے فارسی مین
نواب کو سنوادیا - بعد اسکے حجتین ہوتی رہین - آخر کو نواب نے مجبور ہوکر فروری سنہ ۱۸ مین
اپنی سپاہ کا ایک حصہ موقوف کردیا تاکہ سرکار کی سپاہ کا خرچ اوسکی تنخواہ سے نکل آئی - یہہ فوج
ضرور دنگہ و فساد مچاتی مگر رزیڈنٹ فوج کی چڑہی ہوئی تنخواہ دلاکر چڑہائی سے بازرکھا - اور فساد
نہ برپا ہونے دیا نومبر سنہ ۱۸ مین نواب سے پہر درخواست کی گئی کہ سپاہ جسقدر اور زیادہ ملک کر رہنے
کے لئے تجویز کی گئی تہی اور اوسکے ایک حصہ کے لئے انتظام ہوگیا ہے اب دوسرے حصہ کی ادائے خرچ
کی تجویز کیجئے - نواب نے عذر کیا کہ جو بمشکل سے آمدنی ملک وصول ہوتی ہے مین روپیہ دینے کا عہد
یہان جبتک نہین کرسکتا کہ اپنے مین قابلیت اوسکے بہم پہنچانے اور ادا کرنے کی نہ دیکھون -

اگر بغیر سوچ بچار کے افراط خرچ کا کرونگا اور اوسکا الزام بہ گرسکونگا تو پہر عہد شکنی کا مجرم ٹھہرونگا - آخر
خزانچی سکھہ راے کی معرفت تمام ملک کی آمدنی کا حساب مرتب کراکے گورنر جنرل پاس رزیڈنٹ کے
معرفت بھیجدیا - اوس حساب کو گورنر جنرل نے ملاحظہ فرماکر یہہ لکہا کہ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو زمانہ آنیوالا
میں نواب اپنے اقراروں کو گورنمنٹ کے ساتھہ ایفا نہیں کرسکتا تو ہر شش گورنمنٹ پر یہہ واجب ہوا
کہ نواب کی خود اصلاح مقاصد و فلاح آپ کرلیتے اور سرکار کمپنی کی منفعت و فائدہ کی خاطر اپنے
ملک میں مداخلت کرے کہ جسمیں نواب کی سلطنت کے مخازن آمدنی کی نوبت وہیں تک نہ پہونچے کہ
اوسسے نہ نواب کا کام چلے نہ سرکار کا اور جیسے سرسبز و شاداب ملک میں جو ویرانی اور بربادی
پہیلی ہے وہ صرف نواب کی بدنظمی و نقص تدبیر کے سبب سے ہے کوئی آفت ارضی و سماوی ایسی نہیں
واقع ہوئی کہ جس سے ملک ویران ہو - برابر کے ملک اوسکے سب آباد اور خوش حال ہیں غرض مدتوں
سے نواب کو فہمائش ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا انتظام کرے اور رعایا کے حال پر متوجہ ہو - مگر یہہ
ساری پند و نصائح نقش بر آب گرہ در ہوا ہیں - آخر کو ملک کی بربادی اور ویرانی کی وہ نوبت
پہونچ جائیگی کہ زر موعودہ بھی سرکار کا ادا نہو سکیگا - اسلئے بہتر ہوگا کہ اس سست انتظامی بری ہوئی
حکومت اور زہر کی بجہی ہوئی سلطنت کی قائم مقام وہ گورنمنٹ قائم ہو کہ جسسے مرفہ حالی رعایا
آسودگی برایا - ملک کی سرسبزی اور شادابی - ناموس جان و مال رعیت کی نگہبانی اور
فضل و ہنر کی کامرانی - تجارت زراعت کی ترقی غرض تمام اسباب خوشحالی خلق مہیا ہوجائیں - تاکہ
سپاہ فرمانبر اور رعایا خیرخواہ ہوجاوے - یہہ سب باتیں ممکن نہیں کہ کسی طرح اور حاصل ہوں جبتک
کہ نواب سارے ملک کا انتظام مالی اور ملکی اور جنگی سرکار کو نہ دیدے اور خود سلطنت سے دست بردار ہو
اوسکے واسطے اور تمام اوسکے دوست آشنا خویش یگانوں کے واسطے وظیفے معقول مقرر ہوجائینگے
صرف یہی تدبیر ہے کہ جو ملک اودہ کو نہال اور رعایا کو مالامال کردیگی - ورنہ وہ کسی طور سے آفات
اور مصائب کی لگد کوب سے نہیں بچ سکتا -
لارڈ ولزلی نے اس پر عمل کیا کہ مگر گشت کرتا یہ نصیحت ... نواب کا اوس ...

مصالحت سے بٹھے کریں۔ اور اگر نواب اس مصالحت کا معاہدہ نکریں تو پہر نواب سے وہ نہایت ادب کے ساتھ
یہہ عرض کرے کہ پہلی اور حال کی سپاہ زائد یعنے کل سپاہ کے خرچ کے واسطے کوئی ایسا مخزن مقرر کرے
کہ جس سے زر موجود عین وقت پر وصول ہوجایا کرے اور اوسمین کچھہ خلل نہ آیا کرے۔ اسکے واسطے یہہ
تدبیر بتلائی کہ وہ اپنے ملک کا حصہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دیدے کہ اوس سے تمام سپاہ کا خرچ چل جائے
جو ملک تفویض کرنے کے لیئے تجویز ہوا تہا وہ ضلاع دوآب و رہیل کہنڈ مع اضلاع اعظم گڈہ
اور گورکہپور تہے۔ اس تفویض سے نواب کا ملک ان کا گنبد ہوجاتا یعنی تین طرف سے اوسکی حفاظت سرکار
کی عملداری کرتی۔ اور ان اطراف سے غیر ریاستوں کے حملہ کا خوف نواب کو نہ رہتا اور سرکار کو یہہ کٹھنکا
جاتا رہتا کہ کہین نواب اور غیر ریاستوں سے سازشین نکرے۔ انہین دنون مین لارڈ ولزلی
نے ایک خط نواب کو لکہا کہ جب سے تم مسند ریاست پر بیٹھے ہو تو مین اپنے اوپر یہہ فرض سمجھتا ہون کہ
موافق اون اصولون کے جو ہماری گورنمنٹ نے نہایت استقلال سے اختیار کیئے ہین وہ کام کرتا
جو مینے آپ کو پہلے خطون مین لکہے ہین۔ یہہ سارے کام فقط اس سبب سے مجھے کرنے پڑے ہین کہ آپ اپنی ملک
کی بدنظمی کو روک نہین سکتے اور نہ انتظام کرسکتے ہین۔ نہ بیچاری رعایا کی جان ومال کی حفاظت
کرسکتے ہین۔ غرض یہہ اصول گورنر جنرل کا یہان بہی قائم رہا کہ جو فرمانروا اپنی سلطنت کا انتظام
نہ کرسکے اور رعایا اوسکی بدخواہ اور ناراض ہو وہ خود ترک سلطنت کرے یا وہ اپنی سلطنت کے
کاموں سے بجبر معزول کیا جائے۔ سچ یہہ ہے کہ اس اصول کو اپنی تمام عہد حکومت مین لارڈ صاحب نے
خوب وضعداری کے ساتھ نبہایا کبہی اوس سے انحراف نکیا۔

لارڈ کورنوالس کے عہدنامہ کے موافق خرچ سپاہ ۷۶ لاکہہ روپیہ ٹہہرا تہا اور اب اس افزائش
سپاہ کا خرچ ۵۴۱۲۹۹۹ روپیہ۔ یہہ دونو ملکر ۱۳۰۱۲۹۲۹ روپیہ ہوا۔ اسلئے نواب سے
درخواست کی گئی کہ جس ملک کی آمدنی اسقدر روپیہ کی اس ویرانی کی حالت مین سوا خرچ
تحصیل مالگزاری کے ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دیدیجائے۔

جب یہ درخواست کل ملک کے حوالہ کرنیکی نواب کے سامنے پیش ہوئی تو اوسپر ریذیڈنٹ سے اوسنے

کر سکتا ہون جو وہ چاہے کرے - ملک خدا اور تخت حاضر ہے - غرض یہان عجز و نیاز کے لباس مین انکار تہا
وہان شاہانہ عتاب و ناز مین اپنی بات پر اصرار تہا - لارڈ ولزلی نے اپنی تحریرات مین حقیقت مین
سلطنت انگلشیہ کی سطوت و صولت کو دکہایا جو اس کام کے لئے سزاوار نہی کہ اونہون نے جو اتنی
حجتین کین فقط اسلئے کہ انکو یہہ منظور تہا کہ یہہ امر ظاہر ہو کہ جبر و قہر سے ملک نہین لیا جاتا ہے وہ دلسے
چاہتا تہا کہ نواب خود اپنا ملک دیدے - سانپ مرجائے لاٹہی نہ ٹوٹے - اسلئے اونسے اپنے بہائی ہنری
ولزلی صاحب کو اپنا پرائیوٹ سکرٹری بنا کر نواب پاس بہیجا کہ شاید میرا بہائی نواب کی ہٹ
کو دور کردے - ۳ ستمبر ۱۸۰۱ع کو وہ لکہنؤ مین آگئے اور ۴ کو نواب کو سمجہایا کہ یہہ آپ کی غلطی ہے
جو آپ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر مین سارا ملک دیدونگا تو مین تخت سلطنت سے محروم ہوجاؤنگا اور میری سلطنت
معدوم ہوجائیگی - بلکہ برخلاف اسکے اوسسے آپکی اولاد کی زیادہ تر تخت سلطنت بالاستقلال برقرار
اور قائم ہوجائیگا - وہی اعزاز و اکرام شاہانہ آپ کا باقی رہیگا - اوسمین کچہہ فرق نہین آئیگا -
کوئی آپ کو تخت سلطنت سے محروم نہین کرتا - نواب نے اسکا جواب صاف نہ دیا - ۱۹ ستمبر کو گورنر جنرل نے
ریزیڈنٹ کو لکہا کہ اگر نواب کو دونو درخواستون مین سے ایک کے بہی منظور کرنے مین اصرار
ہے تو تم تمام ملک مین اپنا بندوبست کرلو - اور یہہ اسکی ساتہہ معمولی دلائل بہی بیان کردین
کہ جب تک نواب ان دونو درخواستون مین کسی ایک کو نہ قبول کریگا ملک اوودہ مین عمدہ انتظام
نہین ہوگا - اور سرکار کمپنی کی گورنمنٹ کی سلامتی نہ ہوگی - اسلئے فقط یہہ امر مناسب ہے نہین
بلکہ فرض ہوگا کہ تمام سلطنت نواب سے لیجائے - اوسکے خوب کان اور دل کے کواڑ کہولکر سمجہا دو کہ
سرکار نے ملک اوودہ کی تمام مالی اور ملکی انتظام لینے کا عزم مصمم کرلیا ہے پس اگر نواب اپنی ہٹ
نہ ہٹے تو اوسکی سپاہ کو معزول کردو اور سارے ملک کی انتظام کی تدابیر کامل کرلو اور اوسپر قبضہ کرلو
نواب نے اوسی روز کہ یہہ ہدایات ریزیڈنٹ کو لکہی گئی تہین ریزیڈنٹ کو لکہہ بہیجا کہ مجہے دوسری درخواست
منظور ہے ملک کی تفویض کرنے کی منظور ہے بشرطیکہ اوسکو حج اور زیارت کربلا کے جانیکی اجازت ہو
اور یہہ کہ بیٹا اوسکا جانشین ہو - اور وجہ اسکی یہہ بیان کی کہ بعد ملک دیدینے کے میری غیرت کا

نواب گورنر جنرل کا دورہ اور سعادت علیخان سے ملاقات

کام ہیہ کیا کہ ولایت کو یہہ خبر بھیجدی کہ ملک پر قبضہ بغیر کسی فتنہ و فساد کے آسانی سے ہوگیا اور
اوس سے یہہ فوائد حاصل ہوگئے کہ نواب کی سپاہ کی قوت بالکل جاتی رہی لشکر سرکاری جو ملک **بنگال**
مین رہتا ہے اوسکا بہت سا خرچ نواب کے ذمہ ہوگیا زر موعود جو لشکر کے لئے لیا جاتا ہے اوسکی وصول
مین آئندہ کچہہ کہٹکا نہین رہا وہ ظلم و ستم و جور و جفا اور زیادتی و سختگیری رعایا پر ہو رہی تہی اور
ملک مین سخت ابتری پہیلرہی تہی اوس سے نجات ہوئی ملک کا وہ حصہ کہ روئے زمین پر اپنی زرخیزی مین جواب
نہین رکہتا تہا - اور وہ ایک ہندوستانی حکومت کے ظلم کے تودونکے نیچے دبکر خاک مین ملاجاتا تہا پہر
اوسکے بہلے دن آئے خزان کے دن گئے بہار کے دن آئی سرکار انگریزی کی پیشانی پر جو اس بدنامی کا
دہتبہ تہا مٹ گیا کہ اوسنے اس بدنظمی و تباہی خلقت کو روکنے مین اپنی ہیبت اور صولت کو نہین
دکہایا اور خدا کا ترس نہین کہایا -

(۷) جب سے لارڈ ولزلی نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا یہہ عزم کیا تہا کہ ساری انگریزی عملداری
مین دورہ کرون مگر بہت سے ایسے کام پیش آگئے کہ جسکے سبب سے یہہ ارادہ پورا نہوا اس دورہ مین
کچہہ تو یہہ خیال تہا کہ مین یہہ دیکہون کہ ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کا اثر اوسکی رعایا کی اخلاق و
عادات - دولتمندی تجارت محنت - آبادی - رفاہیت و فلاح پر کیا ہوا ہے - دوسرے یہہ کہ
یہان کے آدمیون کے خصائل اور طرز معاشرت کو اپنی آنکہون سے دیکہکر اوسکا علم حاصل کرون -
اگرچہ یہہ ارادہ نہایت سنجیدہ تہا مگر چند مہینہ کا سفر اور اوسمین بہی بہت سے دریا کے اندر اسے کیا
ایسے وسیع ملک کا حال دریافت ہوسکتا تہا جو کچہہ وہ اس سفر مین دیکہتے اوسمین اونکے مشاہدات سے
بہت تہوڑے ہی نتیجے عمدہ نکل سکتے تہے - اونکا شاہانہ درجہ اونکی زبان کا یہان سے ناآشنا ہونا
چند ہی آدمیونکو اونسے ملاسکتا تہا پس اونکے مشاہدہ کے لئے یہہ چند آدمی ہی اونکی آنکہین تہین
جو اونکو دکہادیا - وہ دیکہہ لیا - بڑے بڑے مقامون پر چند امیرون سے ملاقاتین ہوگئین جنکو سوا ے
خوشامد آمیز باتون کے کوئی اور مضمون ملاقات مین بیان کرنا ہی نہین آتا - پس ایسی حالت
مین [illegible] اونکی خوبیون کے کچہہ اور نہین دیکہہ سکتا تہا - برائیان

اونکی نظر کے سامنے آ ہی نہین سکتی تہین۔ اگر خوبی الگ تہی تو وہ وہین پیرایہ بدل کے گورنر جنرل کی آنکہون
کو اپنا جلوہ دکہاتی اور اگر برائیان سو تہین تو وہ بیچاری اور کونے مین سکڑ کر چوہے کی طرح خوف
کے مارے بل مین گہس جاتین۔ یہہ حال تمام ملازمان کمپنی کا تہا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوبیان
اونکے ذہن مین پہلے سے منقش ہوئین اور اونہین کا مشاہدہ وہ کیا کرتے اور اونہین کو اپنا منظور
نظر بناتے اور سب طرف سے آنکہین بند کر لیتے جب گورنمنٹ کا حال دریافت کرنیکو جی چاہتا تو جو دل مین
ہوتا اوسیکو نظر جہکا کر دیکہہ لیتے۔ ایک دربار گورنر جنرل نے اپنے دورہ مین یہہ سوچی تہی کہ مختلف
مقامات مین جانیسے سب ملازمان کمپنی کو معلوم ہوگا کہ ہمارے کام کا بہی کوئی نگران اور خبرگیران
ہے۔ اسلئے اہل سیف و اہل قلم دونون کو اپنے کام کی خوش اسلوبی کرنے سے تنبیہہ ہوتی تہی
خیر یہہ تو سب بالائی فائدے اس سفر مین تہے اصل مطلب تو گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ لکہنو جاؤن اور
نواب کے آنسو پونچہون جو ملک دینے کا زخم اوسکے لگا ہے اوسکا بخیہ کر دون اور مرہم رکہون۔ غرض
سب تیاریان سفر کی ہوئین اور وہ ۱۵ اگست کو روانہ ہوا اور ۱۴ نومبر کو بنارس مین پہنچے
جہان عہدنامہ اودہ پر دستخط ہوئے تہے۔ اور ۱۹ جنوری ۱۸۰۲ء کو کانپور مین رونق افروز ہوئے
نواب سعادت علیخان بہی یہان استقبال کے لئے آیا۔ اور ملاقات سے سعادت یاب ہوا۔ گورنر
جنرل نے اپنی شیرین کلامی و خاطرداری سے اوسکے رنج و غم کو کم کیا اور دل کو خوش کیا۔ لکہنو
مین آئے اور نواب سے ملاقاتین ہوئین اونہین گورنر جنرل نے اوس سے فرمایا کہ تم کو یہہ کام کرنے
ضرور ہین۔ اول یہہ اہتیس لاکہہ روپیہ سپاہ شاہی کے خرچ کا باقی ہے وہ جلد ادا کر دو اور موافق عہد
کے اپنی سپاہ کو گہٹا دو۔ ایک ضلع جو نیا ملک سرکار نے لیا ہے اوس کے بدلے جیسے سرحد سرکار کمپنی
کے اندر فصل پڑے اور اپنے خویش و بیگانون کی بخشش جو سرکار کمپنی نے مقرر کی ہے وقت پہ
ادا کرتے رہو۔ اور سپاہ انگریزی جو متفرق مقامات پر ہے اون سب کو لکہنو کے قریب جوار مین ایک
جگہہ جمع کر دو۔ نواب نے سب کامون کو خواہ رضا سے یا مجبوری سے منظور کر لیا۔ روپیہ دینے کے واسطے
مہلت چاہی۔ مگر سپاہ کی کمی کرنیکی نے لکہنو مین اوس [illegible]

اب مطلب لی گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ اوسنے نواب سے کہا کہ اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کرو۔ اوسپر نواب
نے کہا کہ مین بہی اس بات کو دل سے چاہتا ہون۔ مگر انتظام عمدہ تو جب ہو کہ مجھے کچہہ اختیار بہی ہو
بغیر اختیار اور اقتدار کے کچہہ نہین ہو سکتا جب ہاتہہ پیر باندہ دئے جائین تو کوئی کیا کر سکتا ہے
رزیڈنٹ کی بہت کچہہ شکایت کی اور یہہ چاہا کہ مجھے بالکل مطلق العنان کر دیجئے تو پہر دیکہئے کہ مین
کیسا انتظم و نسق ملک کرتا ہون گو اوسنے صاف صاف نہین کہا مگر اسمین اشارہ تہا کہ کرنیل
سلوث موقوف ہو جائین۔ مگر گورنر جنرل نے ایسی درخواستون پر کان نہ رکہا تو اوسنے
دق ہو کر یا کسی حکمت عملی کے لئے یہہ درخواست کی کہ مجھے حج اور زیارت کربلا جانیکی اجازت دیجئے
اور میرے بیٹے کو میرا جانشین کر دیجئے۔ اسپر گورنر جنرل نے کہا کہ مجھے آپ کو اجازت دینے مین عذر
نہین ہے مگر اوسکے اندر بعض خرابیان بیان کین پہر نواب نے جب یہہ کہا کہ زر باقی جب ادا
ہوگا کہ میری یہہ درخواست منظور ہوگی تو گورنر جنرل نہایت افروختہ خاطر ہو گیا۔

(۸) افزائش سپاہ کی نسبت تو ہم محققین کی مخالف اور موافق رائے پہلے لکہہ چکے ہین۔ اب اس
امر کی نسبت لکہتے ہین کہ گورنر جنرل نے جو نواب سے یہہ درخواستین کین کہ کل اپنا ملک دیدے یا ایک
حصہ ملک کا دیدے۔ وہ عدالت کے موافق ان درخواستون کے مجاز تہا یا نہین۔ اور پہر جو اوسنے ملک کا
ایک حصہ لے لیا وہ بہی مقتضاء انصاف تہا یا نہین۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک
گروہ دوسرے گروہ سے یا ایک سرکار دوسری سرکار سے یہہ کہے کہ تم ہمکو اپنی فلان چیز ان
شرائط پر دیدو تو یہہ درخواست نہ اخلاق کے خلاف ہے نہ انصاف سے باہر ہے۔ اگر جانب ثانی انکار
کرے اور اوس سے وہ چیز لیجائے تو البتہ بعض صورتون مین وہ بہاری اور بڑا گناہ ہوتا ہے
اسسے معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا دونون درخواستونکا کرنا نواب سے نہ اخلاق کے خلاف تہا نہ
عدالت کی مخالف۔ اب جو اوسنے ملک لیلیا اوسکی نسبت بحث کرنی چاہئے کہ وہ انصاف تہا یا
یونہین ناحق کی زبردستی جبر و قہر تہا۔ اسمین کچہہ گفتگو نہین ہے کہ نواب کا تخت انگریزی سنگینون
کی نوک پر تہا ہوا تہا جسوقت وہ اوس سے اونہین علیحدہ کر لیتے تو وہ خاک مین ملجاتا اگر یہہ انگریزی

نواب اودہ کے معاملات مین انگریز محققین کی

اور باقی ملک کو عمدہ انتظام کرنے کے لئے نواب سے اقرار مستحکم کرا لیا غرض جو کچھہ کیا عین عدالت اور انصاف کا مقتضا تھا
اب جو اوسکے خلاف رای رکھتے ہین وہ اسپر اعتراضون کی بوچھار کرتے ہین کہ نواب کی سپاہ کو اول بالکل
برباد کر دیا سرکار کی ریاکاری کا کام تھا جس سے حقیقت مین نواب اپنی سلطنت سے محروم ہو گیا گو سب چیزین
اوسکی سلطنت کی ویسی ہی نظر آتی تہین جیسی تہین سلطنت کا زور سپاہ سے ہوتا ہے جب وہ نہ رہا
تو کیا رہا مردے کو زندے کے لباس مین دکھایا - اب بڑی گفتگو اسمین آن پڑتی ہے بعض
محققین اسکو بہ ثبات مانتے ہین کہ سرکار کمپنی کی عملداری مین جو ملک آ گیا وہ نہال ہو گیا - اور
اہل ملک اپنی عبادات عادات قضایا و معاملات مین معتد لیت کامیاب ہو گئی - ایسے ہی اونکے مخالفین
یہہ کہتے ہین کہ نہایت عمدہ شہادتون اور شاہدون اور تجربے سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ ملک کے انتظام
اور حفاظت مین جو روپیہ گورنمنٹ انگریزی کا خرچ ہوتا ہے مشکل سے وہ ملک کی آمدنی سے حاصل
ہوتا ہے پس جو حفاظت اور انتظام کم قیمت مین رعایا کو حاصل ہو سکتا تھا اوسکو زیادہ قیمت
لیکر دینا اونکی حق مین ظلم و ستم کرنا اور اوسکو لوٹنا ہے پس سرکار کمپنی کو اپنی فراست اور سطوت
اور حکمت کو یون کام مین لانا چاہیئے تہا کہ **سعادت علی** کے ہاتھہ سے عمدہ انتظام کرایا ہوتا -
ملک اودہ کی بدنظمیون کو بیان کرنے مین گورنر جنرل نے منقح نویسی و مبالغہ آمیزی خرچ کی ہے -
مرض کی تو خوب تشریح و تشخیص کی مگر نسخہ جو اوسکے لئے لکھا ہے وہ ہیضہ کیواسطے اسپغول ہی تہا
پہلے برائی یہہ بیان کی کہ نواب کی سپاہ اوباش عیاش آرام طلب ہے وہ غریب رعایا کو ستاتی مارتی ہے
اسکا علاج تو یہہ کر دیا گیا کہ اوس سپاہ ہی کو باقی نہین رکھا سب کو نواب سے موقوف کرا دیا - یہہ علاج
مرض کے موافق ہوا اگرچہ یہہ چوٹی ناسور گیا - دوسری برائی یہہ بیان کی کہ تمام ملک مین کہین محکمہ عدالت
نہین جسسے رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو مجرم گرفتار ہو کر سزایاب ہون - جرم ہونکا انسداد ہو
رعایا اپنے قضایا کا انفصال و تعین کرائے - دوم خراج ستانی کے دستور ظلم و ستم سے بہرے ہوئے تہے
جو بڑا اندازہ دینا اور زیادہ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا اوسیکو زمین دیجاتی - پہر عاملون کی ظلم زمینداروں
اور زمینداروں کے ستم غریب رعایا پر جو ہوتے تہے اوسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے جو تحریری

معاہدی ہی ایسی نہین ہوتی تہے اونکا پاس لحاظ کچہہ نہین ہوتا۔ غرض جو طریقہ زر مالگزاری کے
جمع کرنیکا تہا وہ براہی تہا۔ اب ان دونون برائیون کو دور کرنیکے واسطے گورنر جنرل نے ہر ضلع
مین کلکٹر مجسٹریٹ۔ اور محکمے اپیل کے۔ اور پولیس وغیرہ مقرر کئے۔ مگران عہدہ دارون کے تقرر کر
کیا انتظام ملکی ہوتا تہا۔ گورنمنٹ کی نیت اور ارادہ خواہ کیسا ہی رعایا کے لئے اچہا ہو مگر جب تک کوئی
مجموعہ قوانین عہدہ دارون کے واسطے دستور العمل نہ ٹہرایا جائے اونکے واسطے کوئی روک ٹوک نہین
ہوتی۔ کوئی چیز اونکو اپنے حقوق خدمت ادا کرنیکے لئے مجبور نہین کرتی۔ رعایا کی سلامتی اسی
مین ہے کہ مجموعہ قوانین کے موافق تمام اونکے معاملات کا انفصال ہوا ور ہر شخص ان قوانین سے
ایسا واقف ہو کہ کوئی اوسکا نقصان ان قوانین کی لاعلمی سی نہ ہو سکے جیسا اوس شخص کا
نہین ہوتا ہے کہ شب و روز قوانین مین بسر کرکے قوانین دانی ہی کو اپنا پیشہ بناتا ہے بغیر ان
قوانین کے حاکمونکا مقرر کرنا رعایا کی سلامتی و حفاظت کو نہین ٹہراتا۔ بلکہ اونکو حقیقت مین
حاکمون کی مرضی کا شکار رہنا ہے جو اونکے جی مین آتا ہے وہ کرتے ہین۔ اسی گورنمنٹ کی
ترقی کچہہ نہین ہوئی۔ بلکہ رعایا کو زخمون پر جو پہلے سے مکہیان بیٹہی ہوئی خون چوس ہی
نہین اور وہ بیٹہی رہتین تو پیٹ بہر جانیکے سبب سے زیادہ خون نہین پیتین۔ اب ونکے اوڑا دینے
سے اور نئی مکہیان بیٹہنے سے اوسکے بدن کا خون کہنچنے لگا اور نئے ڈنک لگنے لگے۔ یہہ
خیالات تو فلسفیانہ ہین جو آئین ملک داری سے باہر ہین مگر سچ یہہ ہے کہ جو کچہہ گورنر جنرل نے
اودہ کے حق مین کیا وہی عدالت و انصاف کے موافق تہا۔ مگر جس طرح سے کیا وہ نامناسب تہا
اوسکو لازم تہا کہ جیسا حاکم محکوم کو یا زبردست زیردست کو حکم بہیجتا ہے کہ یہہ کام کرو اوس طرح اودہ کے
معاملہ مین نواب **سعادت علیخان** کو ایک مختصر سا حکم لکہہ بہیجا ہو تا کہ یہہ کام ہون مگر جسقدر
نواب سے شیرین کلامی کی گئی وہ اوسکو سرطان معلوم ہوئی اگر پہلے ہی سے تلخ دوا حکم قطعی کی اوسکو
پلادی جاتی تو اوسکو ایسی ناگوار نہ ہوتی پہلے جتنی شکر کہلائی گئی اوتنی ہی یہہ تلخ دوا
پلانی پڑی۔ مگر لارڈ ولزلی کو وارن ہیسٹنگز کی طرح کی طول طویل تحریر

شوق تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شخص تحریر اور تقریر مین زیادہ درازنفسی کرتا ہے ضرور ہے کہ
فضول باتین کہے اور لکہے۔ بس اسلئے نواب سے یہہ ناحق کی تحریرات ہوئین اور کوئی نتیجہ نہوا
جیساکہ اب بعد تحریرات بغیر نواب کی مرضی کے ملک لیا گیا ویسا ہی اول لے لیا ہوتا۔

(۹) اب نواب گورنر جنرل تمام معاملات اودہ کو اپنی خاطر خواہ طی کرکے **بنارس**
ہوتے ہوے **کلکتہ** تشریف فرما ہوے جسوقت **سعادت علیخان** اور رزیڈنٹ مین معاملات
کی گفتگو ہو رہی تہی تو نواب نے یہہ کہا تہا کہ مین **آصف الدولہ** کا جانشین ہون جو اوسکو
اختیارات حاصل تہے وہ مجہے بہی ہونے چاہئین۔ رزیڈنٹ نے اس ہمعنے کی یہہ معنی بیان کیے
کہ اوسکا ارادہ ہے کہ **بہو بیگم** کی دولت اور جاگیر پر ہاتہہ مارے یہہ بیگم **ہیسٹنگز** کی ماری ہوئی
اور جلائی ہوئی ابتک زندہ تہی جب اوسنے اپنے پوتے کی حرص و آز کا دامن دراز دیکہا تو مارے خوف کے
اس آرزومند کو چہوڑ کر گورنمنٹ انگلشیہ کی پناہ مند ہوئی اور اوسکو لکہا کہ مین اپنی تمام جاگیر اور دولت
کا وارث سرکار انگریزی کو کرتی ہون۔ اس سبب سے کہ شرع اسلام کے موافق بادشاہ اپنی تمام رعایا
کے مال و متاع کا مالک ہوتا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ امر تو نہین منظور کیا کہ بیگم اپنے مال و دولت کو
کسی غیر کے ہاتہہ مین منتقل کرے۔ مگر اوسکے وصیت نامہ کو قبول کر لیا۔ اور حجت ہی اوسکے لئے یہہ قائم
کر دی کہ بیگم کا رتبہ ایسا عالی ہے اور نواب سے اوسکا ایسا رشتہ ہے کہ وہ اوس رعایا سے مستثنی ہے
جسکے سارے مال کا مالک بادشاہ ہوتا ہے۔ اب اوسکی جان و مال کی محافظ وہی سرکار ہوتی ہے
جو خود نواب کی مسند نشینی کا سبب ہوئی ہے۔ **بہو بیگم** کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی دولت
کو جس صرف مین چاہے خرچ کرے۔ بشرطیکہ وہ صرف نواب کی ریاست کے لئے مضر رسان نہو۔ اور جب اوسکا
انتقال ہوگا تو سرکار کمپنی اوسکی ساری دولت نواب کو ملک اودہ کی رفاہ عام کے کامون مین
خرچ کرنے کے لئے دیدیگی۔

(۱۰) اب ملک اودہ کے اون اضلاع مین کہ نواب نے سرکار کمپنی کو تفویض کئے تہے انتظام
سرکاری شروع ہوا۔ (ان اضلاع کو ہم اضلاع مفوضہ نواب لکہا کرینگے) اور نواب کے اہلکار

موقوف ہوتے جاتے تہے اور سرکار کے ملازم اونکے قائم مقام ہوتے جاتے تہے۔ لارڈ ولزلی نے
جس چٹھی میں عہدنامہ کا حال لکھا تہا اوسمین یہہ بہی لکہا کہ ان اضلاع مفوضہ نواب کا
انتظام نہایت سخت کام تہا جسکے انصرام کے واسطے مینے اپنے بہائی ہنری ولزلی کو مقرر کردیا
ہے۔ اونہنے نہایت بیدار مغزی اور فرزانگی سے معاملات اودہ کی گفتگو کو طے کیا تہا۔ بارہ مہینے میں
یا اوس سے کم میں یہہ تمام کام انتظام کا ختم ہوجاویگا۔ اوسمین ہنری ولزلی جسکو کچھہ زیادہ تنخواہ
اپنی تنخواہ سے نہیں ملیگی۔ اسکے جواب میں کورٹ ڈائرکٹرز نے لکہا کہ ہم شرائط عہدنامہ کو نہایت
پسند کرتے ہیں مگر ہنری ولزلی کے تقرر میں اور مستحقون کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے اوسکو
موقوف کردینا چاہئے۔ اوسکا تقرر موافق اوس سلسلے کے نہیں ہے جو ملازمون کے لئے سرکار سے
مقرر ہے اونہین تین حاکمان متعہد کا تقرر اضلاع مفوضہ کے لئے منظور کرلیا۔ اس جواب کے آتے
آتے تمام کام انتظام کا ختم ہوگیا تہا ہنری ولزلی صاحب پہلے ہی مستعفی ہوچکے تہے
(۱۱) نواب سعادت علی خان نے جو ملک سرکار کو تفویض کیا تہا اوسمین وہ خراج
بہی جو نواب فرخ آباد اوسکو دیتا تہا دیدیا تہا۔ اس نواب کی ہی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی
کرتی تہی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تہی۔ اس نواب کا ملک طول میں ۵۰ میل اور
۲۵ میل عرض میں تہا۔ اور سالانہ ملک کی آمدنی ساتہہ لاکہہ روپیہ کی تہی انگلش گورنمنٹ نے
مظفر جنگ نواب فرخ آباد اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ء میں یہہ عہد وپیمان
کرادئے تہے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکہے جو دربار کے کامون کو کرسکے اور نواب اودہ
ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد میں ہمیشہ رکہے جو نواب اور ملک کی حفاظت و حراست کرے
اور ساڑہے چار لاکہہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے پہلے سرکار کی
طرف سے ریذیڈنٹ بہی یہان مقرر ہوگیا تہا مگر لارڈ کورنوالس نے اس عہدہ کو
موقوف کردیا تہا۔
مظفر جنگ کو اوسکے بڑے بیٹے نے مار ڈالا۔ نواب اودہ نے اوسکو لکھنؤ میں قید کر

نواب سعادت علی خان ۱۷۹۸ء تا ۱۸۱۴ء

نابالغ بیٹا مسند نشین ہوا۔ اور خردمند خان نواب کا چچا اوسکا نائب و مدار المہام مقرر ہوا۔ جب
نواب سن بلوغ کے قریب پہنچا تو اوسنے اپنی ریاست کے تمام کاروبار کے خود انصرام کرنیکا ارادہ کیا۔ گورنر جنرل
نے ہنری ولزلی صاحب لفٹنٹ گورنر کو لکہا کہ اب وقت ہے کہ کیا تو نواب کو بدستور سابق سارے کام
ریاست کے دیدیے جائیں یا سارا ملک سرکار اپنے قبضہ میں کرلے۔ ملک کے لے لینے میں جو فائدے ملک و دولت
کے ہیں وہ ظاہر ہیں۔ اور ملک کے دیدینے میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ ادہر اس نوجوان نواب کو
خردمند خان نہایت بدکردار اور زشت افعال بتاتا ہے۔ اودہر نواب بہی خردمند خان
کو بدخو اور برا کہتا ہے۔ اس برا کہنے میں دونوں کی اغراض نفسانی تہیں نواب اسلئے نائب کو برا کہتا
تہا کہ اوسکے بیچ سے چہوٹے خود حکومت کرے۔ نائب نواب کو برا اسلئے کہتا تہا کہ اوسکا اختیار قائم
رہے۔ مگر نائب ہی کی بات کا یقین سرکار کو تہا اور نواب کی بات کا نہیں۔ اب لارڈ ولزلی کا وہ
اصول کام میں آیا جو اونہوں نے بیاہیں بدلائل یہ عمل قائم کیا تہا کہ جو کسی فرمانروا کی خصلت
بری ہو اور اوسکا انتظام ملکی خراب ہو تو چاہیے کہ فرمانروا معزول ہو اور ملک کا انتظام اوس کے
ہاتہہ میں جو اوسکو عمدہ کرسکے دیدیا جائے۔ اب خردمند خان لفٹنٹ گورنر پاس بریلی میں
جو اوسکا صدر مقام تہا ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۰۲ کو حیدرو نیز پہلے نواب سے آیا۔ لفٹنٹ گورنر نے اوس سے کہا
کہ اب فرخ آباد کے انتظام ملک کے لئے کیا عمدہ تدبیر ہے خردمند خان نے کہا کہ میری رائے میں تین یہہ
باتیں آتی ہیں کہ کیا تو انتظام اسی طرح رہے جسطرح اب ہے یا نواب جب بالغ ہو تو اوسکو خودمختار
کردیا جائے۔ یا تمام مالی اور ملکی انتظام سرکار اپنے ہاتہہ میں لے لے۔ اسپر لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ پہلا
انتظام تو رہ نہیں سکتا اسلئے کہ نواب کو وہ کسی طرح پسند نہیں ہوگا۔ دوسرے انتظام میں یہہ برائی
ہے کہ اگر نواب ایسا ہی بدوضع اور خراب رویہ ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو وہ سارے ملک میں آفت
مچادیگا۔ ملک کا انتظام و نظم و نسق بگڑ جائیگا۔ تیسری بات یہہ کہ سارا انتظام گورنمنٹ کی اختیار میں
آجائے ایسی بات ہے کہ جسپر کچھہ اعتراض نہیں ہوتا۔ اسپر خردمند خان نے کہا کہ وہ کام کیجیے
جسمیں سب کا بہلا ہو۔ ملک اور رعایا کی آسائش و آرام ٹہیرے اور اوسمیں میرے اوپر بہی نظر عنایت

ملک رکہنے مین نہین ملتی بغرض یہہ بہی معمولی فقرہ ہر رئیس معزول کی نسبت سرکاری کاغذات مین
لکہا ہوا موجود ہے کہ وہ معزولی کی حالت سے نہایت خوش ہوا اور فرمانروائی سے تنزل کرکے سرکار
کمپنی کے پنشن خوار بننے مین اوسکو اپنی زندگی کا بڑا حظ حاصل ہوا معلوم نہین کہ یہہ مقولہ کہ
فرمان روا جب اپنی سلطنت سے محروم کیا جاتا تو اوسکو نشاط و کامرانی حاصل ہو مخصوص ہندوستان
کے ساتھہ ہے یا تمام دنیا کے رئیسون اور بادشاہون کے ساتھہ یہان بہی وہی اصول ملکداری
قائم ہا کہ نواب فتح آباد محکوم نواب اودہ کا تہا اور نواب اودہ تابع سرکار کمپنی کا تہا تو نواب
فتح آباد تابع تابع سرکار ہوا تو اوس نے ملک کی ترقی اور رفاہ رعایا کے لئے جو مناسب
جانا اوس پر عمل کیا۔ فقط

(۱۴۳) جو ملک سرکار کو نواب اودہ نے تفویض کیا اوس مین نوابی کے عہد مین بعض زمیندار ایسے تہے جو خود راجہ تہے
اور راج کرتے تہے۔ جو چاہتے سو کرتے ہاتہہ اوٹہا یا تو نواب کو دیدیتے اور کبہی غرا بہی کر جاتے تہے۔ اگر نواب کی
طرف سے تقاضا ہوا سپاہ لیکر آ تہا باقی کو موجود ہوتے تہے۔ پہلے سال مین تو زر مال گزاری وہی لیا گیا جو
وہ نواب کو دیتے تہے مگر دوسرے سال مین اوسمین کچہہ تغیر تبدل ہوا تو بہگونت سنگہ زمیندار جسکے
پاس دو قلعے بجے گڈہ اور ساسنی کے تہے اور بیس ہزار سپاہی اوسکے پاس تہی وہ بگڑا اور فساد
کے لئے کہڑا ہوا۔ اوس نے کہا کہ نہ سرکار کو روپیہ زیادہ دون اور نہ قلعے حوالہ کرون۔ اب اس سرکش
کی گردن دبانی سرکار کو ضرور تہی کہ جسکے سبب سے اور زمیندارون کا حوصلہ فتنہ انگیزی کا پست
ہو جا۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۰۲ء کو لفٹنٹ کرنیل فلر چار ترپ سوارون کے اور چار پلٹنین ہندوستانیون کی
لیکر ساسنی سے دو میل پر پہونچے غرض دس پانچ دفعہ حملے ہوئے اور لڑائیان ہوئین اور
انگریزی فوج بہی بیاہ لیکر امداد کو آن پہونچے اور کچہہ قلعہ کے پاس تہا فتح ہوا۔ ۱۱ کو اہل قلعہ
قلعہ خالی کرکے چلے گئے سوار اونکے پیچہے گئے مگر وہ بجے گڈہ کے قلعہ مین گہس گئے۔ یہہ قلعہ بہی ۲۷ کو
لے لیا گیا۔ ان قلعون کے فتح کرنے مین بہت کچہہ فن سپہ گری کام مین لانا پڑا اسہانی سے وہ ہاتہہ
نہین آئے سپاہیون نے اوس حال مین خندق پر زینے لگائے کہ دشمنون نے اونکے منہہ پر آگ لگا دی

منتظمان ہند انگلستان سے بہت دور بیٹہے ہوئے جن باتونکو بیان لوگون کا دل چاہتا تہا الکو سمجھتے تھے۔ اہل ولایت کو
اونکی تحقیقات کرنیکا موقع نہین ملتا تہا۔ اور نہ ابتک ملتا ہے۔ یہان کے آدمیون کی تربیت اور تعلیم ایسی
ناقص ہے کہ وہ پبلک اوپنین (رائے عوام) سلسلے کیساتھہ نہین ظاہر کرسکتے۔ اور نکیسے گورنمنٹ کے
کام کا مقابلہ کرسکتے ہین۔ اسلئے گورنمنٹ ہند کو جو اپنے انتظام کی خوبیان معلوم ہوتی ہین اونکو
خوب رنگ کر اور برگ و بار لگا کر وہان روانہ کردیتے ہین۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۳ع کو گورنر جنرل لیجسلیٹو
کونسل نے کورٹ ڈایرکٹرز کو لکھہ بہیجا کہ اضلاع مفوضہ کی ترقی و بہبودی و فلاح و اصلاح و سرسبزی
و آبادی کے لئے جو تدابیر سوچی گئی تہین اون سب مین بدرجہ غایت کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ سارے
ملک مین امن رہا۔ بندوبست سہ سالہ کے سال اول کا زر مالگزاری بہت آسانی سے وصول ہوگیا
جس سے ہر ایک آدمی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان کی زمیندار و رعایا سرکار انگریزی کی عملداری
مین آجانے سے نہایت خوش اور رضامند ہوئی۔ مگر ہیلی صاحب جو اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج ۱۸۰۵ع سے
۱۸۱۵ع تک رہے اونکے سوال جواب ۱۸۳۲ع مین کامنس کے روبرو یہہ ہوئے۔ سوال جس عرصہ مین
تم اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج رہے وہان کے زمیندارون اور اعلی درجہ کی رعایا کو تم نے دیکہا کہ
وہ انگریزی گورنمنٹ سے رضامند تہی اور اوسکے ہوا خواہ ہوتی جاتی تہی۔ جواب میرے علم مین
تو اکثر اعلی درجہ کے آدمی انگریزی گورنمنٹ سے دلی طور رغبت نہین کرتے تہے۔ سوال۔
تمہارے نزدیک کیا وہ سرکشی پر آمادہ و کمر بستہ بیٹہے تہے۔ جواب میرے عہد مین ایک دو دفعہ
سرکشی کا قصد کیا تہا۔ سوال۔ تمہارے عہد مین رعایا کو گورنمنٹ کیساتھہ بہ نسبت سابق کے
زیادہ رغبت و الفت اور موافقت ہوتی جاتی تہی۔ جواب میرے نزدیک بہ نسبت سابق کے اونکو
زیادہ مخالفت و نفرت ہوتی جاتی تہی۔ سوال کس سبب سے یہہ حال ہوتا جاتا تہا۔ جواب۔ اسکا
سبب یہہ تہا کہ جو قوانین اور دستور انگریزی گورنمنٹ نے جاری کئے وہ اونسے ناراض تہے۔ سوال
یہہ ناراضی فقط زمیندارون ہی مین یا تمام لوگون مین تہی۔ جواب زمیندار حقیقت مین خود مختار
ہیں ہوتے تہے انکی رائے کا اثر تمام عوام پر ہوتا تہا۔ سوال کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ لوگ

عملداری تہی تو یہہ زمیندار اپنے تئین خود مختار رئیس سمجہتے تہے اور جو جی مین آتا تہا وہ کرتے تہے
جواب بیشک وہ اپنے تئین خود مختار رئیس جانتے تہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمیندارونکو
جو ناراضی اور ناپسندی انگلش گورنمنٹ کی تہی وہ فقط اس سبب سے تہی کہ اونکا تمام اختیار اور
اقتدار چہین گیا تہا - اور ظاہر ہے کہ جبتک یہہ اونکا اختیار قائم رہتا کبہی ملک مین عمدہ گورنمنٹ
نہ ہوتی - غرض گورنمنٹ ہندیہ نہین چاہتی تہی کہ بعض باتین گورنمنٹ انگلشیہ سے چہپائی بلکہ
وہ بعض باتونکو اپنے سے بہی چہپانا چاہتی تہی -

زمیندار کچہورہ نے بہت سی تکرار کے بعد وعدہ کیا کہ قلعہ حوالہ کرونگا - ۴ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو انگریزی کپتان
دو کمپنیان سپاہ لیکر گیا اور باہر کی دیوار کے اندر داخل ہوا تہا کہ قلعہ پر سے ایک توپ اوسکی سر پر
سر ہوئی - اور زمیندار نے کہلا بہیجا کہ خیر اسی مین ہے کہ چلے جاؤ ورنہ سب مارے جاؤگے - زمیندار نے
ایک خط لکہا کہ جو لوگ مجہسے قلعہ لینے آئے ہین وہ بہ گستاخی پیش آئے اس سبب سے انگریزی لشکر سے
لڑائی شروع ہوگئی - ورنہ مجہے جنگ جدال کا خیال نہین ہے مین فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون -
اسپر اوسے لکہا گیا کہ بے شرط اپنے تئین حوالہ کرو - اسکے بعد مورچہ بندی سے قلعہ بندی ہوئی -
زمیندار رات کو قلعہ چہوڑ کر بہاگا - بہت سے آدمی اوسکے قتل ہوئے - ایک افسر عالی قدر
اودہر سے بہی مارے گئے -

اضلاع مفوضہ کی رعایا کی ہی انگریزونکے ساتہہ یون معلوم ہوتی تہی کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ کو مرہٹون
کا لشکر ایک فرانسیسی افسر کے ماتحت شکوہ آباد کے قریب سے ہو کر نکلا تہا اوسکی نسبت بیلی صاحب سے [illegible]
یہہ پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور رعایا نے فرانسیسی افسر کے ساتہہ ملنے کا میلان کیا تہا اونسے
جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین اوس سے مل گئے تہے -

راجہ چہترسال کے پاس قلعہ بٹیاہ تہا - اوسنے سرکشی اختیار کی - سرکار نے اوسکی زندہ گرفتار ہونے
کے لئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا - لفٹنٹ کرنیل گتہری اس قلعہ پر چڑہے - وہ کئی گہنٹہ
تک لڑے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا - اور اونہون نے کمک کے لئے کپتان ولسن صاحب کو خط لکہا

لوگون کی اپنی تجارت کے باب مین لارڈ ولزلی کی رای اور اوسکی نامنظوری کورٹ ڈائرکٹرز کی

اس مدرسہ کا تقرر اون دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمون کی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کی حالات اور ہندوستانیونکی زبانون اور علمون اور رسم و رواج آئین قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو غلط تہا اسلئے کہ ہندوستان مین انگلستان کی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑے کے منہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی۔ بہلا انگلستان کا ساسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال درست تہا وہ تعلیم انگلستان مین کرائی گئے کو دو ٹانگ سے چلنا سکہانا تہا وہان یہہ کیسے اسباب بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون سے بیٹہے ہوئے دہرم شاستر پڑہ رہے ہین۔ اور اونکی کتہا ستر اُئین کی سن رہے ہین۔ فقہ و شرع کا سبق مولویون سے لے رہے ہین اور اونکے پند و وعظ کو مزے اوڑا رہے ہین۔ ہر مختلف زبان بولنی جانتے ہین اور سیکہتے ہین۔ رسم و رواج ہندوستانیون کے خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے بناتے ہین اوسکو بمحنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے اس خیال سے کہ معلوم نہین کہ ہندوستان مین اس کالج کی قائم رکہنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہو لارڈ **ولزلی** کو قطعی حکم بہیجا کہ مدرسہ کو بند کردو۔ اس حکم کے پہونچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اونکو اپنی اس تجویز پر وہ افتخار اور ناز تہا کہ فتح سرنگا پٹم پر نہ تہا۔ کورٹ ڈائرکٹرز کی حکم کی مجبوری تعمیل کرنی پڑی۔ اسلئے حکم لکہا دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹہارہ مہینے تک اوسکو لیت و لعل مین رکہا اور وہ کچہہ نہ کچہہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ مین اونہون نے اپنے دوستون کو واویلا کے خط لکہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز کا یہ لکہنا کہ خرچ سے نہ گہبراؤ۔ راہداری کی ایک نئی ٹیکس لگاتا ہون اوس سے تمام خرچ وصول ہوجائیگا۔ شکر ہے ایک دفعہ تیسری حکم بہیجا کہ فورٹ ولیم کالج فقط اتنا قائم رہے کہ اوس مین اس پر بوجہ آگیا کہ کیا زمیندار اور خیرجہ طلبا زبان مشرقی کی تعلیم کے لئے ولایت مین ایک بڑا سا اندیا جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین ایک جبیانہ ٹیکس سے تعلیم کے لئے خرچ تجویز ہوتا تہا۔ راجہ **چترسال** کے پاس قلعہ **بیجیاہ** تہا۔ اونکی سرکشی جتنی اوسوقت سب سے بڑی دہائی مچائی تہی کے لئے یا مارڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنیل **گلچ** گئی تہی کہ وہ تین ہزار ٹن مال کی مات تہے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا۔ اور اونہون نے ملک کی لئے کیہ

تجارت کرین اور اوسکے ساتھہ بہت سی قیود بہی لگی ہوئی تہین جنکا حال پہلے لکہہ آئے ہین مگر تاجرونکا
اس سے کب پیٹ بہرتا تہا وہ اور زیادہ مال تجارت کے لئے بیتاب تہے۔ اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ سرکار کے اجارہ
تجارت کی توند مین آزادی تجارت گہس کر پہٹ کی آواز نکالدے جتنی عوام کی نج کی تجارت ہندوستان
مین سرکار کمپنی کا اجارہ کی۔ دس سال مین مضر تہی ویسی اب اوسکی اس عمر مین مفید تہی۔ بچپنے مین جو
غذا اوسکے لئے مہلک تہی وہ اب اس جوانی مین مقوی ہوگئی کلکتہ کی تجارت کو بڑی رونق تہی لیکن
ڈینگیرون اور ڈینیز کے جہازون مین انگریز اپنی روپیہ سے مال اسباب بہر بہر کر یورپ مین لیجاتے تہے
اسطرح سنہ ۹۸ء مین ڈیڑہ کروڑ روپیہ سے بہی زیادہ کا اسباب لیگئے اور خوب نفعے کہائے مگر اسطرح مال لیجانے
مین عرصہ زیادہ لگتا تہا اور خرچ زیادہ پڑتا تہا۔ لارڈ ولزلی کے آنے سے پہلے دس برس کے اندر کلکتہ
مین جہاز بنانیکے بہی بڑے بڑے کارخانے قائم ہوگئے جب لارڈ صاحب آئے ہین تو اونہون نے تاجرون کو
اپنی نج کی تجارت کے واسطے ان ہندوستانی ساخت کے جہازون مین دس ہزار ٹن مال کا تجارت
کرنے کی اجازت دیدی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک چٹھی لکہہ بہیجی کہ مین نے جو یہہ اجازت تاجرونکو
دیدی ہے اونکا مال تجارت وہ نہین ہے جسکی سرکار کمپنی خود تجارت کرتی ہے۔ اس سبب سے کوئی
نقصان اور حرج مرج سرکار کی تجارت مین اس سوداگری سے نہین آئیگا۔ ڈنڈس صاحب بورڈ کنٹرول
کی بہی فیاضانہ رای تہی۔ اونکا بہی دل چاہتا تہا کہ تاجرون کو ہندوستانی بنے ہوئے جہازون
مین تجارت کرنیکا لیسنس ملجائے۔ اسمین کچہہ خرابی نہین ہے۔ یہہ تجارت تو وہ ہے جسکو خود سرکار
نہین کرتی ہے۔ مگر اسطرح کی تجارت کو دیکہکر ایسٹ انڈیا کی یکبارگی آنکہین کہل گئین۔ وہان جہاز
کے کارخانے دارون نے تو یہہ جہاز ہندوستان کے بنے ہوے دیکہے وہ ہی کوئلہ کی طرح جل گئے کہ ہمارے
کارخانے کاہیکو چلینگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی گو تجارت کے دودہ کا مکہن خود کہاتی تہی مگر اوسکا مٹہا بہی
جو اوسکے کسی کام کا نہ تہا دوسرے کو نہ دینا چاہتی تہی۔ اسلئے اس طور پر کورٹ ڈائرکٹرز کی زبان سے
گورنمنٹ ہند پر بہت لعن طعن کی۔ بغرض ان آخر تین سال مین لارڈ ولزلی پر کورٹ ڈائرکٹر کی
زبان درازیان ایسی ہوتی جاتی تہین جیسے کہ وارن ہسٹنگز پر ہوتی تہین گو وزرا نے

لارڈ ولزلی کا استعفا اور اوسکی وجوہات اور نیز اوسکے سلسلہ بیان

اس چرب زبانی کو منع کیا مگر پہر بہی اونہون نے اس تجویز تجارت پر بہت کچہہ برا بہلا لارڈ ولزلی کو لکہہ بہیجا
(١٥) لارڈ ولزلی نے جب حسب دلخواہ ملک ودہ کا انتظام کرلیا تو اونسے کورٹ ڈائرکٹرز کو استعفا
بہیجدیا اور اوسمین فقط یہہ وجہ لکہی کہ سلطنت ہند کی لئے جو بڑی تدابیر سلامتی اور بہبودی کی تہین وہ
سب پوری حسب مراد ہوگئین میرا آگے یہان رہنا ضرور نہین معلوم ہوتا مگر اونسے وزرا اعظم کو
جو چٹہی لکہی اوسمین اپنے دل کی ساری بہڑاس نکالی۔ اور بیان کیا کہ اصل سبب اس عہدہ سے
دست بردار ہونیکا یہہ ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نی بالکل میری مخالفت پر کمر باندہ لی ہے۔ اور میرا
اعتبار اپنے دل سے اوٹہا دیا ہے۔ اونہون نے قطعی یہہ حکم بہیجا کہ سپاہ کی کارخانون مین تخفیف ہو
باوجودیکہ مین سمجہتا رہا کہ ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ یہہ تخفیف کیجائی۔ اوس سے ملک کی سلامتی
اور امن مین خلل آجانیکا اندیشہ ہے۔ اور جو ملک مقبوضہ اور مفتوحہ و مفوضہ ہین اون مین یقینی فتنہ
برپا ہوگا۔ مگر اونہون نے کچہہ نہ سنا سب سے زیادہ شکایت یہہ بیان کی کہ اونہون نے میرے سگے بہائی
جنرل ولزلی کی وظیفے جو بعد اختتام جنگ میرے نزدیک دینے واجب تہے یک قلم کاٹ دئے۔ گورنمنٹ
مدراس نے جو اوسکے واسطے وظیفے تجویز کئے تہے وہ موقوف کرکے اور اولٹے اوسپر بہت لعن طعن کی
اور کچہہ نہین خیال کیا کہ میسور مین جنرل ولزلی کو اپنے عالی درجے کی موافق کیا کچہہ خرچ رکہنا
پڑا ہوگا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اور پریسیڈنسیون پر جو اختیارات پارلیمنٹ سے عطا
ہوئے تہے وہ منسوخ کردئے اور اس قاعدہ سے اونہون نے سپریم گورنمنٹ کی قدرت اور حکومت کا خاکا
اوڑا دیا۔ جن عمدہ و تجربہ کار اور دانشمند افسرون کو مین نے کامون پر تجویز کیا اونکو موقوف کرکے
برخلاف قانون اپنے اوردی بہردئے جو اون کامونکے کسی طرح لائق نہ تہے اس امر کے خلاف لارڈ
ولزلی بہت کچہہ لکہا کہ اگر کورٹ ڈائرکٹرز ماتحت محکمون مین دخل دیگی اور جزئیات کے
کامون ... کی دست انداز ہوگی۔ اور گورنر جنرل کا کچہہ اختیار نہ رہنے دیگی تو ایسی صورت مین
گورنمنٹ ہند بالستہ ہوکر کچہہ اپنے ہاتہہ سے نہ کرسکیگی۔ مگر بورڈ کنٹرول کو یہہ منظور نہ تہا کہ
لارڈ ولزلی ہندوستان سے ابہی ہی چلا آئین اوس انڈیا ہوس مین کہا کہ کمپنی نے لارڈ ولزلی کو

بعض تو اُنکی نسبت اپنے حسد و بغض کا زہر اوگلا ہے - اور خصوصاً ہنری ولزلی جنکا تقرر بیہ
بیہ سچ ہے کہ لارڈ ولزلی نے بہی کمپنی کی اوپر دو چیز کی لگائی ہین ایک بیہ کہ اوس ملک مین تجارت کا شغل
نہ رہے - دوسرا بیہ کہ اوسکو اپنے نوکرون اور اورون کے نوکر رکہنے کا اختیار نہ رہے مگر کورٹ ڈائرکٹرز
لارڈ ولزلی کی خدمات بزرگ کی خیال سے بہی خالی نہین ہے - اسواسطے اوسکو چاہئے کہ وہ لارڈ
ولزلی سے درخواست کرے کہ وہ مہربانی فرما کر اول جنوری ۱۸۰۶ء تک ہندوستان مین تشریف
رکہین مجبوری کورٹ ڈائرکٹرز کو بیہ لکہنا پڑا جو بورڈ کنٹرول نے اوسکو کہا - بیہ وقت بیہ وہ سکو
معلوم نہ تہا کہ بیہ نوروز ہم وہ مقرر کرتے ہین کہ جسمین پہلے بیہ فیروزی ہماری روزی ہوگی کہ ہمارے
گورنر کے ہاتہون سے مرہٹون کی قوت خاک مین ملجائیگی - اور ہندوستان کا نقشہ ہی اور رنگ
کا بن جائے گا -

ہندوستانی ریاستون کے جواب تعلقات سرکار انگریزی

(۱۶) برٹش گورنمنٹ کے تعلقات ہندوستانی رئیسون سے مختلف طرح کے مختلف اوقات مین رہے
نواب ارکاٹ - راجہ تنجور - نواب اوودہ سے ایک طرح کا تعلق تہا - نظام پیشوا اور مرہٹون کے
سردارون سے دوسری طرح کا - اول قسم کے رئیسون سے تمام اونکے ملکی مالی جنگی اختیارات اپنے ہاتہہ مین
لے لئے تہے اور فقط اونکو نام کا رئیس بنا رکہا تہا اور حقیقت مین وہ سرکار ذوی الاقتدار کے پنشندار
تہے - نواب اوودہ کو کچہہ اختیار اپنے ملک مین دیا تہا جسکو وہ بغیر صلاح اور مشورہ انگریزی کے کام مین
نہین لا سکتا تہا انگریزی گورنمنٹ نے بتدریج و ترتیب سے گنگے کی طرح ترقی کی ہے جیسے اوسکی
پور - لوپر بڑہتی جاتی ہے اسی طرح گورنمنٹ انگریزی کا اقتدار پر اقتدار اور اختیار پر اختیار بڑہتا گیا
اول اوسکو اپنی سلامتی اور حفاظت کے واسطے بیہ ضرورت پڑی کہ ہندوستانی رئیسون کی سپاہ سے
امداد کرے ہندوستانی رئیسون کو بیہ نعمت غیر مترقبہ ملی - اوسکو اونہون نے روپیہ دیکر خوشی خوشی
خریدا ہندوستان مین امور سلطنت کی دو فرع ہین ایک فرع تیغ کی ماتحت ہے دوسرے قلم کے نیچے
تیغ تمام معاملات جنگ مین اختیار رکہتی ہے اور قلم تمام ملکی انتظام - مثل خراج ستانی و
معدلت گستری پولس مین حکمران ہے -

اول اول انگریزون سے جب ہندوستانی رئیسون کا میل ملاپ ہوا تو انہون نے اپنی خوشی سے اپنی
تلوار تو انگریزونکو ہاتھہ مین دیدی انگریز اس تیغ تیز کو مدت تک ہاتھہ مین لئے بیٹھے رہے۔ لیکن
ہندوستانی رئیس ملکی انتظام مین قلم ہاتھہ مین رکہے رہے۔ اور جب قلم کا کام بہی اونسے چہین لیا گیا
تو وہ صرف نام کے رئیس رہ گئے۔ یہان کے فرمانروایون کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ وہ اپنی تیغ و قلم
کو اورون کو دیکر خود نام کے بادشاہ یا راجہ بنجاتے ہین چنانچہ اسوقت مرہٹون کے راجہ کا یہی حال تہا
کہ وہ فقط نام کا راجہ ستارہ مین تہا اور اور آدمیونکے ہاتھہ مین پہنسا ہوا پڑا تہا۔ اور وہ اونسے التفات
اور مہربانی سے پیش آتا تہا جو پہرہ اوسکی قید کے لئے ہوتا تہا وہ نادان اوسکو اپنی عزت کا پہرا جانتا تہا۔
اب دوسرے قسم کے رئیسون سے جو برٹش گورنمنٹ نے تعلق پیدا کرنا چاہا تہا وہ یہہ تہا کہ وہ اپنی تلوار کے زور
کو انگریزونکے حوالہ کرین۔ نظام سے تو پہلے اس قسم کا تعلق پیدا ہی ہو گیا تہا سنہ ۱۷۹۸ع کے عہدنامہ کے ذریعہ
اب لارڈ ولزلی اسی طرح کا تعلق مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون سے پیدا کرنا چاہتا تہا جسکا بیان
ہم آگے کی فصل مین تفصیل وار بیان کرینگے۔

(۱۷) جو مورخ تاریخ اس نظر سے لکہتے ہین کہ اوس سے انسان کا بہلا ہو۔ اور اوسکی عقل و دانش
زیادہ ہو وہ ضرور جس سلطنت کے افعال و اعمال لکہتے ہین اونکی برائی بہلائی ایسی دلائل و نظائر
کے ساتہہ تحریر کرتے ہین مگر ان عیب و صواب بتلانیمین رائین اونکی مختلف ہوا کرتی ہین وہ
ایک ہی کام ہوتا ہے جسکو ایک برا دوسرا بہلا دلائل سے ثابت کرتا ہے پس اسی طرح مختلف مورخون
نے برٹش گورنمنٹ ہند کی تاریخ لکہی ہے اور اوسکے افعال کی زشتی اور نکوئی کو دلائل کے ساتہہ
بیان کیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک مورخ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ وہ سر تا پیر برا ہی
معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا مورخ اوسکو اس انداز سے ادا کرتا ہے کہ وہ سارا بہلا ہی بہلا دکہلائی
دیتا ہے۔ مین نے اوسکو دونو طرح سے بیان کر کے ایک مناظرہ سا بیان کر دیا ہے کہ جسکے پڑہنے سے
مجہے یقین ہے کہ طالب علمون کے ذہن مین جودت پیدا ہو گی۔ اور ایک مقدمہ اونکے روبرو ایسا
پیش ہوگا کہ جسکے فیصلہ کرنے مین ضرور اونکو اپنا ذہن کام مین لانا پڑیگا۔ جا بجا بہت سے اعتراضات

سرکار کمپنی کے کامون پر لکھے ہوئے ہین اور پہر اونکے قوی یا ضعیف جواب تحریر ہوئے ہین مگر اہل انصاف کو
دلمین اس امر کا یقین ہوگا کہ جس زمانہ مین انگریزونکو ہندوستان سے تعلق ہوا ہے وہ ایسا تہا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی قوم یا کوئی
ایسی تہی نہ کوئی بادشاہ ایسا تہا کہ وہ ہندوستانیونکے ساتہ اتنا ہی نیک سلوک کرتا جتنا سرکار کمپنی نے کیا اسنے
ہندوستانیونکی بہبودی و آسائش ترقی شائستگی مین بہت سا کوشش کی اونکی جان و مال عزت و آبرو کے قائم
رکہنے مین سعی کی۔ اونکے انفصال حقوق کے واسطے عدالتین مقرر کین چورون رہزنون قزاقون
ٹہگون کے ہاتہہ سے بچانیکے واسطے پولیس قائم کیا۔ اسن امان ملک مین قائم رکہنے کی تدبیرین کین
زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے چہڑایا۔ رئیسون کی اعزاز و اکرام مین کوتاہی نہین کی۔ غرض
ان باتون کو جتنا انگریزون نے کیا اتنا ہی کوئی اور دنیا مین ہندوستانیون کے لیے کرنیوالا
نہ تہا۔ جو اعتراض بعض نے لکہے ہین وہ انگلشی زبان سے لکہے ہین اس حسب اقبال نیک سیرت و خوش
صورت قوم کی خواص مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ کسی مسلک مین بے بدرقہ دلیل قدم نہین رکہتے ہر شخص
کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے بشرطیکہ اوسکے لیے وجوہ ہون اختیار حاصل ہے۔ اسلیے وہ اپنی گورنمنٹ
کی غلطیون پر اور اپنے افسرون کی لغزشون پر ایسے ایسے سخت اعتراض جو بے باکی سے کرتے ہین کہ
جو اس کوچہ سے نابلد ہین وہ یہہ جانتے ہین کہ یہہ شخص کوئی اپنی گورنمنٹ کا بڑا سخت دشمن ہے۔ مل صاحب
کی تاریخ مبسوط کوئی پڑہے تو اوسکو ایک حیرت ہوگی کہ یہہ تاریخ ہند کس انگریز نے لکہی ہے جو بہت بڑا
اپنی قوم کا دشمن ہے۔ مگر سب جانتے ہین کہ وہ پکے خیرخواہ اور قوم کے رہنما ہین اور حقیقت مین قومی
رہنمائی کا کام یہی ہے کہ جب وہ دیدہ و دانستہ غفلت اور بے پروائی کرے تو اوسکو متنبہ کرے
اور سچی دل سوزی اور ہمدردی کا اقتضا یہہ ہے کہ اوسکی مذمت کرے۔ غرض جو اس
چاشنی سے بے بہرہ ہین وہ اس نکتہ کو ہرگز نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اس اپنی عیب بینی کی
کی بدولت یہہ قوم عالی ہمت معراج ترقی پر صعود کرتی جاتی ہے فقط

فصل ششم

لارڈ ولزلی کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات

سنہ ۱۸۰۰ سے سنہ ۱۸۰۳ تک

(۱) جب انگریزوں نے سلطنت میسور کو غارت کر دیا اور اپنی بلند مرتبگی کے لیے حیدرآباد میں قائم کر دیا تو خالی میدان میں فقط وہ اور مرہٹے رہ گئے۔ لارڈ ولزلی کو یقین تھا ہندوستان کا امن امان سارا اسی پر موقوف ہے کہ انگریزی سلطنت کو سب ہندوستانی سرکاروں پر بزرگی و تفوق حاصل ہو جائے اور انگریزی خیل و حشم کی حفاظت و حمایت میں وہ محروس ہو جائیں۔ وہ اپنا اتنا ملک دیدیں کہ جو اس سپاہ کے خرچ کو کافی ہو۔ اور جو جھگڑا اون کے درمیان آپس میں ہو اوس کے تصفیہ کر دینے کا اختیار برٹش گورنمنٹ کو ہو۔ مگر مرہٹوں کا دماغ چڑھا ہوا تھا۔ بھلا وہ کب اس بات کو سننے والے تھے کہ انگریزی سپاہ اون کے ملک کی محافظ ہو اور وہ ملک اوس کے خرچ کے لیے دیں۔ اس سلطنت کا سارا دار و مدار لوٹ مار پر تھا۔ اگر ملک میں امن ہو جاتا تو گویا اون کی روزی کا دروازہ ہی بند ہو جاتا۔ وہ تو امن کے دشمن اور فساد کے دوست تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ اگر انگریزی سپاہ محافظ ہوئی تو وہ آزاد نہ رہینگی اور رعایا اون کا غضب نہیں مانیگی۔ گورنر جنرل نے ۱۷۹۸ء میں اس قسم کے عہد و پیمان کا پیغام پیشوا پاس بھیجا۔ وہاں ایک فرسودہ روزگار نانا فرنویس پیشوا کا وزیر موجود تھا۔ اوس نے ایسے معاہدہ سے انکار کرا دیا۔ مگر مارچ ۱۸۰۰ء میں موت نے اس مدبر منتظم کو مرہٹوں کے سر پر سے اوٹھا لیا۔ اوس کے ساتھ ہی مرہٹوں کی سلطنت کی دانائی اور اعتدال کا زوال آ[گیا]

رہا چون میں بڑا دانا گذرا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار

اور اپنی قوم کا دل سے ... ہمدرد تھا۔ اس نیک شعار کا ہمیشہ شعار رہا کہ وہ اپنی قوم کو سرکشی

بے اعتدالی کی راہ میں قدم نہ رکھنے دے ... کی سب ہی تعظیم اور تعریف کرتے

بڑے خوش نیت اور نیک طینت و جوانمرد ہیں اور اپنی قومی مصلحت کی نظر

اون سے کشیدہ خاطر اور مخالف رہتا تھا اون کی شان و شوکت کی ترقی روز افزون کی

گو انکی طرح خوب جلتا۔ یہہ وہی تہا کہ سیندہیا کو پونہ مین کبہی آگے نہ بڑہنے دیا۔ مگر جب یہہ کچہہ کر دکہا نہ رہا تو سیندہیا بہت چل نکلا اور مرہٹون کا سرتاج بن گیا۔ اور تمام سرداروں مین سربلند ہو گیا اوسنے باجی راؤ پیشوا کو ایک کونے مین بٹہا دیا۔ اور جب وسکو یہہ خبر لگی کہ پیشوا کہین بہاگنے کو ہے تو اوسکے محل کو گہیر کر آسائش تمام سے قید مین رکہا۔ مگر سر فرعونے کے رامو سنگہ اوسکی جان کے واسطے جسونت راؤ اونکے اختیار مین رہا تہا۔ اوسکی ترقی کو دیکہہ دیکہہ پیشوا دل ہی دل مین خوش ہوتا تہا اور جانتا تہا کہ ادہار بیکے کل سے سیندہیا کی قید سے ایک نہ ایک دن مین رہائی پاؤنگا۔ یہہ بید حقیقت میں ٹہیک تہی جاتی تہی اور تبہی اوسکا میلان خاطر و التفات انگریزون کی طرف سے کم ہوتا جاتا تہا

(۲) ملہار راؤ جسکو اس سبب سے کہ وہ ہول گانو کا رہنے والا تہا ہلکر کہتے تہے ذات کا گڈریا تہا۔ اوسنے اپنی تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایسی بلندی پر چڑہ گیا جو راجا تہا یا راجہ ہو گیا وہ چہتر برس کی عمر مین چالیس برس تک مرہٹون مین دلاوری سے افسری اور سرداری کرکے اس دنیا سے سدہارا۔ اوسکا ایک بیٹا کہانڈی راؤ تہا سو وہ باپ کی زندگی ہی مین مر گیا۔ اوسکے ساتہہ اہلیا بائی کی شادی ہوئی تہی۔ وہ بیس برس کی عمر مین رانڈ ہو گئی۔ اور ایک لڑکا ملے راؤ اور ایک لڑکی مچہا بائی اوسکی یادگار رہین۔ ملہار راؤ کی وفات کے بعد اوسکا پوتا مسند نشین ہوا۔ مگر نو مہینے تک خفقان مین مبتلا رہا۔ کہ جان نے جسم کے خلجان سے رہائی پائی۔ پہر دہرم شاستر کی رو سے اہلیا بائی سلطنت کی وارث ہوئی۔ اور وہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئی اور عنان سلطنت اپنے ہاتہہ مین لی۔ اسوقت اوسکی عمر تیس ۳۰ برس کی ہو گئی۔ اوسنے تکاجی ہلکر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور جو کام اپنے سے نہ ہو سکتے تہے وہ اوسکو تفویض کر دیے۔ یہہ عورت ہندوؤن کے ہان ایسی ہوئی کہ اگر سیتا جی اور سکنتلا اور درو پدی اور ساوتری ستی کے نیچے اوسکا نام لکہہ دین تو بجا ہے۔ اگر ہندو دیوتاؤن کے نام کے ساتہہ اوسکی سمرن کرین تو بجا ہے۔ ایسے اچرج کاج اوسنے کیے ہین کہ دیوتاؤن کے ساتہہ اوسکا نام لیا جاوے۔ بے غرض اوصاف و ہمین دیکہتے ہیں عورت ہو کر اوسمین خوبیان ایسے ہی آ جمع ہو گئی تہین جیسے مردون مین پائی جاتی ہین

ملہار راؤ ہلکر اور اہلیا بائی کا حال

نام کو نہی - باوجودیکہ وہ اپنے دہرم کرم مین ایسی پکی تہی کہ کاہیکو کوئی عورت ہوتی ہے - مگر دوسرے
کے مذہب سے اوسکو کچہہ تعرض نہ تہا - اس پاک دامن کا دامن گرد تعصب سے آلودہ کبہی نہ ہوا - رات دن یہی
دہن لگی رہتی تہی کہ مین سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکہہ پہونچاؤن - دکہیون کے دکہہ دور کرون
ہر دردمند کے لئے درمان ہون - طوائف انام اور طبقات ملل کی یاد تہی - باوجودیکہ قبول صورت نہ تہی مگر اوسکی
حسن سیرت پہ ہندو مسلمان فریفتہ و دل و جان سے فدا تہے - اور اوسکے اقبال و دولت کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے
خطا پوشی عطا پاشی اوسپر ختم تہی - اسپر یہہ خوبی تہی کہ مفسدون کا چراغ نہ جلنے دیتی تہی - شریرون
پر تشدد و تہدید کی شمشیر افشانی کرتی رہتی تہی - ہندوستان مین اچہے حاکم کی یہہ بڑی تمیز ہے
کہ جو فرمان روا اپنے ارکان سلطنت کو جلد جلد بدلتا ہے - وہ برا اور نا قدر شناس و ملون مزاج سمجہا جاتا ہے
اور جو ہمیشہ اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ اچہا اور قدردان سمجہا جاتا ہے - اوسنے تیس برس تک راج کیا اور
کسی اہلکار کو نہین بدلا - اون انتظامون اور نیک کامون کی تفصیل کے واسطے تو ایک کتاب چاہئے مگر مختصر یہہ ہے
کہ اوسکی سلطنت ایک عمدہ سلطنت کا نمونہ پائی جاتی ہے - جسکا انتظام ایسا مستند سمجہا جاتا ہے کہ جب
کسی تکرار کے موقع پر یہہ کہا جاتا ہے کہ اہلیا بائی کے وقت مین یہہ بات نہین ہوئی تہی تو پہر کوئی چون و چرا
نہین کرتا سب سر جہکا دیتے ہین اور اوس بات کو مان لیتے ہین - اوسکے تمام رئیس و سلاطین اور انگریز
بڑی تعظیم و تکریم کرتے تہے اور اوسکے معتمد اونکے سرکارون مین رہتے تہے - اوس نے بہت سے عمارتین
عمدہ بنوائین - چوم مین ایک نادر سڑک بندہیا چل پہاڑ کی اوپر بڑی لاگت سے بنوائی ہے -
ہلکر کے تمام علاقے مین دہرم سالے اور کنوئے بنوا دئے - جگنناتہہ - بنارس - کدارناتہہ
دوارکا - سیتہہ بندرا میشور مین اوسکے بنوائے ہوئے بڑے بڑے سندر مندر اوسکے نام کے
[illegible] ہین - اونکے خرچ کے واسطے بہت سے دیہات پن کر دئے ہین - بشیشر ناتہہ کا مندر بنارس
اور مہادیو کا مندر گیا جی مین بڑی عالیشان عمارتین ہین - اندور کا پرانا شہر دریا کے
داہنے کنارہ پر بستا تہا - نیا شہر جو بائین کنارہ پر بستا ہے وہ اوسی کا آباد کیا ہوا ہے
قصبہ مہیشر اوسی نے بنایا ہے - تیس برس تک جو اوسنے ریاست کی عابدانہ اپنے زہد و تقوی کے

سمجھہ مین نہین آتی کہ عورت اوسکی کیونکر متحمل ہو سکتی ہے - اوسکا یہہ معمول تہا کہ دو تین گہڑی رات
رہے سے پوجا پاٹ کرنیکو اوٹہتی - اوس سے فارغ ہو کر تہوڑی دیر تک کتہا سنتی اور پہر کچہہ برہمنون کو
دان دیکر اپنے ہاتہہ سے اونکو بہوجن کرواتی - بعد اوسکے وہ کچہہ خود ساگ پات کہاتی - گوشت کہانا
کچہہ اوسکے مذہب مین منع نہ تہا مگر وہ دیالو نہ کہاتی - پہر کچہہ آرام کرتی - دو بجے پوشاک بدلکر
دربار مین آتی اور شام کے چہہ بجے تک راج کے کام کرتی - تمام مقدمات آپ سنتی - فریادی اوس تک اپنی
داد رسی کے لئے پہونچ سکتا تہا - وہ دل سے یقین کرتی تہی کہ مجہے تمام اپنی سلطنت کا حساب خدا کو دینا
پڑیگا - خوشامد اوسے خوش نہ آتی تہی - ایک پنڈت جی اپنی عادت کے موافق بہت سے شلوک اوسکی تعریف
مین بناکر لائے - اور اوسکے آگے گائے - اس تونگر دل نے اونکو انعام اکرام دیکر رخصت کیا - اور ان
اشعار کو لیکر دریا مین خود ڈبو دیا - آخر عمر اوسکی نہایت تلخ کٹی - بیٹے کا زخم بہرنے نہ پایا تہا کہ اوسپر
یہہ اور نمک چہڑکا گیا کہ داماد مرگیا - بیٹی بہی نیک بختی اور سعادتمندی مین اپنی ماں کی بیٹی تہی - اوسنے
شوہر کے ساتہہ ستی ہونیکا قصد کیا - **اہلیا بائی** نے ہرچند کہا کہ میری جان تم کہاں مجہے اکیلا
چہوڑکر جاتی ہو - بہائی کے مرنے سے تو پہلے ہی گہر کا چراغ گل ہو گیا تہا - اب تم بہی سدہارتی ہو
کہو میرا حال تم بغیر کیا ہوگا - کیونکر میری زندگی کے دن بسر ہونگے - بیٹی نے سمجہایا کہ اماں مرنا سبکو
ہے - تہوڑے سے دن آپ کو یہاں رہنا ہے - بری بہلی طرح سے کاٹ دینا - غرض وہ اپنے ارادہ سے باز
نہ آئی - پہر **اہلیا بائی** بہی راضی ہو گئی - جب بیٹی کی سواری گئی ہے تو یہہ دکہیاری بہی ساتہہ
گئی - دو برہمنون کے ہاتہون پر کہڑی رہی - ادہر چتا مین آگ لگی ادہر اوسکی ما‌ ‌تا کی آگ
بہڑکی - ہاتہہ چہڑا کر چاہتی تہی کہ آگ مین جاکر اپنی جان کے کلیجے کو ٹہنڈک لا دے مگر کچہہ بس نہین چلتا تہا
جب تک خدا نے جلایا جیتی رہی مگر جیتے جی اوسکے کلیجہ سے یہہ داغ نہ گیا - ان اپنے بچون کی یادگار
مین عمارات عالیشان بنا کر سے کچہہ دل کو سنبہالا اور بہلایا - ۱۷۹۵ء مین موت نے آنکر اوسکو اس
جہان سے اوٹہا لیا - اور ۱۷۹۷ء مین **تکاجی** کو بہی اجل نے آن لیا تو پہر اس ہولکر کے خاندان مین [illegible] ہے - ایسے ایسے
غریب اوصاف [illegible] آخر کو برٹش گورنمنٹ کا حصہ بہلا کر

کا اوسنے اپنی حکومت کی پالیسی اوسی پہپایا اور اس سارے خاندان کو اپنا محکوم بنایا۔ آخر کو یہہ خاندان بالکل
مطیع اور مغلوب برٹش گورنمنٹ کا ہوگیا۔ تکاجی کے چار بیٹے تھے دو اونمین سے بیاہتا بیوی سے کاشی راؤ
اور ملہار راؤ تھے اور دو بن بیاہتا بیوی سے وٹھوجی اور جسونت راؤ۔ کاشی راؤ ضعیف العقل
اور نحیف الجثہ تہا۔ اوسکے بہائی ملہار راؤ نے سلطنت کا اہتمام اور سپاہ کا کام لیا۔ کاشی راؤ
پونا مین سیندہیا پاس دوڑ گیا سیندہیا اوسکی پشت پناہ بنا۔ اور ملہار راؤ پر دغا بازی
کرکے حملہ آور ہوا اور اوسکو شکست دی اور وہ لڑائی مین مارا گیا پس ہلکر کا خاندان جو پہلے سیندہیا
کا رقیب و حریف تہا اب کمزور و ضعیف ہوکر بالکل اوسکا مغلوب ہوگیا۔ اسی سیندہیا کو اور حوصلہ ہوا کہ
تمام مرہٹون کا وہ خود ہی اکیلا فرمانروا اور حکمران ہوجاے۔ جسونت راؤ جو اپنے بہائی ملہار راؤ کے
ساتھہ شریک جنگ تہا بہاگ کر ناگپور کے راجہ کے پاس گیا۔ اس راجہ نے سیندہیا کے خیال سے اوسکو قید
کرلیا۔ وہ اس قید سے نکل کر انند راؤ راجہ دہار کے پاس جو قدیمی راجاؤن مین تہا پہونچا۔ یہان بھی
دولت راؤ سیندہیا نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس راجہ نے بھی دس ہزار روپیہ اس مہمان کو دیکر کہا
کہ آپ رخصت ہوجیے مین سیندہیا کے سبب سے آپکو نہین رکھہ سکتا۔ جسونت راؤ دہار سے بھی چلا
سات سوار لوٹنے ہمراہ لیے اور ایک سو بیس پیدل شکستہ بستہ جنکے پاس رسی کی پگڑی تہی اوسکو ہمراہ لیا وہ یہہ سوچا
کہ مجھے یہہ لوگ نمک حرام سمجھہ کر خاطر مین نہین لاوینگے۔ اسلئے اوسنے ملہار راؤ کے بیٹے کہنڈی راؤ
کو جو کم عمر تہا اس خاندان کا راجہ بنایا اور آپ خود اوسکا وزیر بنا۔ اور ساری اپنی قوم کو سمجھایا کہ سب کو
یکدل اور متفق ہوکر سیندہیا کا مقابلہ کرنا چاہیے ممالک متوسطہ مین لٹیرون کی کیا کمی تہی کوئی
اونکے لئے غنیمت چاہیے تہا۔ بات کی بات مین بہیل پنڈاری۔ افغان۔ مرہٹے اسطرح
اکہٹے ہوگئے جیسے حلوائی کی دوکان پر مکہیان۔ اسوقت سے جسونت راؤ کا دور شروع ہوا۔ پہر اوس سے

ہن سلیہی آن ملا۔ یک شد و شد یہہ نوجوان ہی تئیس برس کا تہا خوب زور و تکین
ہوا تہا۔ رئیس بہوپال کا وہ نوکر تہا۔ مگر ۱۷۹۷ مین اوسنے ترک ملازمت کرکے نیزہ بردار
ساتھہ لیکر خود ملکون کا تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اب یہہ دو نو غارتگر اشارہ

نربدا کو خوب لوٹتے رہے۔ اور جب ونکو خاک مین ملاچکے اور لوٹنے کے لیے کچھہ خاک نہ رہا تو وہ جدا ہو گئے
امیرخان مشرق کی طرف دولتمند ضلع **ساگر** مین چلا گیا۔ یہہ ضلع پیشوا کی عملداری مین تہے۔
وہان اوسنے خوب دست درازی کی اور بہت کچھہ لوٹ مین اوسکو ہاتہہ لگا۔ اور **جسونت راو**
مالوہ کے اضلاع مین داخل ہوا۔ **دولت راو سیندہیا** کو اب ضرور ہوا کہ **پونہ** سے اوسکی گوشمالی
کے لیے باہر نکلے۔ وہ آٹھہ برس کے عرصہ سے یعنی جب سے کہ وہ اپنے چچا کا جانشین ہوا تہا **پونہ** مین ہی رہتا تہا
اور پیشوا کی بیخ کنی مین کوشش کرتا رہتا تہا۔ جب یہانسے چلا ہے تو ہم لاکہہ روپیہ پیشوا سے اوسنے لیا
سرجی راو گہٹکی کو اپنی جگہہ یہان مقرر کر گیا اور پانچ پلٹن پیدلون کی اور دس ہزار سوار اوس
پاس حکومت کرنیکے لیے چہوڑ گیا۔

(**۳**) ہندوستان مین ہی کیا زمانہ یہہ انقلاب کا تہا کہ ابہی ایک شخص خاک مین رل رہا تہا کہ آسمان
پر چڑہ گیا۔ کل کی بات ہے کہ **جسونت راو** اودہر کا مارا اودہر ایڑیان رگڑتا پہرتا تہا۔ یا دو برس کے
عرصہ مین اوس پاس ایک سپاہ جرار ستر ہزار کی موجود تہی۔ **مالوہ** کو پامال کرتا ہوا **سیندہیا** کے
دار السلطنت **اوجین** پر جا پہونچا۔ یہان **مہاراجہ سیندہیا** کی بیوائین رہتی تہین دولت اور
سرمایہ اور سپاہ کو **دولت راو سیندہیا** کے خوف کے مارے لیکر یہان چلی آئین تہین **جسونت راو**
نے اونکو یہہ دم دیا کہ مین تمہاری حمایت اور اعانت کرونگا۔ اور آدہی رات کو اونکے لشکر پر توپین
لگا دین۔ اور اونکا تمام مال و متاع اور توپخانہ لے لیا۔ اور اونکو جان بچاکر بہاگنے ہی نہ دیا۔ سیندہیا
کے سپاہیون کے دو گروہ **جسونت راو** کے نکالنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ اونکے افسر فرنگی تہے۔ مگر اونپر بہی یہہ
پہلی پڑی کہ ایک گروہ نے تو اپنے ہتہیار دشمن کے پیرون مین ڈالدئے۔ اور دوسرے گروہ پر جسکے افسر
کرنیل **الیس سنگ** تہے اوپر **جسونت راو** نے ایسی عمدہ طرح سے حملہ کیا کہ چوتہائی سپاہ اونکے
ماری اور گیارہ فرنگی افسرون مین سات کا سر اوڑا دیا اور تین کو قید کا مزہ دکہایا اور شہر **اوجین**
پر قبضہ کر لیا۔ مگر اوسکو لوٹا نہین اوسکی سپاہ ایسی فرمانبردار تابع تہی کہ جب اوسنے حکم دیدیا کہ شہر ہمارا
ہے۔ تو پہر کسی کا کیا مقدور تہا کہ تنکے کو ہاتہہ لگا سکے۔ مگر اوسنے شہر سے پندرہ لاکہہ روپیہ

تاوان لیکر اپنے خزانہ مین داخل کیا۔ یہان یہہ ہوا وہان پونہ کے جب سیندہیا چلا تو پیشوا اوسکی قید
سے چھوٹا۔ اب بجائے اسکے کہ وہ اپنی تمام جاگیردارون اور تابعین رئیسون کو مدارا اور آشتی سے اپنا
دوست بناتا۔ اس کم فہم اور ناقص عقل نے اونپر اور تشدد کیا۔ اور اونکو غارت کرنا شروع کیا
اونہون نے بغاوت اختیار کی اور تمام دیہات پر چڑہ آئے اور زمیندارون سے آپ ہی خراج لینا
شروع کیا۔ کسی ضرورت کے سبب سے وٹوجی بہی ایک گروہ کے سرگروہ تہے۔ وہ پکڑے گئے تو پیشوا
نے اونکو ہاتہی کے پیر کے تلے سلوایا اور اوسکی ہای وای کا تماشا خوش ہوکر دیکہا جب رعایا
نے یہہ ستم شعاری پیشوا کی دیکہی تو اوسکی پیروی چھوڑ دی اور اوس سے دل بیزار ہوگئے۔
اور جسونت راؤ کو جب یہہ خبر اپنے بہائی کی پہونچی کہ وہ یون پامال ستم ہوا تو اوسکے دل
مین پیشوا سے انتقام لینے کا جوش خروش ہوا جب سیندہیا کو اپنے لشکرون کا حال کہلا اور
جسونت راؤ کی قوت اور قدرت بڑہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے اپنے سسر سرجی راؤ
گہٹکی کو بلایا کہ وہ سپاہ لیکر چلا آئے یہہ سرجی راؤ بہی شرارت اور فتنہ پردازی مین شیطان
سے کچہہ کم نہ تہا۔ سیندہیا کا شیطان مشہور تہا جسوقت سیندہیا پونہ سے چلا تو یہہ ا
پیشوا کے جنوبی اضلاع مین سپاہ کو لیکر چلا گیا اور ان اضلاع کو نہایت بیرحمی سے لوٹا۔ اور جب
بلایا گیا ہے تو وہ پونہ سے ایک میل تہا اور قریب تہا کہ اوسکو بہی خوب لوٹے مگر سیندہیا
پاس چلا گیا۔ اور ڈی بوین کی پلٹنین بہی سیندہیا سے آملین پہر ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۰۱ع کو
ہلکر اور سیندہیا مین ایک بڑا ہوا جسمین سیندہیا نے جی پای۔ اور سرجی راؤ۔ اندور
مین فتح کے نشہ مین بدمست ہوکر داخل ہوا۔ اور شہر کو بیدردی سے لوٹنا شروع کیا۔
اور اہلیا بائی کی بنائی ہوئی عالیشان عمارتون کو جلا کر خاک کردیا۔ دولتمندون کے
گلے پر چہری رکہہ رکہہ کر روپیہ لیا۔ بیچاری عورتین اپنی عصمت و عزت کے خوف سے کنوؤن مین
گرین کہ وہ بالکل اونکی لاشون سے لبالب ہوگئے۔ جسونت راؤ کو یہہ آسیب ایسا پہنچا لیکن اسکے
کے بعد وہ اپنی عقل اور تدبیر سے پہر بنا۔ جسطرح کی جوانمردی اور لیاقت ا

اس زمانہ کے مناسب تہی پہر اوسکے جہنڈے نیچے سپاہ کا جمگہٹ ہونا شروع ہوا - اور وہ اس سپاہ کو لیکر شمال کی جانب غارت کرتا ہوا چلا - اور ایسا بیخوف اور نڈر ہوا کہ سندہیا کے ملک لوٹنے مین بہی دیوتاون کا ادب نکیا - ناتہہ دوار کو خوب لوٹا - پہر خاندیس کو لوٹتا ہوا پونہ کے قریب جا پہنچا - اور یہہ بہانہ بنایا کہ مین پیشوا کو سیندہیا کی پنجہ سے لیے اوڑاتا ہون -

(۴) جسونت راؤ جس ارادہ سے پونہ پر آتا تہا اوسکو سب جانتے تہے اوسکے نام سے پیشوا کا دم بند ہوتا تہا - لارڈ ولزلی کو اس امر کا یقین ہمیشہ سے تہا کہ جب تک پونہ مین ہمارا قدم اور علم نہین قائم ہوگا دکن مین کبہی آتش فساد نہ بجہیگی - اسلیئے جب کبہی موقع ملتا تو وہ پیشوا سے عہد و پیمان کرکے یہہ پیغام بہیجتا کہ ملک کی حفاظت ہماری سپاہ کے حوالہ کرو اور اوسکے خرچ کے واسطے ملک دیدو پیشوا بہی اپنی امید و بیم کی حالت کے موافق اوس سے وعدہ وعید کرتا تہا کبہی اوسنے یہہ کہا کہ مجہے سپاہ انگریزی رکہنی اس شرط سے منظور ہے کہ وہ سرکار انگریزی ہی کی عملداری مین رہے مین جب چاہون اپنی خدمت گذاری کے لیئے بلالون - ملک بہی اوسکے خرچ کے دینے کے واسطے بتلایا مگر وہ ایسا ملک تہا کہ جسپر پیشوا کی حکومت برائے نام تہی - پرائی دوکان پر داداجی کی فاتحہ پیشوا یہہ سمجہتا تہا کہ اپنے ملک مین سپاہ انگریزی کو کسطرح بالاستقلال جگہہ دینی اوسکا تابع بننا ہے - لارڈ ولزلی اس درخواست کو اس سبب سے نامنظور کرتا تہا کہ اسطرح بالکل فائدہ پیشوا ہی کو تہا - برٹش گورنمنٹ کو کچہہ نفع نہ تہا - غرض وہہون نے اسوقت اپنا پیغام معمولی بہیجا مگر جب سیندہیا نے اپنے سردار شو دلیث اؤ کو پونہ کی حفاظت کے واسطے دس پلٹنین پیدل کی اور بہت سے سوار دیکر بہیجا تو پیشوا کا ارادہ پہر گورنر جنرل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکا فسخ ہوگیا اکتوبر کے شروع مین کرنیل کلوز رزیڈنٹ پونہ نے گورنمنٹ کو لکہا کہ عہد و پیمان ہونیکی اب کچہہ امید نہین ہے - اب سیندہیا اور پیشوا کی سپاہ ہلکر ۴ ہزار پونہ کی فصیل کے پاس تہین - اونمین [illegible] اکا افسر کرنیل ڈلویس تہی - ہلکر کے پاس بہی چودہ پلٹنین تہین جو قواعد فرنگستانی پانچ ہزار ایسے آئین پیادے اور ۲۵ ہزار [illegible] معاہدہ تہا کہ وہ

ہندوستانی رئیسون کی طرف انگریز افسر تہے اور اپنے اپنے آقاؤن کی طرف سے وہ آپسمین لڑتے تہے۔
یہہ لڑائی دیر تک نہایت سختی سے قائم رہی ہنگامہ قتال و جدال خوب برپا ہوا۔ اول دن سیندہیا
کا پلہ لڑائی مین بہاری معلوم ہوتا تہا۔ ہلکر کی سپاہ بہت کٹ چکی تہی ہلکر دفعۃً شیر کی طرح جھپٹا
اور اوسنے اپنی سپاہیون کو للکارا کہ ای جوانمردو یہہ آج ہی کا دن ہے کہ میری پیچہے چلے آؤ۔
غرض اوسوقت اوسنے اپنی شیر مردی سے اور دنکو بہی جوانمرد بنا کر سیندہیا کی سپاہ کو جو ایک ریلا
دیا تو اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور بڑی شکست فاحش ہوئی اور تمام یہہ رزمگاہ کا اسباب دشمن کے ہاتہہ پڑا
باجی راؤ پیشوا اول دن تو لڑائی مین شریک ہوا مگر جب لڑائی مین آگ برستی ہوئی دیکہی تو مارے
خوف کے وہ اس آتش زنی کے حد سے پرے ایک پربت پر جا بیٹہا۔ ایک سپاہ اوسکو گہیرے ہوئے کہڑی
تہی۔ اگر یہہ سپاہ ہلکر سے لڑنے جاتی تو یہہ کام ہی آتی پیشوا نے دیکہا کہ لڑائی کا پاسہ پلٹنی کو ہی
تو فوراً اوسنے اپنا ایلچی کرنیل کلوز پاس جو اوسکے قریب ہی خیمہ زن تہے بہیجا کہ تمام وہ شرائط
منظور ہین جو گورنر جنرل نے پیش کی تہین۔ پہر اوسکو شکست کی خبر آئی تو وہ سات ہزار آدمیون
کے ساتہہ سنگمشیر مین چلا گیا اور پہر یہان سے ساحل بحر پر بہاگ گیا گورنر بمبئی کو خط لکہا کہ ایک جہاز
کا ساز و سامان کر کے بہیجے جب یہہ جہاز آیا تو اوسمین بیٹہہ کر وہ ۱۶ دسمبر کو بسین مین پہونچا۔

(۵) جسونت راؤ پونہ مین داخل ہوا۔ اوسکی آرزو دلی یہہ تہی کہ پیشوا جیسے ہاتہہ لگ جاتے تو مین
انتظام کرون جو دولت راؤ سیندہیا نے آٹہہ برس سے کر رکہا تہا۔ مگر پیشوا ہلکر کی بات پر کان
بہی نہین دہرتا تہا جب جسونت راؤ اس امید مین مایوس ہوا تو اوسنے پیشوا کے بہائی امرت راؤ
کو بلایا اور اوسکے بیٹے کو مسند پر بٹہایا اور خود اوسکو مدار المہام مقرر کیا اور اس کام کے عوض مین
دو کروڑ روپیہ لیے اور ایک کروڑ روپیہ کی آمدنی کا ملک لیا اور تمام سپاہ پر اپنا اختیار رکہا
دو مہینے تک تو پونہ مین اوسنے کام اعتدال کے ساتہہ کیا مگر پہر اس شہر کو لوٹ لیا۔ کرنیل کلوز
رزیڈنٹ پونہ کو پہر چاہا اوسنے چاہا کہ وہ یہان بدستور رہین مگر اونہون نے یہہ
سوچ کر کہا کہ مجہہ سے یہہ فاسقانہ کام نہین دیکہے جاینگے وہ پہلی دسمبر کو بمبئی

(۶) کرنیل کلوز صاحب یہاں آنکر باجی راؤ پیشوا کی عہدنامہ کی درستی مین مصروف ہوئے اور یہہ عہد نامہ
۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۰۲ء کو مرتب ہوا۔ تاریخ عہد انگلشیہ مین یہہ روز بہی یاد رکہنے کے قابل ہے اوسکی شرائط
یہہ تہین اول انگریزی سپاہ کی چہہ ہزار پیادی اور اوسکے مناسب حال توپخانے پیشوا کی عملداری
مین رہا کرینگے۔ اور اونکے خرچ کی واسطے پیشوا اون ضلاع دیگا جنکی آمدنی چہبیس ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ
ہوگی دوم جو قوم فرنگستانی انگریزون کے ساتہہ مخالفت کی صحبت کہتی ہوگی اوسکے کسی آدمی
کو پیشوا نوکر نہ رکہیگا اور فرانسیسو نکو بکلی موقوف کر دیگا اور بغیر منظوری سرکار انگریزی کے
نہ وہ کسی ریاست سے لڑیگا نہ کسی سے عہد و پیمان کریگا غرض جو معاملات دیگر ریاستون سے ہونگے اونمین
کوئی کام بغیر مشورت انگریزی گورنمنٹ کی نہین کریگا سوم سورت اور اور اضلاع گجرات جو کہ
بالفعل گائکواڑ سے سرکار کمپنی کو ہاتہہ لگی اونپر جو اوسکے دعوی تہے اونسے دست بردار ہوگا۔
چہارم سرکار کو کچہہ مداخلت پیشوا کی خانگی کامون مین نہوگی۔ نہ اوسکی اولاد اور عزیز
یگانون اور نوکرون سے سروکار ہوگا۔ سپاہ سرکار انگریزی پیشوا کی ایسی خدمت گزاری کے لئے
کمربندہ بیٹہی رہیگی کہ کوئی اوسکی رعایا اور تابعین سے سرکشی کرے اور فتنہ پردازی پر آمادہ ہو تو
وہ فوراً اوسکا علاج کریگی اور اس آتش فساد و بغاوت کو بجہائیگی۔ یہہ آخر شرط بہی تماشے
کی تہی کہ پیشوا کو تو اختیار تہا کہ خواہ وہ اپنی رعایا پر جتنا چاہے ظلم و ستم کرے اور اوسکی چہاتی پہ
مونگ دلے۔ مگر جب یہہ غریب رعایا اوسکے ظلمون کے مقابلہ کے لئے سر اوٹہائی تو انگریزی سپاہ اوسکی
سرکوبی کے لئے ہتہیار چلائے مرتے کو مارے شاہ مدار۔ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کی ملک کے انتظام
اندرونی مین نہ دخل دینے کا وعدہ کیا۔ مگر یہہ صورت نواب ارکاٹ اور اودہ کے ساتہہ نہ کی
جہان تیکس سکے یہہ شرط تہی کہ اگر ملک کا انتظام اندرونی خراب ہوگا تو برٹش گورنمنٹ کی عدالت
اعزاز و مردمی و مردانگی کا یہہ اقتضا نہوگا کہ رعایا کے گلے پہ چہری پہرتی ہوئی دیکہہ
نہ بولے۔
یہہ لیسین بہی انگریزی زمانہ کی تاریخ کا ایک واقعہ عظیم ہے اور اوس سے انگریزی

سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہی وہ مرہٹون کی سلطنت کی لیئ مادہ فالج تہا کہ جس سے اوسکو لقوہ
ہوگیا اور ہاتہہ پیر جدا رہ گئی - اوس نے وہ صدمہ اوسکی جانپر پہنچایا کہ دم ہی نکل گیا - اوس نے بہت
اپنے تئین سنبہالا مگر وہ سنبہل نہ سکی - گو پیشوا کی حکومت اور سلطنت کو اوسکے سردار کبہی کبہی
کچہہ بہی نہین مانتے تہی مگر پہر بہی وہ ساری قوم کا پیشوا اور قبلہ گاہ تہا - اور سلطنت ہند کے
لئے جو مرہٹون اور انگریزون کے درمیان حریفانہ لڑائیان اور جہگڑے ہو رہی تہے اونمین
پیشوا کو اپنا پیشرو مانتے تہی - یہہ عہدنامہ بہی معرض بحث مین بہت محققین کے
کا اتفاق نہین رہا ہے - لارڈ کیسلرہ البورڈ کنٹرول نے مرہٹون کی معاملات پر ایک سرکاری
کاغذ مین اس عہدنامہ کی تردید کی اور جنرل ولزلی نے (جو پیچہے ڈیوک و لنگٹن
کے نام سے مشہور ہوئی) - اوسکی تائید کی - اونکو چہہ برس ہندوستان مین آئی ہوئی ہو گئے
تہے اونکا اس عرصہ کا تجربہ اورون کے عمر بہر کے تجربہ پر بہاری تہا - اونہون نے اول تمام ہندوستانی
ریاستون کی حیثیت اور نظام کو بیان کیا اور پہر اونپر جو اس صلح سے اثر ہوا اوسکا ذکر کیا
اور یہہ لکہا کہ نظام سے جو عہد و پیمان ہوئے تہے اوسکا ایک نتیجہ لابدی یہہ تہا کہ پیشوا اور
انگریزون کے درمیان عہدنامہ بسین لکہا جائے - نظام پر مرہٹون کے وہ دعوی بیپایان تہے جو کہ
ایشیا مین رسم کے زبردست پر ہوتے ہین - اور وہ ضرور اونکے حاصل کرنے مین اپنی قوت کو
دکہاتے ہین - مگر جب برٹش گورنمنٹ اور نظام کے درمیان عہد و پیمان کا رشتہ مستحکم ہوگیا تو
مرہٹون کا بس نظام پر بسبب حمایت انگلشیہ کے نہ چل سکا - اور اوسپر کچہہ زیادتی اور ستم نہ کرسکے
پس جب نظام کو اوسکے دشمنون سے بچانیکا کام برٹش گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا تو ضرور تہا کہ
مرہٹون سے ایک نہ ایک دن خواہ جلدی خواہ بدیر ہنگامہ کارزار گرم ہو - پس اوس سے بچنے کے
لئے ضرور ہوا کہ پیشوا سے جو سارے مرہٹون کے رئیسون کا پیشرو تہا یہہ اتحاد اور وداد کیا جائے
جس سے نظام اور مرہٹون کی جہگڑون کی ثالث بالخیر برٹش گورنمنٹ بنجائے اور اونکو جیسے چاہے
جی مین آئے تصفیہ کر دے - لارڈ ولزلی کو ۱۸۰۲ کے انجام مین اس عہدنامہ کے

مل گیا۔ اسوقت پیشوا تو بگڑا تہا۔ اور سیندہیا اور ہلکر گو اونکی اغراض اتنی مختلف تہین جو
اونکی بابت تفاوت نہین مگر دونو بار بار لارڈ ولزلی کو محرک تہی کہ وہ پونہ کے مقدمہ کو فیصل کر دے
پس یہہ وقت ایک نعمت غیر مترقبہ تہی جسکی پہر آنیکی امید تہی کہ اس دانشمند فرزانہ نے پیشوا
سے یہہ عہد کرکے تمام ان دعوون کی انفصال کو جو نظام پر مرہٹے رکہتے تہے اپنے اختیار مین لے لیا
اور تمام دربار پونہ کے معاملات مین اپنے تئین بزرگ اور بلند مرتبہ بنا لیا۔ اس عہدنامہ بسین سے
ہندوستان کی صلاح و فلاح و امن و امان کے شگفتہ دروازے کہل گئے۔

اگر یہہ تدبیر نہ کی جاتی تو ہلکر کے ساتہہ تو لڑائی ٹہن جانیمین کچہہ شبہہ نہ تہا اور سارے مرہٹون کے
ساتہہ ستیزہ آرائی کا احتمال قوی تہا غرض گورنر جنرل کو اس عہدنامہ سے یہہ امید قوی تہی
کہ پیشوا سے جو یہہ عہد پیمان ہوئے وہ سارے مرہٹون کے رئیسون سے ہو جائیگی جب سر ہاتہہ مین آگیا تو
اور اعضا خود بخود قابو مین آجائینگے۔ اوس سے سلطنت انگریزی کی بنیاد مستحکم استوار ہو جائیگی
اور فرانسیسیون کا بالکل استیصال مرہٹون کے ہان سے ہو جائیگا۔ مگر اس گورنر جنرل اس مغالطہ
مین پڑا کہ ایک جز پر کل کا قیاس کیا۔ یہہ ویسی مثال ایسی تہی جیسے کوئی کہے کہ سر دہڑ اور
اعضا سے انسان مرکب ہے۔ اور انسان حیوان ناطق ہے تو پہر بہی اوسکا حیوان ناطق ہے۔

یہہ خیال کرنا ہی غلط تہا کہ پیشوا کی قدرت جو اس عہد پیمان سے برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ شامل
ہو گئی تو اوس سے برٹش گورنمنٹ کو سارے ہندوستان پر ایسا تسلط حاصل ہو گیا کہ ہر جگہہ اوسکو اختیار
مل گیا کہ امن رکہے اور عدالت کا انبساط پہیلائے اور سلطنت پر اپنے احکام چلائے اور اوسے اطاعت کرائے
تہوڑے دنون کے بعد تجربہ سے اس امر کا مشاہدہ ہو گیا کہ پیشوا کی ساتہہ عہد و پیمان اور مرہٹون کے
ساتہہ نہی باہم قائم رکہا اور نہ ہندوستان مین اوس سے امن رہا۔ بلکہ اسکے سبب جنگ کا
بازار گرم ہوا کہ دلال قضا و قدر اوسکے لیے ستے بیچے کہ کبہی نہ بیچے تہے۔ گو آخر کو نتیجہ
اون مرہٹون کے سلطنتین سب انگلش گورنمنٹ کی تابع ہو گئین مگر یہہ نتیجہ جنگ کا تہا اور
یہہ صلحنامہ بسین کا نتیجہ نہ تہا۔ اگر یہہ عہدنامہ نہ ہوتا تو بہی یہی نتیجہ ہوتا جو اب ہوا

غرض جو اثر اس عہدنامے کرتھے یہہ ہے کہ اول مرہٹون کے سردارون کے ساتہہ لڑائی ہو۔ دوم فتحیابی کے وسائل اوس سے پیدا ہون۔ اب لڑائی کی نسبت یہہ کہا جائے کہ وہ اچھی چیز ہے تو آسانی سے بغیر اس عہدنامہ کے پیدا ہو سکتی تہی۔ تو اس اعتبار سے عہدنامہ بسین کسی تعریف کا مستحق نہین ہے۔ اب دوسرے امر کی نسبت جو یہہ تعریف کیجاتی ہے کہ اوسکے سبب سے فتحیابی کے وسائل یہہ پیدا ہوئے کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین اتفاق نہ ہو سکا سو یہہ بڑا سبب انگریزون کی فتح کا ہوا۔ بیشک اس صلح کے سبب سے پیشوا انگریزون کی مخالفت سے باز رہا مگر اوسکے ساتہہ ہی یہہ ہوا کہ اور سب سردار مرہٹون کے انگریزون سے لڑنے کے لئے متفق ہوئے۔ غرض ایسی مخالف و موافق بہت سی تقریرین کہانتک لکھین کوئی کہتا ہے کہ مرہٹون سے لڑائیان فقط اس عہدنامہ کے سبب سے ہوئین کوئی کہتا ہے کہ لڑائیان تو ضرور مرہٹون سے بغیر عہدنامہ کے بہی ہوتین بڑا کام اس عہدنامہ سے یہہ نکلا کہ پیشوا اوسکے ساتہہ نہین ہوا۔ اس فتح کا دوسرا فائدہ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسون کی قوت کا استیصال بالکل مرہٹون کے ہان سے ہو گئی اسکا بیان بعد واقعات کے بیان کے کرینگے۔

(۸) جب اس عہدنامہ بسین سے مرہٹون کی دارالسلطنت مین انگریزونکا بہرچا اور پیشوا اونکے پنجے مین پہنسا تو مرہٹون کے سردارون کو ازحد رنج و ملال ہوا۔ بلند بلا شون کو سودا ہوا کہ اسکا کچھہ علاج کرنا چاہئے سیندہیا جو یہہ چاہتا تہا کہ گورنر جنرل واسطے اوس کے پیشوا کو پونہ مین بحال کرے تو اوسکا یہہ مطلب تہا کہ اس سبب سے پہر اوسکو اپنا اقتدار اور اختیار حاصل ہو اور پیشوا اوسکا وبال ہو کر رہے جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی چہاتی پکڑ کر بیٹہہ گیا اور سودائے خام جو دکن کی سلطنت کا پکا رہا تہا وہ سب کافور ہوا۔ اوسنے کہا کہ اس عہدنامہ سے تو ہمارے سر کی پگڑی اوتر گئی۔ لارڈ ولزلی نے سیندہیا پاس بہی یہہ پیغام بہیجا کہ تم بہی ہمارے ساتہہ اوسی قسم کے عہد و پیمان کر لو جیسے پیشوا نے کئے ہین مگر سیندہیا کے ذہن مین یہہ بات خوب سمائی ہوئی تہی کہ یہہ عہد و پیمان وہ ہین کہ مرہٹون کی سلطنت کا ویسا ہی ستیاناس آخر کو لاوینگے جیسا کہ مرہٹون کی چوتہہ نے سلطنت مغلیہ کا استیصال کر دیا ہے۔ اوسنے فوراً اپنے مدارالمہام کو راجہ برار پاس یہہ پیغام دیکر بہیجا کہ

سیندھیا اور بہونسلا کی انگریزون سے لڑائی

تم سب کا بلندی پر چڑہا چلا جاتا ہی اوسکو چاہیئے کہ ہم سردار اپسمین اتفاق کرکے نیچے گرائین
اور خاک مین ملائین اور یہہ انکا راجہ سیواجی کے خاندان مین سے ہے اور وہ پیشوا ہونیکے لیئے سیکڑون منصوبے
باندہ رہا تہا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے ابہین کے عہدنامہ کے موافق باجے راؤ
کے بحال کرنیکا ارادہ کیا ہی تو اوسکی چہاتی مین ایک پہانس سی لگ گئی ساری امیدین مٹی ہو گئین۔
جب سیندہیا کا یہہ پیغام پہونچا تو منہ مانگی مراد ملی۔ وہ تو اسکی دعائین خدا سے مانگ ہی رہا تہا۔ وہ
اوسکے ساتہہ متفق ہی نہین ہوا بلکہ حقیقت مین انگریزونکے ساتہہ سارے جنگ و پیکار کی تدابیر کا بانی و مبانی
ہو گیا۔ اب پیشوا کی عادت مین ایک جہنپ نہ تہی دورنگی طینت مین اور دوروئی طبیعت مین ٹہوس ٹہوس
کر بہری ہوئی تہی۔ عہدنامہ پر مہر کی چہاپ لگاتی ہی نیت مین اوسکے فساد آیا۔ اور اوس نے یہہ چاہا کہ عہد و پیمان
سے پہر جاؤن۔ اوسنے ایک نہایت معتبر و معتمد اپنا دولت راو سیندہیا اور راجہ برار پاس بہیجا اور
ظاہر انگریزونپر یہہ کیا کہ مین یہہ آدمی اسلیئے بہیجتا ہون کہ مینے جو عہدنامہ انگریزون سے کیا ہے
اوسپر وہ بہی راضی ہو جائین مگر باطن مین اصل مقصد اوسکا یہہ تہا کہ وہ دونو پونہ مین آجائین جس سے
یہہ عہدنامہ ہی باطل ہو جائے۔ ہلکر نے جب دیکہا کہ لارڈ ولزلی نے میرے منصوبے کو الٹ دیا اور انگریزی پلٹن پیشوا
کے بحال کرنیکے لیئے پونہ کی طرف بہیجی ہے تو وہ پونہ کو چہوڑ کر شمال کی طرف چلا گیا۔ راجہ برار نے
ہلکر کو بہی سمجہا بجہا کر دولت راو سیندہیا کے ساتہہ مصالحت ان شرائط پر کرا دی۔ کہ سیندہیا
سارا ملک جو ہلکر کے خاندان کا تہا اوسکو دیدے اور کہنڈی راؤ اوسکے بہتیجے کو چہوڑ دے۔ اگرچہ اوسنے
عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اور اپنے خاندان کی ساری ریاست پر قبضہ پا لیا۔ مگر لشکر لیکر کبہی سیندہیا کے ساتہہ
شریک نہ ہوا اور یہہ بہانہ بناتا رہا کہ میرے پاس روپیہ نہین ہے کہ اپنی سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ دون امیر خان
جو ہلکر کی سوانح عمری اپنی قلم سے تحریر کی ہے اوسمین وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب راجہ برار اور مہاراجہ
سیندہیا نے سنا کہ پیشوا نے انگریزون سے عہد و پیمان کر لیئے تو انہون نے ایک اپنا سوار معتمد سفیر ہلکر پاس
سنہ ۱۸۰۳ بہیجا اور کہا کہ پیشوا نے تو یہہ غضب کیا کہ انگریزون کو اپنا حامی بنایا اور انکی سپاہ کو داخل کر لیا اب سیندہیا و
پہلے پاس نہین رہ سکتا اسلیئے مناسب ہے کہ اب ہم سب آپس کے جہگڑون کو سمیٹ کر ایک ہو کر

اور اونکو بالکل بہول جائین اور سب اپنی قوم کی عزت و آبرو کے لیے ایک تن من ہوکر اپنے ملک سے
انگریزون کے نکالنے مین کوشش کرین۔ اور ایسے آپس مین دوست ہو جائین کہ جہان ایک کا پسینا گرے
دوسرا وہان اپنا خون گرا دے۔ اور بعد اسکے آپسکے جہگڑے بہر فیصل ہو رہینگے۔ اسپر ہلکر نے **امیر خان** سے
صلاح پوچھی۔ اوسکی مشورت سی چند شرائط صلح **سیندہیا** اور راجہ برار کے سامنے پیش کی گئین اور
اونہون نے منظور کر لین۔ اور **امیر خان** مخفی سپاہ ہلکر کی لیکر چلا گیا مگر اسئی کی لڑائی کی خبر سنکر واپس چلا آیا
اسکی انگریزونکو خبر بہی نہین ہوئی۔ **پرنسپ صاحب** نے جب **امیر خان** کی اس کتاب کا ترجمہ چہاپا ہے تو
یہہ حال معلوم ہوا ہے۔ جسوقت کہ **سیندہیا** کی لڑائی انگریزون کے ساتہہ شروع ہوئی اوس وقت ہلکر نے
اپنی بہوکی سپاہ کو چہوڑ دیا کہ ملک لوٹ کہائے۔ ہلکر نے **سیندہیا** کے تمام ملک کو جو مالوہ مین تہا دبا لیا
اور اوسکا دلی دوست **امیر خان** ایک اور طرف ملک کو تاخت و تاراج کرتا چلا گیا۔

(۹) گو لارڈ **ولزلی** کو یہہ حال معلوم تہا کہ **سیندہیا** اور راجہ برار کی کشش خواہش اور آزمایش
مقصود باہم سازش کر رہے ہین مگر پہر بہی اونہون نے اونکے ساتہہ رسل و رسائل کا رشتہ منقطع نہین کیا اور
آشتی طلب ہی اور تجاہل عارفانہ برتتے رہی۔ یہی آرزو بیان کرتے رہے کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ ہم سب مین
اتفاق رہے تو اچہا ہے عناد و فساد برپا نہ ہو۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی تہا کہ **بسین** کے عہدنامہ مین بال برابر فرق
نہ آئے۔ اگر اوسمین کسی کے فتور ڈالنے کا قصد ہو تو ہہتیار اوٹہانے کو بہی اوسکے ساتہہ موجود ہون۔ اب
اونہون نے **حیدرآباد** کی تمام سپاہ انگریزی جو وہان ٹہیری تہی حکم بہیجدیا کہ کرنیل **سٹیونسن** صاحب کی
ساتہہ روانہ ہو اور اوسکے ساتہہ نظام کا لشکر بہی ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار روانہ ہوئی۔ یہہ فوج
۲۵ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو پورنڈا مین **بمبئی** سے ۱۶۰ میل پر آپہونچی۔ اور جنرل **ولزلی** کو بہی حکم بہیجا گیا کہ وہ
میسور سے کہ **بمبئی** سے ۶۰۰ میل ہے روانہ ہون۔ ۸ ہزار پیادے اور ۱۷ سو سوار اور دو ہزار مشہور سوار میسور
کے لیکر روانہ ہوئے۔ جنرل **ولزلی** نے جو دوندہیا واگ کو خاک مین ملایا تہا تو اونکی بڑی دہاک
ان اضلاع مین ہو گئی اور اونکو سب جاگیردار اپنا قبلہ و کعبہ جاننے لگے تہے۔ اسوقت چہہ سات ہزار [illegible]
دس ہزار سپاہ ہی اونکے ساتہہ ہو گئی۔ گو وہ پیشوا کی بدسلوکیون سے بہت ناراض تہے مگر [illegible]

زور سے وہ ساتھ ہو گئے - یہان پیشوا سے پہلے ہی ٹھہرا لی تھی کہ جاگیردار اوسکے تخت کے گرد جمع رہین -
بلکہ پونا سے جب گیا تھا تو امرت راؤ پاس ہزار سوا سو سپاہ چھوڑ گیا تھا جب وسکو جنرل ولزلی
کے آنیکی خبر ملی تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جب انگریز پاس آوین تو پونا کو آگ دیکر خوب ونکو جلاے اور
کلیجہ ٹھنڈا کیجئے - کہ جب دشمن یہان آئین تو سوا خاک کے کچھ نہ پائین - مگر یہہ شعلہ البیانہ تھا کہ اپنے شرر
نہ دکھا تا جنرل ولزلی کو بھی اوسکی خبر لگ گئی وہ یہہ سنتے ہی بجلی کی طرح آ چکا اور ۳۲ گھنٹے مین ۶۰ میل طے
کرکے دفعۃً مرہٹون کے سر پر جا پہنچا جتنے طوفان مخالفون نے دیکہا تو پہر اونکے ہاتھہ کہان تہے
کہ پونا مین آگ لگانے - مخالف تو ہوا ہوے اور جو پیشوا کے ہواخواہ تہے وہ جنرل صاحب کے استقبال کو لیے
حاضر ہوئے - غرض اس فرزانہ یگانہ کی اب تدبیر سے پونا کی آگ بجھہ گئی ورنہ وہ تباہ اور خاک سیاہ نہ ہوا -
پیشوا بھی کرنیل کلوز کے ہمراہ بسین سے چلے - پنڈتون نے بچار کرکے ۱۳ مئی ۱۸۰۳ کو نیک گھڑی دار الخلافہ
مین داخل ہونے کی بتلائی - وہ اوسی دن اور ساعت مین اپنی دار الخلافہ مین آیا اور تخت سلطنت
جلوہ افروز ہوا - اور انگریزی توپون سے شلک سلامی کی اوڑائی -

پونا پر انگریزون کا قبضہ

(۱۰) اب سیندھیا کا حال روز بروز اور زیادہ کہلتا جاتا تھا - وہ اوجین سے ایک ردوے بزرگ
لیکر راجہ ناگپور کے سپاہ سے ملنے چلا - یہہ راجہ بھی ۷ اپریل کو ایک لشکر لیکر چلا تھا - راجہ اور
سیندھیا نے رزیڈنٹ پونہ کو اطلاع دی کہ ہم پونہ کو آتے ہین تا کہ مقدمات پیشوا کا انفصال
کرین - رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس طرف آئیگا تو ہماری اور آپ کی بگڑ جائیگی - اور نہین معلوم
آگے کیا ہو - اسکا جواب سیندھیا نے یہہ دیا کہ مین عہد نامہ بسین کا کفیل نہ تھا بغیر میری مرضی کے
اور سارے مرہٹون کے سردارون کی اجازت کے پیشوا مجاز نہ تھا کہ وہ ایک نیا عہد نامہ انگریزون سے کر لیتا - اور ہم جو
پونا کی طرف آتے ہین تو پیشوا کے بلائے ہوئے آتے ہین - وہ ہم کو بار بار لکھہ چکا ہے کہ آؤ آؤ - اب پیشوا کی ددردی
کو دیکھئے کہ یہان کرنیل کلوز سے اوسنے یہہ کہا کہ مینے اونکو بار بار منع کیا ہے کہ ادہر مت آؤ - اب سیندھیا
چارون طرف کا غذ کے گھوڑے دوڑاتا تھا اور سارے مرہٹون کے سردارون کو اپنی طرف کھسیٹ رہا تھا اور
جنکے لیے سب کو شتاب کئے دیتا تھا - غرض اب اسمین کچھہ شک باقی نہین رہا تھا کہ مرہٹون سے

لڑائی شروع ہوجائیگی ہسواسطے کرنیل کولنس رزیڈنٹ جو سیندہیا کے پاس تہا اوسکو گورنر جنرل
نے لکہا کہ وہ سیندہیا سے صاف صاف اوسکے ارادونکا حال پوچہے۔ چنانچہ رزیڈنٹ صاحب کی ملاقات
سیندہیا سے ۲۸ مئی کو ہوئی۔ اونہونے اول تمام عہدنامہ بسین حرف بحرف اوسکو سنایا اور پہر پوچہا
کہ بتلائیے اسمین کونسی ایسی بات ہی کہ آپکے اغراض کی مخالف ہی۔ اور آپ کی حق مین مضر اور کسی استحقاق
کو باطل کرتی ہے۔ اسپر مہاراجہ کے وزیر نے اور خود اوسنے کہا کہ اسمین کوئی بات ہماری خلاف نہین
ہے۔ پہر کرنیل کولنس نے یہہ بیان کیا کہ مہاراج اور راجہ برار مین عہد و پیمان ہوئے ہین اور اب دونو
مین قریب ملاقات ہونیوالی ہے جسونت راؤ ہلکر سے بہی مصالحت ہوگئی ہے ایک وکیل اوسکے پاس
ہے۔ اور مہاراج کو اسکا بہی اقرار ہے کہ مین اور راجہ برار دونو ملکر پونہ کی طرف جائینگے
...نا ایسی جمع ہوئی ہین کہ جسسے مجہے شبہہ ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مخالفت کا ارادہ آپ کا ہے
...ن مسند پر بیٹہہ چکا ہے پہر اب کیا ضرور ہے کہ وہان جائے۔ مہاراج کا دکن مین رہنا بہت دنون
...گا بلکہ مضر ہوگا۔ اسلئے جب دشمن سے آپ موافقت کرنے آئی ہین وہ نربدا کے جنوب مین
...بلکہ آپسے صاف صاف پوچہون کہ پہر مہاراج اور راجہ برار اور ہلکر مین کیون
...سے اشتباہ قوی ہوتا ہے کہ ان سب دوستون کا ارادہ ہے کہ پیشوا یا نظام یا
...ہین او جو برٹش گورنمنٹ اور پیشوا کے باہم عہد و پیمان ہوئے ہین
...یڈنٹ نے اسپر اس بات کو کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو استحقاق تہا کہ باہم عہد
...مین کچہہ مہاراج کے لئی کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی۔ اسکے جواب مین
دولت راؤ سیندہیا نے کہا کہ میرا ارادہ یہہ نہین ہے کہ پیشوا یا نظام یا کسی اور سرکار کمپنی کے
رفیق پر حملہ آور ہون۔ اور جو کہ عہد و پیمان راجہ برار اور جسونت راؤ ہلکر سے ہوئی ہین اونکو
مین بیان نہین کرسکتا ہون جب تک میری راجہ برار سے ملاقات نہو۔ ہر چند رزیڈنٹ نے اپنی طرز سخن کو
بدلا کبہی درشتی کبہی نرمی ــــ مگر یہی نہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ سیندہیا کو بسین کے عہدنامہ سے
مخالفت ہی یا نہین۔ سیندہیا کو اطلاع دی گئی کہ اگر اوسکا یہی حال رہیگا تو آشتی اور ...

تیار ہان اوسکی سرحد پر کردیگی۔ اور سارا اوسکے ملک پر آن واحد مین حملہ آور ہوگی۔ غرض ان دہمکیون
کے جواب مین اوس نے یہہ جواب دیا کہ راجہ برار مجہسے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اب اوسکی ملاقات ہوگی
تو مین آپ کو یہہ جواب دونگا کہ صلح رہیگی یا جنگ ہوگی۔ یہہ جواب دیا اور سیندہیا کا لشکر عظیم کے
ساتہہ نظام اور پیشوا کے ملکون پر پہیلا آتا اور راجہ برار کا لشکر کثیر کے ساتہہ حرکت کرتا۔ اور پہر ان دونو
دوستون مین صلاح اور مشورہ ہوکر انگریزون کے ساتہہ جنگ آشتی کا موعود ہوا۔ ان سب باتون کو لارڈ
ولزلی سرکار کمپنی کی شان مین ایک گستاخی سمجہا اور اب یقین ہوگیا کہ مرہٹون سے لڑائی شروع
ہوگی۔ اب یہہ معاملہ اور پیچیدار اس سبب سے ہوگیا کہ ان دنون مین فرانسیسون کا بڑا بیڑا پوڈیچری
مین آیا تہا جسکو سیندہیا نے تمام اپنی فوج کے سرگروہون مین اڑا دیا کہ فرانسیس نے ہم رفیقون کی کمک
بہیجی ہے۔ دو مہینے تک سیندہیا ریزیڈنٹ سے اوسی گفتگو کرتا رہا اور یہہ ہلکر کو کہتا رہا کہ وہ تاپتی
سے پار اوتر کر ہم سے آن ملے۔ اس عرصہ مین پیشوا بہی اپنی نفاق کیشی سے باز نرہے سیندہیا
کو نو برابر لکہتے ہی کہ تم فوراً پونہ مین چلے آؤ۔ انگریزی لشکر کے لئے اسباب ضروری کے بہم پہنچانے مین بے
پروائی کی اور اور طرح سے بہی انگریزون کو دقت مین ڈالا۔ لارڈ ولزلی نے یہہ سوچا کہ مین معرکہ آرائی کے
میدان سے دور بیٹہا ہون۔ ایک بات کو جواب دینے مین چہہ ہفتے لگتے ہین۔ وقت گرامی یون ہی ضائع جاتا
جسکا کچہہ بدل نہین ہوسکتا اسلئے بہتر ہوگا کہ جو افسر بر سر موقع ہین اونکو اختیار دیدون۔ اونہون نے تمام کام
کی جوابدہی اپنے ذمہ لیکر ۲۶ جون ۱۸۰۳ء کو دکن مین مرہٹون کے باب مین تمام معاملات اندر جنرل ولزلی
کو کل اختیار دیدیا۔ اور اپنی رائین اور تدابیر انتظام بہی لکہہ بہیجین۔ ان اختیارات کے دینے پر لارڈ
ولزلی سے بڑی بازپرس مع ملامت کی گئی۔

۱۳ مئی ۱۸۰۳ء کو گورنر جنرل نے ایک خط دولت راؤ سیندہیا اور راگہو بہونسلا کو لکہا
جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ برٹش گورنمنٹ نے بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات ایسی نہین داخل کی کہ دونو
راجاؤن کے حق مین مضر ہو۔ بلکہ اوسی قسم کے عہد وپیمان دونو راجاؤن سے کرنی چاہتی ہے جس سے عقل کے
حق مین بہبود اور فلاح ہو۔ مگر جو کچہہ کہ اطلاع ہمکو ملی ہین کہ ہماری دست نظام کی حد

لشکر گران لیئے پڑی ہین اوس سے ہمارے دل مین شبہ ہوتا ہے کہ اونکی نیتون مین فساد ہے ہم کو لڑنا
پسند نہین آتا جہانتک ہم سے ہوسکیگا آشتی طلبی کو ہاتھہ سے نہین دینگے لیکن اگر یہہ لشکر یہان سے نہین
ٹلیگا اور سیندھیا نربدا کے شمال مین نہ چلا جائیگا تو ہم اسکے منتظر نہین رہینگے کہ کوئی ہم پر حملہ
کرے تو لڑین بلکہ خود حملہ کرنے مین پیش قدمی کرینگے - ۴ جون کو راجہ برار اور سیندھیا مین
بہی ملاقات ہوئی - ۹ جون کو رزیڈنٹ نے اس خط کا جواب دینے مانگا - راجہ برار کی ملاقات پر وہ
موعود تہا - ۱۲ ارکو ایک وقت بیتا کہ جواب خط کا آیا - اوس پر رزیڈنٹ نے جہنجہلا کر کہلا بہیجا کہ اگر وہ
ارادہ کو صاف صاف نہین بیان کریگا - اور نربدا کے جنوب مین آگے بڑہیگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے
ساتہہ قطعی جنگ کا اظہار ہوگا - پہر اسکا جواب یہہ آیا کہ دو تین روز مین مفصل حال عرض کیا جائیگا
انجام ہم جولائی کو رزیڈنٹ کی ملاقات راجہ برار کے خیمہ مین مہاراجہ سیندھیا سے ہوئی
اول وہی باتین ہوئین کہ بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات آپکے خلاف نہین ہے - اور گورنر جنرل دونون
راجاؤن کو اپنا قدیم شفیق رفیق سمجہتا ہے اور اتحاد کی سلسلہ کو قطع کرنا نہین چاہتا - اور ہمیشہ اونکی
ہوا خواہی اور ترقی کی آرزو رکہتا ہے بشرطیکہ اونکی طرف سے کوئی حملہ مین پیش دستی اور زیادتی نہ ہو
ان دونو راجاؤن کی طرف سے وزیر راجہ برار نے یہہ جواب دیا کہ پیشوا کو یہہ لازم نہ تہا کہ یہہ عہد و پیمان
بسین بغیر تمام مرہٹون کے سرداروں کے صلاح و مشورہ کے انگریزون سے کرتا - اوسمین ساری قوم کے
بہت سے اغراض متعلق ہین اور ہمکو شرائط کی نسبت بہت کچہہ کہنا ہے - اوس پر رزیڈنٹ نے کہا کہ جو کچہہ
عہدنامہ بسین کی نسبت کہنا ہو وہ لکہکر مجہے دیدیجئے مین گورنر جنرل کے ملاحظہ کے واسطے بہجوا دونگا
پہر اونہون نے کہا کہ ہمارا ہرگز ارادہ نہین ہے کہ ہم سرکار انگلشیہ سے لڑین - اور جو پیشوا سے عہد و پیمان
ہوئے ہین اونکا مقابلہ کرین اور یہہ وعدہ کیا کہ نہ اونکی فوج پونہ کی طرف آگے بڑہیگی - اور نہ
اجنٹی گہاٹ پر چڑہیگی - لشکر انگریزی گوداوری کے پار آگیا ہے اور اجنٹی گہاٹ پر چڑہتا ہے
اوسکو آپ مہربانی کرکے آگے بڑہنے سے منع کیجئے - اسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ آپکا ارادہ آشتی کا ہے تو
یہہ واجب ہے کہ مہاراجہ سیندھیا اپنے لشکر کو نربدا پار لیجائے اور راجہ برار اپنی دار [illegible]

چلا جاوے۔ جبتک یہہ نہو گا لشکر انگریزی پیچھے نہین ہٹنے کا۔

۱۸ جولائی سنہ ۱۸۰۳ کو جنرل ولزلی کو اپنے تمام اختیارات ملنے کا حکم پہونچ گیا۔ اوسنے فوراً مہاراجہ سیندہیا اور راجہ برار کو لکہا کہ اگر آپ کو سرکار انگریزی کے ساتہہ رشتۂ اتحاد قائم رکہنا منظور ہے تو اپنی سپاہ کو اپنے مقامات سے پیچھے ہٹا کر سیندہیا مالوہ چلا جاوے اور راگہوجی بہونسلا برار کی راہ لے۔ پہر مین بہی اپنی انگریزی سپاہ کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدونگا۔ مگر اس درخواست کے جواب مین ایک ہفتہ تک لیت و لعل لگایا۔ اور مشرقی سادہ لوحی اور نفاق کیشی کو ظاہر کیا اور یہہ جواب دیا کہ وہ اور اوسکے دوست بہی اپنی لشکر کو اس سببسے ہندوستان کی طرف سے حرکت نہین دیسکتے ہین کہ ہلکر کے ساتہہ عہد پیمان کی تکمیل نہین ہوئی۔ جنرل ولزلی ان بیسروپا جوابون سے تہک گیا اور اوسنے لکہا کہ چوبیس گہنٹے مین ایک قطعی جواب اسکا دو۔ اوسپر یہہ سیندہیا آیا کہ پہلے وہ اپنے لشکر کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدے پیچہے ہم چالیس میل برہانپور مین پیچہے ہٹ جاوینگے۔ سر جنرل ولزلی نے لکہا کہ آپکی یہہ مرضی ہے کہ مین اپنے لشکر کو بمبئی اور مدراس اور سری رنگ پٹن بہیجدون کہ یہہ ملک بے حفاظت ہو جاوے اور آپ سب اپنی لشکر سمیت یہین بیٹہے رہین اور پہر جو جی مین آوے کرین۔ خیر اب مینے آپ سے تمام باتین آشتی طلبی کی کہین مگر آپ نے نبرد آزمائی کی ٹہرائی اچہا بسم اللہ۔ ۳ اگست کو کرنیل کولنس سیندہیا کے کیمپ سے چلے آئے اور مرہٹون کی جنگ سنہ ۱۸۰۳ کو شروع ہوئی۔

(۱۱) لارڈ ولزلی نے جب دیکہا کہ اب سیندہیا اور راجہ برار دونوسے لڑائی آن پڑی۔ تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جہان جہان ہندوستان مین ان دونو راجاؤن کے ملک و علاقے ہین اون سب پر ایک ہی دفعہ حملہ کیا جاوے گو ایک طرف لڑائی کے میدانون مین فصل سات سو میل کا واقع تہا اور دوسری طرف ۲ سو میل۔ اس لڑائی کا سارا دار و مدار لارڈ ولزلی پر تہا۔ اس عالی شان والا فطرت نے [illegible] و شوکت سے ان ہندوستان کی لڑائیون کی تیاریان کین وہ بہلا پہلے کب ہوئین تہین۔ دکن کے اندر حیدرآباد اور پونہ کی حفاظت کے واسطے تین ہزار چہہ سو سپاہ متعین کی

اور جرنیل سٹورٹ کے زیر حکم آٹھ ہزار سپاہ اون اضلاع کی حفاظت کے واسطے مقرر کی جو کرشنا
اور تنگ بہدرا کے درمیان واقع ہے - جرنیل ولزلی کے ماتحت ۹ ہزار لشکر احمد نگر کے قریب اور
کرنیل سٹیونسن کے ماتحت ۸ ہزار گوداوری کے کنارہ پر سیندھیا اور راجہ برار سے لڑنیکے
لئے تیار کیا — اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف دس ہزار پانچ سو سپاہ لیکر شمال مین ہندوستان کے اندر
موجود تہا - کہ وہ سیندھیا کی سپاہ قواعد دان سے معرکہ آرا ہو اور اس جانب مین جو ملک سیندھیا
کے ہون وہ اپنے قبضہ مین کر لے - ساڑہے تین ہزار سپاہ الہ آباد مین بندیل کھنڈ پر قبضہ کرنیکے لئے
آمادہ تہی - اور مغربی ساحل پر سات ہزار تین سو آدمیون کا لشکر اضلاع گجرات مین سیندھیا کے علاقو نپر
قبضہ کرنیکے لئے کمربستہ تہا اور پانچہزار دو سو آدمیون کی کٹک ہاتہہ صاف کرنے کے لئے بیٹھی تہی جو ملک
راجہ برار کا تہا - غرض کل پچپن ہزار وہ سپاہ دل و گردہ کی جسنے انگریزی علم مشرق مین آفتاب کی
طرح چمکایا تہا مسلح و کمربستہ تہی - لشکر یہہ تہا لشکر کش وہ تہا کہ جسکی ذات مین بہت سی شرائط
گرامی عزمان فرمائی کی یہہ جمع تہین - عظمت و عطوفت عالی - حوصلہ فراخ - دریافت بلند -
گرمی ذاتی - شجاعت اصلی - نیت درست - جد عظیم - عمل شائستہ - فکر عمیق - راجہ برار اور مہاراجہ سیندھیا
کی سپاہ کا تخمینہ ایک لاکہہ کیا گیا ہے جسمین پچاس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل قواعد دان فرنگستانی
افسرون کے ماتحت تہی - اور اونکے ساتہہ مناسب حال توپخانے سیکڑون توپون کے تہے - اب ہر لشکر کا
جدا جدا بیان کرتے ہین کہ کیا کیا کارہا نمایان اوسنے کئے —

(۱۲) کرنیل کولنس جب سیندھیا کے کیمپ سے چلے آئے تو جرنیل ولزلی نے اول قصد احمد نگر کی
فتح کا کیا اور وہ اس ارادہ سے ۸ اگست ۱۸۰۳ کو والکی سے چلے - اور آتے ہی احمد نگر کے پیٹہ
کو لے لیا - اور قلعہ پر ۱۰ کو توپین مارنی شروع کین - ۱۱ کو قلعہ دار نے اس اقرار پر اپنے تئین حوالہ
کرنے کا پیغام بہیجا کہ جانون کی امان اور لوگون کو اپنے مال لیجانیکی اجازت دیجائے تو قلعہ
خالی کر دون - ۱۲ کو قلعہ پر قبضہ ہو گیا - ۳۴ آدمی مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے - اور یہہ قلعہ
نامی گرامی ہند کا ہاتہہ آیا - چاند سلطانہ نے ۱۵۹۵ء میں اوسکا نام سارے ہندوستان مین روشن کیا

علاقہ کے ہاتھہ آ گئیے ۔ ۳۰۰۰۰۶ روپیہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا - اب جرنیل صاحب نے اس ارادہ سے کہ سیندھیا کے تمام ملک پر جو گوداوری کے جنوب مین ہے قبضہ ہو جاے - اس دریا سے ۲۴ اگست کو عبور کیا اوسی روز سیندھیا اور راجہ برار نظام کے ملک مین بڑہتا ہوا داخل ہو گئے - ۲۹ کو جرنیل ولزلی اورنگ آباد مین داخل ہو گئے - دشمن جالناپور مین داخل ہوا - اوسکا ارادہ حیدرآباد مین جانیکا معلوم ہوتا تہا - جرنیل وسکے پیچھے پڑے تو اوسنے راہ بدل دی - کرنیل سٹیونسن نے قلعہ جالناپور کو حملہ کرکے ۲ کو فتح کر لیا - دشمنون نے شمال کی طرف درہ اجنٹی کی طرف جنبش کی اور وہان وہ سیندھیا کی اون ۱۶ پلٹنون سے جو دو فرانسیسی افسرون کے ماتحت تہی مل گیا - اب کرنیل سٹیونسن کا لشکر تو مغرب کی طرف اور جرنیل ولزلی کا لشکر مشرق کی طرف اون پہاڑون کے بیچ چل رہا تہا جو بدنا پور اور جالنا کے درمیان ہین ۲۳ کو جرنیل ولزلی پاس خبر آئی کہ سیندھیا اور راجہ اپنے سوارونکو لیکر چلے گئے ہین اور پیدل اپنے خیمون مین ابہی ۶ میل کے فاصلہ پر پڑے ہین - اس خبر پر جرنیل نے بغیر انتظار کرنیل سٹیونسن کے دشمن پر حملہ کا ارادہ کیا - اور سفر شروع کیا - ۲۶ میل وہ چل چکا تہا کہ یکایک سیندھیا و راجہ برار کا لشکر اسی گانو کے متصل دریاے کیلنا کے کنارہ پر پڑا ہوا نظر آیا پچاس ہزار سپاہ اور سو توپین اوسمین تہین جرنیل ولزلی پاس چار ہزار یا پانچ سو سپاہ تہی اس کثرت سپاہ کا کچہہ خیال اوسنے نہ کیا اور اسی اپنی تہوڑی سی جمعیت لیکے اوس ٹڈی دل پر جا پڑا - لڑائی بڑی سخت ہوئی - اور دونو فریق خوب جی توڑ توڑ کر لڑے سیندھیا کی پلٹنون نے داد جوانمردی دی - انگریزی لشکر مین تین پلٹن اور اونمین رسالہ اور چوتہی پلٹن ہندوستانی تہی اپنے ہونہار شجاعت کو دکہایا - گورون اگرچہ تین سو تہے مگر اپنی مردانگی اور دلاوری کے جوش مین انگریزون کی فوج پر ٹوٹ پڑے - دشمن کے لشکر کے پیر اوکہڑ دیئے اور اوسکو سنگینون پر رکہہ لیا اور دہکیلتے دہکیلتے اوسکو جوا مین گہسا دیا - راجہ برار تو پہلے ہی بندوق کی آواز سنتے ہی چلتا ہوا سیندھیا بہی اوسکے پیچھے بہاگ گیا - پہر فتح ہوئی اور دشمنون کی ۹۰ توپین ہاتہہ لگین اور اوسکے ۱۲۰۰ سو آدمی میدان جنگ مین

طعمہ اجل ہوئی۔ انگریزی لشکر میں ۴۲۸ سپاہی مارے گئے اور ۱۳۳۸ زخمی ہوئے غرض نصف فوج لڑنے کے درمیانی لشکر
بیکار ہوگیا۔ اس قیمت میں فتح نہایت گران تھی۔ اس لڑائی پر یہہ اعتراض ہیں کہ کسی حصول مقصد کے
لئے نہیں آدمیونکو ضائع کرنا دانائی سے بعید تہا۔ دوم کرنیل سٹیونسن کے ملنے کا انتظار نہ کیا اگر اوسکو
ساتھہ لیکر یہہ لڑائی ہوتی تو فتح کے نتیجے نہایت عمدہ ظہور میں آتے۔ سر طامس منرو نے اپنی راے
اس لڑائی کی نسبت یہہ ظاہر کی کہ اگر اسی میں لڑنا کوئی غلطی کی بات ہو مگر لڑائی نہایت
خوبی کے ساتھہ لڑی گئی۔ جنرل ولزلی نے جو کام زیادہ عقل و دانش سے کیا جس چیز کی
ضرورت انگریزی اوسکو مہیا کر دیا۔ جنرل ولزلی نے خود لکہا ہے کہ ایک ضلع کی غلطی نام کے سبب سے
یہہ اتفاق دشمن سے مٹ بھیڑ کا ہوگیا۔ اگر یہہ میں لڑائی نہ لڑتا تو دشمن ضرور کچھہ نہ کچھہ نقصان
پہنچاتا۔ کرنیل سٹیونسن بھی ۲۴ کو وہاں پہونچے۔ اور وہ دشمن کے تعاقب میں بھیجے گئے جنرل
ولزلی کا لشکر ایسا نہ تہا کہ دشمن کے پیچھے پڑتا۔ اگرچہ دشمن کو یہہ شکست ہوئی تھی مگر اوسکے
بہانوں بھی نہ تھی وہ بے خوف مغرب کی طرف دریاے تاپتی کے کنارہ کنارہ جاتا تہا۔ پونہ کیطرف
جانیکا ارادہ معلوم ہوتا تہا۔ سر جنرل ولزلی نے کرنیل سٹیونسن کو حکم بھیجا کہ وہ پہلے
برہان پور اور اسیر گڈہ کے قلعونکو خاندیس میں ختم کرلے۔ یہہ خبر سنکر راجہ برار اور سیندہیا
بلکہ بھی جدا ہوگئے۔ اور خاندیس کی حفاظت کے واسطے چلے۔ اب کرنیل سٹیونسن نے
برہان پور کو ۱۵ اکتوبر کو بے لڑے بھڑے لے لیا۔ اور ۱۷ اکتوبر کو وہ اسیر گڈہ کی طرف چلے ہندوستانی
اس قلعہ کو کلید دکن کہتے تھی۔ ۱۸ کو کرنیل صاحب نے پہنچ لیا۔ اور ۲۰ کو توپخانہ قلعہ پر لگا دیا۔
اہل قلعہ نے ایک گہنٹہ کے بعد اپنے تئیں حوالہ کر دیا پس ان دو قلعوں کے ہاتہہ لگنے سے دکن میں
کوئی ملک سیندہیا کا نہ رہا اب فقط برار کی خبر لینی باقی رہی۔ کرنیل سٹیونسن کو حکم
ہوا کہ وہ قلعہ گاولگڈہ کو جاکر محاصرہ کرے۔ راجہ برار کا یہہ قلعہ نہایت مستحکم اور استوار مشہور ہے
اور یہہ بھی لوگ کہتے تھے کہ خزانہ اوسکا وہاں ہے۔

(۱۳) نومبر کے اول ہفتہ میں جسونت راؤ گوڈپارہ اور ایک اور کوئی

سیندھیا کی طرف سے پیغام صلح لیکر انگریزی خیمون مین جنرل ولزلی کے پاس آئی۔ اسی لڑائی
کے بعد ۴ اکتوبر کو بالا جی کنجور جو پیشوا کا بڑا مدار المہام تہا اور باوجود لڑائی کے سیندھیا
کے خیمہ مین تہا اوسنے جنرل ولزلی کو خط لکہا تہا کہ ایک انگریزی افسر اور ایک نظام کا افسر سیندھیا
کے خیمون مین آپ بھیجدین کہ صلح کے عہد و پیمان مرتب ہو جائین۔ مگر اول اس خط پر سیندھیا
کی مہر نہ تہی دوسرے اسمین بہی انگریزون کی کسر شان تہی کہ دشمن کے پاس ایک افسر دکہا جاوے
جس سے ہندوستانیون کے دل مین یہہ یقین ہو کہ انگریز خود صلح کے لئے منت کش ہوئے ہین۔ ان باتون
خیال کرکے جرنیل ولزلی نے اپنے افسرون کے بہیجنے سے انکار کردیا۔ مگر یہہ لکہہ بہیجا کہ جو دوسرے افسر
پیغام صلح لیکر آوینگے تو اونکے حال پر متوجہ ہونگا۔ جب یہہ دو آدمی آئے تہی تو اون پاس کوئی
سند ایسی نہ تہی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سیندھیا کے بہیجے ہوئے آئے تہے۔ اگرچہ وہ اس قابل تہے
کہ بےعزت کرکے نکالدئے جاتے مگر جرنیل صاحب نے اپنے اخلاق کے سبب سے کہا کہ کیمپ مین جب تک
رہو کہ تمہارے پاس سند صلح کی پیغام کرنے کی سیندھیا کے پاس سے آجاوے۔ پہر اس عرصہ مین ایک
خط سیندھیا کا جرنیل صاحب پاس آیا اوسمین گوربارہ کے سفیر ہونے سے انکار کیا اور لکہا کہ مین دوسرا
سفیر بہیجتا ہون۔ اوسپر جرنیل صاحب نے ان دونو آدمیون سے کہا کہ اسمین کچہہ تمہارا مکر نہین ہے مگر
یہہ تمہارے آقا کی اوستادی اور چالاکی ہے۔ ایسی احمقانہ باتین سیندھیا کی طرف سے ہوتی تہین
اور سیندھیا خواستگار مہلت جنگ کا اپنے لئے اور راجہ برار کے لئے ہوا۔ مگر راجہ برار کی طرف سے
نہ کوئی سفیر تہا نہ کوئی اوسکی تحریر تہی۔ اسلئے ان شرائط پر ۲۲ نومبر کو سیندھیا کو مہلت
جنگ دی گئی کہ وہ ایلچپور کے مشرق مین چالیس میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کو لیجاکر اقامت
اختیار کرے۔ اور اوسکا لشکر انگریزی لشکر سے جو راجہ ناگپور سے لڑے ہمیشہ چالیس میل کے
فاصلہ پر رہا کرے۔

موہ جب جنرل ولزلی نے دیکہا کہ راجہ برار اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اور نظام کے ملک کے
[illegible] گاویل گڈہ کی [illegible] سے ملنے چلا۔ راجہ برار کی